ٹھاکر دکسند سنگھ

THE TAHQUIQ-UL-HAQQ

رسالہ تحقیق الحق

EDITED BY

Thakur Mukand Singh

RAIS OF CHHALESAR, PARGANA MORTHAL, ZILA ALIGARH
MEMBER OF COMMITTEE DISTRICT BOARD.

مصنفہ ٹھاکر مکند سنگھ صاحب رئیس چھلیسر پرگنہ
مورتھل ضلع علیگڈہ ممبر کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ

This pamphlet has, with reference to the books of principles of every religion, been compiled merely to prevent actions tending towards annoyances contrary to the religious principles prevailed in India which are the basis of daily disturbances of different kinds to the creatures.

یہہ رسالہ محض بغرض انسداد بدعات خلاف اصول
مذاہب مروجہہ ہند کہ جو باعث ایزارسانی
مخلوق ہیں بحوالہ کتب اصولی ہر
مذاہب لکھا گیا

Printed at the Press Lala Sukhan Lal Manager of Kayasth Prakash Press Aligarh.

بمطبع لالہ سکھن لعل منیجر کایستھ پرکاش پریس
علیگڈہ طبع شد

ice per copy Rs. 1—4—0] FEBRUARY 1890. [قیمت فی جلد ۱ روپیہ ۴ آنہ

.. Edition 1000 Copies فروری سنہ ۱۸۹۰ طبع اول جلد ۱۰۰۰

فہرست ابواب رسالہ تحقیق الحق

فہرست تقریظات و تواریخ

ओ३म्

अग्ने व्रतपते व्रतं चरिष्यामि तच्छकेयम् ।
तन्मे राध्यताम् इदमहमनृतात् सत्यमुपैमि

यजुर्वेद अध्याय १ मंत्र ५

خلاصہ معنی

اے پرکاش روپ ستیہ پتے پرمیشر میں جس راست کام کو شروع کرنا چاہتا ہوں اوسکی تکمیل آپ ہی کی مہربانی پر منحصر ہے کیونکہ جو انسان راستی کو قبول کرتے ہیں وہ ہی دیو یعنی فرشتے کہلاتے ہیں اسواسطے راستی کو اختیار کرنا چاہتا ہوں - آپ ایسی خداوندی کیجیے کہ جس سے میں رفاہ عام راست کاموں کو پورا کر سکوں اوس ارادے کو پورا کرنیوالے صرف آپ ہی ہو میری استدعا کو آپ منظور فرمائیے اور وہ میرا یقینی ارادہ ہے کہ راستی پر دائم و قائم رہوں آپ اوسکو مستحکم کیجیے -

ओ३म् ईशावास्य मिदं सर्वं यत्किञ्च जगत्यांजगत्
तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृधः कस्यस्विद्धनम् ॥

यजुर्वेद अ० ४० मंत्र १

خلاصہ معنی

پرمیشور کا حکم ہے۔ اے انسانو تمام مخلوق میں میں ہی بیاپک یعنی حاضر و ناظر و محیط کل ہوں لہٰذا تم کسی حالت میں کسی کی شے کو کہ جس سے تم متمتع و مستفیض ہونے کا استحقاق نہیں رکھتے حاصل کرنے کا ارادہ مت کرو۔

فائدہ

یعنی ہر وقت مجھے اپنا متر یعنی دوست پیار کرنے والا اور شِو یعنی کلیان کرنے والا اور نارائن یعنی تمہارا آدھار اور برہم یعنی بڑا اور ساکشی یعنی کرموں کو پرتیکش دیکھنے والا اور سرو درشی یعنی سب کا دیکھنے والا اور نیائی یعنی عادل اور پکش پات رہت کرم انوسار پھل دینے والا اور دیو یعنی دیو گنوں کا دھارن کرنے والا اور پوجنے یوگ اور ہرنیہ گربھ یعنی پرکاش سروپ اور سب کا پرکاشک اور سورج وغیرہ تیج سروپ پدارتھوں کا نواس استھان اور سروگیہ یعنی سب جگت کے بیوہاروں اور تمہارے ماضی و مستقبل و حال کرموں کا بھاوت جاننے والا۔ جانتے ہوئے مستفیض و کامیاب ہو ورنہ میں ہی تمہارا رُدر یعنی رولانے والا ہوں جب تم میرے حکم کے خلاف بداعمالی کرتے ہو تب میں تمکو رولاتا ہوں۔ مت خیال کرو کہ میں خلافِ عدالت رحم و عفو کرونگا میں ہی تمہارا یم یعنی ڈنڈ دینے والا ہوں میرے حکم کے خلاف ہرگز اپنی حفاظت کی امید مت رکھو جب تم میری ہدایت کے خلاف برے کام کرتے ہو تو میں وایو روپ ہو کر تمہارے پران اپان بیان سمان اُدان وایو کو مرکز اعتدال پر نہ رکھکر تم کو انواع و اقسام کے مرضوں میں مبتلا کرکے تکلیف دیتا ہوں اور میں ہی وہ اگنی ہوں کہ جب تم میری پیدا کیے ہوئے پدارتھوں کو ناجائز یا خلاف طریقے سے کام میں لاتے ہو اور میری مقررہ تمام ہدایت سے برخلاف عمل کرتے

اور میرے حکم اور مرضی کے برعکس آپس میں دشمنی کرکے مخلوق کو طرح طرح کی تکلیف اور باہم دگر فساد و عناد کرتے اور کراتے ہو تب میں تمہارے اوپر سبب رس آوگ دھاتو اور حرارتِ عزیزی کو کہ جسکی وجہ سے تم زندہ رہ سکتے ہو غیر معتدل کرکے تم کو ہر قسم کی تکلیف دینے والا ہوتا ہوں۔

मौनात्सत्यं विशिष्यते

मनुस्मृति : अ० २ श्लो० ८३ ॥

خلاصہ معنی

یعنی خاموش رہنے سے ہمیشہ راستی کا اظہار اچھا ہوتا ہے بقول کسی کے شعر۔ راستی موجب رضای خداست ۞ کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست۔

تمہید

پروردگار نے انسانی خلقت میں تمام مخلوقات سے بہتر و برتر عقل کا جوہر عطا فرمایا ہے کیا اس سے یہی مراد و منشا ہے کہ انسان محض اپنی نفس پروری کے کاموں میں شب و روز غلطاں و پیچاں رہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ اگر نفس پروری کے مطلب سے انسان کی پیدائش مان لیجائے تو حقیقت میں انسان کا وجود سب حیوانات سے بدتر اور خراب شمار کیا جاویگا بلکہ بوجوہات چند در چند انسان سے حیوانات کی عمدہ حالت مانی جاویگی مثلاً گیدڑ۔ بھیڑیا۔ ریچھ۔ بندر۔ کتے۔ بلی۔ سور۔ کوا۔ بگلا۔ گدھ۔ مرغا۔ مرغی وغیرہ بہت سے جانوران چرند و پرند کی آزادانہ اوقات کس آرام و چین سے بسر ہوتی ہے نہ وہ کسی کے مدیون ہیں نہ کسی کے مالگذار یا باجگذار ہیں جو اونپر اونکے ادا کے تفکرات عائد حال ہوتے ہوں۔

نہ مڈل کلاس پاس یا سول ملٹری کی نوکری یا کھیتی یا تجارت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اُن کو انکم ٹیکس کا خوف ہے نہ نیشنل کانگریس کے ڈیلی گیٹ بننے کی کوشش ہے اور نہ اوس سے مخالفت کرنے کی۔

الغرض ہزارہا آفات سے جو انسان کو شب و روز لاحق حال رہتے ہیں سب سے مبرا و محفوظ ہیں جسوقت اشتہا ہوئی جسطرح جہاں سے میسر ہوا پیٹ بھر لیا پانی پی لیا اپنی نیند سونا اپنی نیند اُٹھنا بقولیکہ۔ "اُدھو کا دین نہ مادھو کا لین" جسوقت خواہش نفسانی کا غلبہ ہوا فوراً حاجت روائی کر لی۔ نکاح سے مطلب نہ شعر سے غرض نہ بچا نوے واسطہ نہ جوگ سے۔ حلال سے نہ حرام سے۔ پنڈت سے نہ پادری سے۔ مولوی سے نہ پوپ سے۔ لال گرو سے نہ لال بجھکڑ سے۔ نہ اون کو کسی رشتۂ قریب یا بعید کی تحقیقات کی ضرورت۔ صرف اپنے کام سے کام۔ "اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ" اس قول پر بھی عمل نہیں۔ شعر

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ٭ کسی را با کسی کارے نباشد۔ دراصل وجود انسان سے پیشتر کو اپنے قانون قدرت کی پابندی و پیروی مطلوب ہے

قانون قدرت

قانونِ قدرت اون قواعدِ فطرتی سے مراد ہے کہ جس سے ہر مخلوق مختلف کی پیدائش کی اصلی اغراض بذریعہ حواس ظاہری و باطنی منکشف و معلوم ہوں جو کہ محض انصاف و رحم و آشتی و رفاہیت و مصالحتِ عامہ پر مبنی ہیں اور ہمیشہ ایک حالتِ مستحکم پر قائم۔ پس اوسکی اتباع عبادت ہے اور اوس کے خلاف بدعت۔

आचाराणि न कुर्वन्ति मनो वाक्कर्म बुद्धिभिः ॥

ते तपन्ति महात्मानो न शरीरस्य शोषणम् ॥ १॥

خلاصہ معنی

یعنی جو انسان من اور زبان اور عقل سے گناہ نہیں کرتے وہ ہی عابد ہیں نہ کہ جسم کے جلانیوالے

चोदना लक्षणोऽर्थो धर्म्मः ॥ पू॰ मी॰ पा॰ १

خلاصہ معنی

ایشر نے انسانوں کے واسطے جس کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہی ایمان اور جس کے کرنے کا حکم نہیں دیا وہ ہی عدول حکمی ہے

راجہ کو پرمیشر نے کسواسطے رعایا پر مقرر کیا ہے اور اوسکا کیا فرض ہے - اوسکا یہہ کام ہرگز نہیں ہے کہ اپنی طمع نفسانی کے غلبے سے رعیت کو جسطرح ممکن ہو تباہ و برباد کرے اور تمام عزت و آبرو اوسکی زائل کر دے - عادل راجہ پر یہہ ضروری فرض ہے کہ رعایای ماتحت کو کہ جسکا وہ محافظ اور اوس کے افعال نیک و بد کا ضامن ہے اس قدر آزاد نہونے دے کہ وہ منشائے اصول فطرت سے باہر قدم رکھنے لگے ورنہ راجہ کے تساہل سے کسیطرح انتظام دینی و دنیوی قائم نہیں رہ سکتا اور عدم قیام امن سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ اوس راجا کا راج کسیطرح قائم نہیں رہ سکیگا تمام تکالیف اور بے امنی و خرابی رعایا کا اثر راجا کی گردن پر ہوگا - اس کے ثبوت میں منو سمرتی کے چند اشلوک پیش کیے جاتے ہیں

यदि न प्रणयेद्राजा दण्डं दण्डेष्वतन्द्रितः । शूले मत्स्या-
निवापक्ष्यन्दुर्बलान् बलवत्तराः ॥१॥ म॰ स्मृ॰ ७ श्लो॰ २०॥

خلاصہ معنی

یعنی جو راجا سزاوار مجرموں کو سستی یا تغافل سے سزا نہیں دیتا اوسکے راج میں

...و ظالم لوگ زبردست غریبوں کو اسطرح تکلیف دیتے ہیں جسطرح بیرحم لوگ مچھلیوں ...
...دوں کو کانٹے میں چھید کر دکھ پہونچاتے ہیں

मोहाद्राजा स्वराष्ट्रं यः कर्षयत्यनवेक्षया। सो
ऽचिराद् भ्रश्यते राज्याज्जीविताच्च सबान्धवः ॥

म० अ०७ श्लो० १११

خلاصہ معنی

یعنی جو راجا غفلت سے رعایا کو تکلیف دیتا ہے اوسکا راج بہت جلد مع خزانہ و مال و عیال و اطفال و برادران خویش ناش ہو جاتا ہے۔

در بیانِ باعثِ زوالِ سلطنت

چار چیز آید فساد پادشاہ — با تو میگویم بشرح دارش نگاہ
اول اندر مملکت جور امیر — دیگر آن غفلت کہ باشد در وزیر
سیم شہ باشد خیانت در دبیر — بد بود گر قوتے یابد اسیر
چون کند در ملک شہ میری ستم — پادشاہ را زین سبب باشد الم
چون بود غافل وزیرے بے خبر — ملک شہ از وی بود زیر و زبر
گر خلل در کاتبِ دیوان بود — عاقبت بیخ دل سلطان بود
گر اسیران را شود قوت پدید — در ولایت فتنہا گردد جدید
چون صلابت در وجودِ شہ بود — دست میران از ستم کوتہ بود
گر نباشد واقف و دانا وزیر — پادشہ را زو بود [illegible]

	گر ندارد دست سیاست را بکار		ملک ویران گردد از هر نابکار	

فی زمانا آریہ ورت کی حالت کہ جس کا نام چند روز سے ہندوستان اور بالفعل انڈیا کے لقب سے ملقب ہے نہایت خراب دیکھی جاتی ہے اور اوس کی اصلاح نہ محض رعایا کی کوشش بلکہ گورنمنٹ کی توجہ پر زیادہ منحصر معلوم ہوتی ہے۔ شاید کوئی دن خالی جاتا ہوگا کہ جو ہم بذریعہ اخبار یہ نہ سنتے ہوں کہ آج فلاں قصبے یا شہر میں یا دیہات میں کسی نہ کسی بدعت پر کہ جسکو فرائض مذہبی میں داخل کرلیا گیا ہے باہم اقوام مختلفہ باشندگان ہند کے فساد برپا نہیں ہوا۔ ہر سمت سے ہمیشہ شرمناک قابل نفرت یہی صدا آتی ہے کہ آج فلاں موقع پر رام لیلا پر دوسری جگہہ تعزیہ داری پر تیسری جگہہ پارس ناتھ پر چوتھی جگہہ گاؤ کشی پر پانچویں جگہہ کرشن لیلا پر فساد ہوئے۔ ان کے علاوہ چند رسوم قبیحہ خلاف اصول مذاہب کہ جو محض جہالت اور تعصبات پر مبنی ہیں کہ جنکی تفصیل کلیۃً اسوقت مشکل ہے۔ جاری و مروج ہیں۔ اہل ہند ان رسوم ناشائستہ کے اسقدر عادی ہوگئے ہیں کہ اونکا ترک کرنا جبر گذرتا ہے۔ باوصف مشاہدہ نتیجۂ نفاق باہمی و بیعزتی کے حالت موجودہ کو غنیمت سمجھکر قناعت کرلی ہے۔ اگرچہ ہزارہا نقائص مضرت رساں سامنے موجود ہیں مگر اون کی طرف نظر کرنا یوں سمجھا گیا ہے۔ روایت ہے کہ ایک شخص کو بذریعہ نجوم معلوم ہوگیا تھا کہ اگلے زمانے میں میرا دوسرا جنم سور کے قالب میں ہوگا اسواسطے بخیال نجس قالب اپنے وارثان کو ہدایت کردی کہ جسوقت میں سور کے قالب میں داخل ہوؤں تو فورًا مجھے قتل کردینا۔ چنانچہ حسب وصیت وارثان وقت معینہ پر قتل کے واسطے پہنچے لیکن اوس نے دور سے ہی دیکھتے بہت آہ وزاری کی اور کہا کہ میں اسی جون میں خوش اور آرام سے ہوں۔ ہرگز قتل مت کرنا۔

حقیقت یہہ ہے کہ جب کسی قوم کے افعال ناقص ہو کر اُوسپر ادبار آنے والا ہوتا ہی تو اسی طرح کے خیالات بربادی بخش اوسکے ذہن نشین ہو کر نقش کالحجر ہو جاتے ہیں اور تمام برکتیں اوسکی معدوم ہو جاتی ہیں آخرکار اصلی وجود کا بھی ستیاناش ہو جاتا ہی

مسدس

نہ مجکو ہی غفلت یہہ ایذا رساں ہی
ولے جس جگہہ آریہ آستاں ہے
نہ آنکھوں کے کھلنے کا کوئی ساماں ہی
وہ ہردم نہ دل سے گریہ کناں ہی
اکیلا نہیں خوں بہاتا میں یاں پر
کھڑے روتے ہیں دیوتا آسماں پر

اُوٹھاتا ہوں جس وقت پیش نظر اپنے
جسے کہہ سکوں ہی فخر بزرگاں
نظر مجکو آتا نہیں ایک انساں
اسی کا ہی غم اور اسی کا ہی ارماں
کہ مردم سے گو یہہ بھری سرزمیں ہی
ولے دیکھنے تک کو انساں نہیں ہی

برہمن کی یاں پر عبادت نہیں ہی
جو ویشوں کو جانچو تجارت نہیں ہی
جو چھتری کو دیکھو ریاضت نہیں ہی
رہے شودر اون میں بھی محنت نہیں ہی
بزرگوں کا خون آج بدلا گیا ہی
یہہ کیا خواب اس قوم کو آگیا ہی

گرے اسقدر لیک تم سب نے جسپہ
نہ غیرت رہی تاکہ ذلت کا ڈر ہو
مرے بوجھ سے تم خمیدہ کمر ہو
نہ ہمت کہ کچھ بہتری کا اثر ہو

جگانے تمھیں آ تھا ایک مدت
جو مایوس ہو کر کبھی کی پھر آئیں

تمھیں کو جگاتا تھا نانک بچارا
ہوا رام موہن بھی قربان تمھارا

تمھیں کو تو گوبند رو رو پکارا
دیانند سوامی نے سر وشو وارا

قدیمی بزرگوں کے نقشِ قدم لو
نہ کھانے کی سوچ نہ پینے کا دم لو

باب اول در بیان میلہ رام لیلا

شعر - بہ بینم کہ تا کردگار جہان ٭ درین آشکارا چہ دارد نہان - اول ہم ہندوں کی رام لیلا پر بحث شروع کرتے ہیں کہ آیا وہ اصولِ مذہب کے موافق ہے یا خلاف اور وہ کسی خاص یا عام فرقے کے واسطے باعثِ بہبودی و ترقی دینی و دنیوی ہو سکتی ہے یا نہیں - اس موقع پر اس امر کی بحث کرنا نامناسب خیال کیا جاتا ہے کہ کس مذہب کی کتاب اصولِ فطرت کے موافق اور کسکی ناموافق ہے - بلکہ تمام مذاہب کی کتابیں جو ہر فرقہ عوام الناس کے نزدیک الہامی یا آسمانی قرار دی گئی ہیں اونھیں کا حوالہ ہر موقع مناسب پر درج کیا جائیگا - ممکن ہے کہ منصفان مزاج اوسکی عبارت سے حق و باطل کا نتیجہ مستنبط کر لیں - اور جس جگہ کوئی مسئلہ خلافِ اصولِ فطرت ثابت ہوگا وہ بھی پوشیدہ نہ رہیگا -

واضح رہے کہ ہندوستان میں مشہور و معروف کتابیں مذاہب ہندو و مسلمان - عیسائی جینی - نانک پنتھی ہیں اور اون میں سے جو شاخیں یعنی مختلف فرقے ہوگئے ہیں وہ بھی اصل کتاب کی تصدیق سے منکر نہیں ہوتے - ہندوں کی مقدس کتب وید و دھرم شاستر

یعنی سدرتی و شرتی۔ مسلمانوں کی قرآن و احادیث۔ عیسائیوں کی بائبل جینیوں کی
اوپشیک سوتر و شمیش اوپشیک سوتر و شش وسے کالک سوتر و پاکشک سوتر۔

یہہ امر ہر خاص و عام پر ظاہر ہے کہ رام لیلا ایک تاریخی واقعہ مہاراجا رام چندر و لچھمن جی و بھرت جی و شترگھن جو مہاراجا بھرت کے بیٹے اجودھیا باشی تھے ہیں۔ اور یہہ وقوعہ تریتا یگ کا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مذہب ہنود سے کچھہ واسطہ نہیں رکھتا ہے کیونکہ دھرم یعنی ایمان ہنود وید سے متعلق ہے اور وہ تاریخی واقعات سے بالکل مبرا اور پاک ہے کیونکہ اگر تاریخی واقعات اوس میں درج ہوتے تو حادث ٹھہر جاتا اور صفت قدامت و الوہیت زائل ہو جاتی کیونکہ ذاتِ واجب الوجود موصوف بہ صفاتِ قدیم ہے لہٰذا احکام مندرجہ ویدبھی قدیم۔ اور یہہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ انفکاکِ صفت موصوف سے محال ہے۔ پس اوامر و نواہی میں تقدم یا تاخرِ زمانہ بمقابلہ ذاتِ الٰہی تسلیم کرنا صریح غلطی ہے۔

اگر یہہ اعتراض کیا جاوے کہ علاوہ وید و دھرم شاستر کے دیگر کتب شاستر اور اتہاس کیا نہیں ہیں تو اسکا جواب یہہ ہے کہ کسی کتاب کے وجود سے ہرگز کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کیونکہ اونکا وجود خارج میں پایا جاتا ہے البتہ اگر کوئی امر خلافِ وید اوس میں بیان کیا گیا ہے تو بلاشک قابلِ تسلیم نہوگا۔ اس میں منو جی مہاراج کا قول ملاحظہ کیجئے۔

या वेद बाह्या स्मृतयो याश्च काश्च कुदृष्टय : ।
सर्वास्ता निष्फला : प्रेत्य तमोनिष्ठा हि ता : स्मृता : ॥
म॰ अ॰ १२ श्लो॰ ९५

ترجمہ

یعنی جو سمرتیاں ویدمقدس کے خلاف مسئلہ پر مبنی ہیں وہ نا معتبر و منسوخ ہیں
قطع نظر اس کے اگر تھوڑی دیر کے واسطے آپ کا ہی قول مان لیا جائے تو بتلائیے کہ
بالمیکی رامایں یا تلسی کرت یا کسی اور مستند کتاب میں کس مقام پر یہ صریح حکم ہے
کہ مہاراجا رام چندر کے تاریخی واقعات کا سوانگ بنانا داخل ثواب اور باعث نجات ہو
کوئی لڑکا رام چندر بنایا جاتا ہے کوئی بھرت کوئی شترگھن کوئی سیتا کوئی جسرت۔
اودھر کوئی راون کوئی کمبھ کرن کوئی میگھناد کوئی بھبیکشن عوام الناس کو دکھایا اور
جتایا جاتا ہے کہ مہاراجا رام چندر کہ جنکو خود پرمیشر کا اوتار مانتے ہیں فلاں فلاں
آفات اور مصائب میں مبتلا ہوئے جو کہ سراسر بیحیائی اور ہتک پر مبنی ہیں
کیا اس دکھلانے سے دین یا دنیا کے واسطے کچھ فائدہ ہو سکتا ہے کہ سیتا جی۔
مہارانی کو ایک راکشس راجا راون والی لنکا چرا کر لیگیا اور مہاراج رامچندر کو معلوم
نہیں ہوا خود ہی اونکو پرمیشر کا اوتار مانتے ہیں اور خود ہی اونکو بے علم انسان کہ جنکو
اپنی مہارانی کے چوری ہو جانے تک کا حال بھی معلوم نہیں ہوا۔ دلیل پیش کرتے
ہیں کہ مہارانی کے چرانے ہی کا ذریعہ راون کے مارنے کا نکالا گیا تھا۔ کیا خوب کیا عمدہ
ذریعہ ہے کہ جسکو چھوٹی سی چھوٹی عقل کا آدمی بھی پسند نکریگا نہ کہ مہاراجا رام چندر۔
افسوس کیا راون کے مارنے کے واسطے یہی معقول تدبیر سوچی گئی تھی کہ جسکے سبب
سے مہاراجا رام چندر کو سخت مجبوری ہوئی اور ہزار ہا مصیبتیں اوٹھانی پڑیں
بھلا صاحب راون تو سیتا جی کے چرانے کے قصور اور علت میں مارا گیا۔ اور دیگر
اشخاص مثلاً کمبھ کرن میگھناد وغیرہ لکھوکھا مخلوق بیگناہ باشندگان لنکا اور دیگر۔

ہم ایسیان وستادنان رہ نوردانِ مہاراجا موصوف کیون ناحق مارے گئے ان بیچارون
نے تو کسی کی عورت کو نہیں چرایا تھا۔ اب جاے افسوس اور مقامِ غیرت ہے کہ ایسے
دھرماتماں مہاراجا کے سوانگ و تمسخر آمیز نقلیں پبلک کے روبرو جابجا گلی و کوچے
وجنس و ناجنس میں اس قدر ہجو و تفضیح کے ساتھ کیے جاویں کہ جو وحشیوں کو بھی ناپسند
ہوں۔ درحقیقت یہ طریقہ ہجو قبیح ہے۔ جب یہ سنتے ہیں کہ مخالفین نے آج راجا راجندر
کو سر بازار سنگھاسن سے گرادیا۔ لچھمن جی کو مار ڈالا۔ سیتا جی مہارانی کا زیور و پوشاک
اوتار کر بےعزت کیا۔ القصہ بہت سے نازیبا و نامناسب حال ناگفتہ بہ کا حال سنکر کس
انسان کو شرم اور غیرت نہو گی۔ لیکن ہم لوگوں پر ان باتوں کا اثر مطلق نہیں ہوتا بلکہ
ان اسباب کو باعثِ نجات اور فلاحِ دنیا خیال کرتے ہیں۔ ایسی ہی بدعتوں کے سبب
غیرت دار انسان مرنے مارنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں اور ناحق اپنی جانیں گنواتے ہیں۔
رہے سہے جیلخانے کا منہ دیکھتے ہیں۔ بال بچے کے دلوں میں بغض و دشمنی کا مادہ پیدا
ہوتا ہے وہ اوسکے معاوضہ لینے کی فکر میں شب و روز گذارتے ہیں۔ پڑھنا لکھنا برباد۔ فکر
معیشت بالاے طاق۔ اب فرمائیے کہ عمدہ پھل کیا ملا۔ اسی کا نام تہذیب اور اخلاق و راہِ راست
ہے جیسا کہ برتاؤ کیا جاتا ہے۔ واہ کیا عمدہ یادگار کا ذریعہ نکالا گیا ہے کہ جسکو زمانہ سلف
سے کسی عقلمند نے پسند نہیں کیا۔ ورنہ پہلے سے ضرور رائج ہوتا۔ غور فرمائیے کہ
مہاراجہ رام چندر کس مرتبے کے راجا تھے۔ کہ جنکا عدل و انصاف و صبر و تحمل و سخاوت
و قناعت و اطاعت و فرمانبرداری والدین اس صفحۂ دنیا پر اظہر من الشمس ہے اور
وہ ہمیشہ بزمرۂ دیگر دھرماتماؤں کے جو زمانہ ماضیہ میں گذرے شمار کیے گئے ہیں
دیکھیے مہابھارت میں نارد منی جی نے راجا یدھشٹر سے وقت راجسو جگ مقام اندر پرستھ

یعنی دلّی میں کیا فرمایا ہے۔ یعنی مہاراجا رام چندر اور لچھمن جی کو اونھیں دھرماتما راجاؤں
میں شمار کیا ہے کہ جو اس صفحۂ دنیا میں دھرماتما گذرے ہیں۔ کہ اونکو پیشتر بیان
کیا گیا ہو۔

रामो दाशरथिश्चैव लक्ष्मणोऽथ प्रतर्दनः
अलर्कः कक्षसेनश्च गयो गौराश्व एव च ॥ १ ॥
एते राजर्षयः पुण्याः कीर्तिमन्तो बहुश्रुताः
अस्यां सभायां राजेन्द्र वैवस्वतमुपासते ॥ २ ॥
महाभारत सभा पर्व अध्याय ८ श्लो० १७।२७

ترجمہ

یعنی رام اور لچھمن راجہ جسرت کے بیٹے اور پرتردن راجا اور الرک راجا اور ککشسین راجا اور گوراشو راجا اور ان کے علاوہ اسکے شہنشاہ جدھشٹر بہت سے دھرماتما راجا تیم راجا کی مجلس میں موجود تھے۔ اب معلوم ہونا چاہیے کہ اس لیلا کی بنا کیوں کر پیدا ہوئی اور کب سے۔ قبل اسکے کہ اس لیلا کا راز لکھوں پہلے اوّل مہاراجا رام چندر کی سوانح عمری کا حال مختصر خلاصتہً تحریر کیا جاوے تاکہ ہر شخص کو وجہ کی اصلیت معاملے سے واقفیت حاصل ہو کر فائدہ پہونچے۔ جو کہ بالمیک جی مہاراج نے بزبان سنسکرت قلمبند فرمایا ہے کہ جسکو تخمیناً عرصہ پندرہ لاکھ چونسٹھ ہزار نوسو نوے (۱۵۶۴۹۹۰) برس کا ہوا۔

مختصر حال سوانح عمری مہاراجا رام چندر

رگھو بنس کل میں مہاراجا جسرت اجودھیا کے ایک بہت بڑے مرتبے کے راجا تھے اونھوں نے اپنی زندگی میں خلاف اصول وید مقدس تین شادیاں کی تھیں کہ جنکی بدولت

اون کو سخت مصیبتیں اوٹھانی پڑیں ایک مہارانی کوشلیا دوسری رانی سمترا تیسری رانی کیکئی۔ اوّل مہارانی کوشلیا کے مہاراج رامچندر کا جنم ہوا۔ رانی کیکئی سے مہاراج بھرت جی پیدا ہوئے۔ رانی سمترا سے مہاراج لچھمن اور شترگھن پیدا ہوئے۔ یہہ چاروں عالم شباب کو پہونچے اور قابل شادی ہوئے اودھر جنک پور کے ایک راجا جنک کو اپنی پتری سیتا کا بیاہ کرنا تھا اس سبب سے راجا جنک نے تاریخ سویمبر[1] مقرر کر کے راجا مہاراجاؤں کو وقت معینہ کی اطلاع دی۔ اس سویمبر میں ایک سخت شرط لگائی گئی تھی یعنی یہہ کہ ایک سخت کمان جو بلقب شیو دھنش مشہور تھی اس شرط سے مجلس سویمبر میں رکھی گئی کہ جو راجکمار اس کمان کو توڑ دیگا اوسی کے گلے میں راجکماری سیتا جیمال ڈال دیگی یعنی شادی کر لیگی چنانچہ مہاراجا رامچندر جی سے ہی ایسا امر وقوع میں آیا کہ اوس کمان کو توڑ کر دو ٹکڑے کر دیے کہ جسکے توڑنے سے دیگر راجا جو مختلف ملکوں سے آئے تھے عاجز تھے آخر الامر بہ خوشی و جشن شاہانہ مہاراجا رامچندر جی کو کہ جنکے ساتھ سیتا جی کی پہلے سے خواہش تھی شادی ہو گئی۔ بعد شادی مہاراج رامچندر اجودھیا کو تشریف لے آئے چند عرصے کے بعد معاملہ یوراج یعنی ولیعہدی کا پیش ہوا۔ مہاراجا جسرت نے شہزیان رامچندر کو منتخب کرنا چاہا لیکن حسب اتفاق اوسی عرصہ میں محلوں کی رانیوں میں سازش شروع ہو گئی۔ رانی کیکئی جو سب میں چھوٹی تھیں اور اون سے مہاراجا جسرت ہر طرح سے خوش تھے حسب خواہش دلی اون کے مہاراجا رامچندر کی ولیعہدی توڑ دی گئی اور شہزیان بھرت جی کو ولیعہد نامزد کیا گیا۔ اور شہزیان مہاراجا رامچندر کو چودہ برس

---

[1] سویمبر سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس سے یہہ مراد ہے کہ لڑکی اپنے شوہر کو خود پسند کر کے شادی کرے۔

واسطے جلا وطنی کا حکم کرا دیا گیا شہریان بہ تعمیل حکم اپنے والد بزرگوار کے فوراً مع مہارانی سیتا و عزیز مہاراجا لچھمن کے صحرا کی جانب روانہ ہوئے۔ الہ آباد وغیرہ کی طرف گھومتے ہوئے دریائے تربینی پار ہو کر بندیل کھنڈ کے جنگلوں اور چترکوٹ کی پہاڑی پر ہوتے ہوئے پنچوٹی کے جنگل اور پہاڑوں میں جو کہ ضلع ناسک احاطہ بمبئی میں واقع ہے اور جس کے قریب گوداوری ندی کا مخرج ہے پہونچے۔ وہاں کے رہنے کو اکثر جنگلیوں سے ہر قسم کا میل جول بھی پیدا ہو گیا۔ اسی اثنا میں مہاراجا جسرت نے اپنے فرزند لخت جگر کی جدائی کے غم میں رحلت فرمائی مہاراجہ ولیعہد نے باوصف ولیعہد ہونے کے تخت نشینی سے انکار کیا۔ کیونکہ ولیعہدی اون کی منشا کے خلاف ہوئی تھی بلکہ غیبت میں کیونکہ وہ زمانہ ولیعہدی میں اپنی ننہال میں بہ ملک کشمیر موجود تھے۔ لہذا مہاراجا بھرت مع عزیز ستر گھن بہ تلاش مہاراج رام چندر اس غرض سے کہ اون کو بلا کر تخت نشین اجودھیا کریں گھر سے چلدیئے۔ بہ کمال جانفشانی و کوشش مہاراجا موصوف کا پتہ چترکوٹ کے گھاٹ پر چلا وہاں پہونچتے ہی طرفین سے محبت برادرانہ جوش میں آئی اور ہر ایک دوسرے کو تخت نشینی کے واسطے سبقت دیتا تھا لیکن شہریان مہاراجا رام چندر جی نے والد بزرگوار کے حکم کے خلاف ہرگز اس امر کو پسند نہیں کیا انجام کار شہریان بھرت جی نے بمشکل تمام تا اختتام چودہ سال تخت نشین ہونے پر رضامندی ظاہر کی اور پھر دونو بھائی اجودھیا کو واپس تشریف لیگئے۔

اب دوسرا ماجرا سنیئے کہ ایک راون نامی برہم راکشس جو جنوبی لنکا کا ایک زبردست تیاب بادشاہ تھا۔ مہارانی سیتا کا حسن و جمال شہرۂ آفاق سنکر عرصے سے مشتاق و فریفتہ تھا۔ ایک روایت یہہ بھی ہے کہ راون کا یہہ فعل سیتا جی کے لیجانے کا کچھ نفسانی

خواہش سے نہیں تھا وہ صرف مہاراجہ رام چندر سے لڑنا اور مقابلہ کرنا فخر
سمجھتا تھا اور اوسکو ایک قسم کی دلی عداوت بھی تھی کیونکہ اِس معاملے سے قبل سُپنکھا
ہمشیرہ راون کہ جو مہاراجا رام چندر پر فریفتہ ہوکر اوس بن میں آئی تھی اور مہاراجا نے
اوسکو بدکار سمجھکر اوسکی ناک کٹوادی تھی ورنہ راون خود مہارانی سیتا کو اپنی والدہ
کے موافق خیال کرتا تھا - وہ ایک شخص ماریچ نامی راکشس کہ جو بہروپ بنانے میں یکتائے
روزگار تھا ہمراہ لیکر اوس بن میں کہ جہاں شریان استقامت رکھتے تھے بطور خفیہ
وارد ہوا اور سنے سخت دھوکا دیا - یعنی اوس ماریچ مذکور کو ایک عجیب وغریب طلائی رنگ
کا ہرن بناکر شریان کے سامنے ہوکر نکالا اور مہارانی کی بھی نظر اوس مصنوعی آہو پر
پڑی اور اوسکی عجائب شکل سے مہارانی کے دل میں جوشِ گرفتاری پیدا کیا چنانچہ شریان
اوسکی گرفتاری کے درپے ہوئے - اودھر ماریچ نے اپنے بل و پیچ اور دایا شروع کی -
ظاہر و غائب ہوتا ہوا ایک فاصلے پر نکل گیا - مگر شریان نے اوسکا پیچھا نچھوڑا - جب عرصہ زیادہ
ہوگیا تو مہارانی کو جدائی شریان کا خیال پیدا ہوا - اپنے دیور شریان لچھمن جی کو
کہ جو اون کے محافظ تھے خبرگیری کے واسطے بھیجنا چاہا اگرچہ لچھمن جی مہاراج سیتا جی کا تنہا
چھوڑنا کسیطرح پسند نہیں کرتے تھے لیکن مہارانی کے بار بار اصرار کرنے سے اونکو مجبور
کردیا بالآخر وہ بھی وہاں سے چلدیے صرف مہارانی تنہا رہگئیں وہ راجا راون جو منتظر
موقع تھا فوراً مہارانی کو اپنے بوان یعنی غبارۂ آسمانی میں بٹھلاکر ملک لنکا کہ جو
جنوبی حصہ ہند میں واقع ہے اوڑالیگیا - اس موقع پر بالمیک جی مہاراج کیا اچھا فرماتے ہیں

न भूत पूर्वं नच केन दृष्टं न श्रूयते हेम पुरा कुरंग:

तथापि तृष्णा रघुनन्दनस्य विनाशकाले विपरीतबुद्धिः

वाल्मीकि: रामायण:

ترجمہ

یعنی: نہ تو پہلے کسی نے طلائی ہرن کا وجود سُنا تھا اور نہ دیکھا تھا۔ مگر خواہش
نفسانی نے اوس ذی عقل مہاراجہ رام چندر کو بھی خواب غفلت میں ڈالا
جب ایام ناقص آنے والے ہوتے ہیں پہلے سے عقل خراب ہوجاتی ہے۔
شہزیان جبلی شکار کرکے واپس تشریف لائے۔
مہارانی کو وہاں موجود نہ دیکھکر جو کچھ صدمات کہ لاحق حال ہوئے وہ تحریر قلم
سے باہر ہیں۔
بعد چندے بذریعہ ہنومان جی جو سپہ سالار افواج بن مانساں تھے مہارانی کا پتہ
لگاکر ایک جرار فوج باقاعدہ تیار کی۔ اور بذریعہ پل سنگیں کہ جو شہزیان رام
کے نام سے سیت بندھ رامیشر ملقب ہے مع افواج اوس دریائے خدار کو
عبور کیا۔ اور لنکا کے قریب پہونچکر ایک پہاڑی پر خیمہ زن ہوگئے۔
اوّل حسب قواعد جنگ برائے فہمائش راون انگد جی کو بطور سفیر روانہ دربار
راون کیا گیا لیکن اون کی فہمائش کا اثر بالکل نہیں ہوا۔
وجہ یہہ تھی کہ ابتداہی سے اوسکا مقصود مہاراجہ سے جنگ کرنے کا تھا۔
دوم اپنی پہلوانی اور طاقت اور مردانگی کا بھی اوسکو گھمنڈ تھا۔
سوم فوج کثیر التعداد اوس کے پاس موجود تھی۔
چہارم اوسکے بھائی بیٹے کمبھ کرن و میگھناد وغیرہ مشہور پہلوان اور دلاور ہی تھے

بقیہ صفحہ -

پس ایسی صورتوں میں وہ کیونکر فہمائش قبول کرتا۔ لیکن یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ایماندار کی جیت ہمیشہ ہوتی ہے۔ اور بے ایمان کی ہار۔

چنانچہ منوجی مہاراج کا اشلوک اسکے ثبوت میں درج کیا جاتا ہے۔

अधर्मेणैधते तावत्ततो भद्राणि पश्यति

ततस्सपत्नान् जयति समूलश्च विनश्यति

मनुस्मृति :

ترجمہ

یعنی بے ایمانی سے ترقی پایا ہوا آدمی ایک دفعہ فوراً سب عیال و اطفال آرام دیکھتا ہے لیکن بالآخر تھوڑے ہی عرصے کے بعد اوسکی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ راون بڑا زور آور تھا۔ لیکن شری رام مہاراجا کے مقابلے میں وہ کیونکر فتحیاب ہو سکتا تھا لیکن نتیجہ بد تمام ہے۔ بقول کسے

ہر کس بخیال خویش خبطے دارد۔

ناچار دوسرے روز سخت جنگ شروع ہوئی۔ اور وہ سب کے سب از شانت تا راون بکمال دلاوری میدان کارزار میں شری رام اور اون کے ہمراہیان کے ہاتھوں سے راہی ملک عدم ہوئے۔

بعد فتحیابی شری رام نے لنکا میں ایک دربار عام منعقد کر کے بھبھیکھشن برادر عمزاد راون کو جو شری رام کا خیر طلب و فرمانبردار صادق تھا۔ تخت نشین کر دیا۔ اور تمام باشندگان لنکا کے معزز افسران کو بھبھیکھشن کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

اور مہارانی سیتا جی نے اپنی تحفظ عصمت کا ثبوت حسب طریقۂ قدیم بذریعۂ اگنی
کے دیا۔

بعد اختتام میعاد چودہ سالہ شریان اور لچھمن جی مہاراج مع مہارانی بڑے جاہ وحشمت
و فتحمندی سے مع سرداران افواج بن مانسان بسواری پشپک بوان کہ جو راون کے
پاس سے حاصل کیا گیا تھا۔ یعنی راجا بھبیکشن نے شریمان کے نذر کیا تھا۔ اور وہ
مثل ریل آکاش میں چلتا تھا۔ رونق افزاے اجودھیا ہوئے۔
مہاراج بھرت نے پہونچتے ہی فوراً بہ خوشی تخت حکومت شریان کے سپرد کر دیا۔
ایک عرصے تک شریان بہ شان و شوکت و عدل خسروانہ حکمران سلطنت رہے۔
کچھ روز بعد باظہار سلطنت شہنشاہی یعنی چکروتی راج کے ثبوت میں اشومیدھ جگ
کیا گیا۔ کہ جس میں ہر سمت کے راجے مہاراجے راجدھانی اجودھیا میں شریک کیے گئے
ہر ایک راجہ مہاراجہ خوشی کے جلسے اوڑا کر بعد اختتام جگ اپنی اپنی دارالسلطنت کو۔
تشریف لیگئے۔

سمت ۱۶۳۱ کہ جسکو تین سو پندرہ ۳۱۵ برس کا عرصہ گذرا کاشی نگر یعنی شہر بنارس میں ایک تلسی داس
جی نامی راماوت پنتھی گوسائیں تھے اونھوں نے ایک کتاب نظم ہیں جو کہ تلسی کرت رامائن
کے نام سے مشہور ہے بالمیک اور ادھیاتمک رامائن سے بہ کمال مبالغہ جیسا کہ زمانۂ حال
کے شاعروں کا عمل ہے۔ انتخاب کرکے تالیف کیا کہ جس کے سبب سے اس رام لیلا کی بنا
قائم ہوئی۔ اور جو بہ لحاظ فصاحت و بلاغت بھاشا میں ایک لاجواب کتاب شمار کیجاتی ہے
یہاں تک اوسکی تعریف ہے کہ بھاشا زبان کا ایسا شاعر دوسرا آج تک نہیں گذرا۔
چونکہ یہ کتاب نہایت فصیح چھند اور چوپائیوں میں عام فہم لکھی گئی لہذا ہر شخص کو دو سکے

پڑھنے اور دیکھنے کا شوق اور سوق ملا۔
یہاں تک کہ راگ رنگینیوں میں اوسکے پھندے و چوپائیوں کا برتاؤ عوام الناس کرنے لگے
اور تماشے سمجھنے لگے۔ لیکن پنڈت لوگوں نے کبھی اوس کیطرف توجہ نہیں کی اور ہمیشہ
نظر حقارت سے دیکھتے رہے۔ کیونکہ فی الحقیقت ادنےٰ قسم کے آدمی اوسکو معتبر کہنا خیال
کرتے ہیں نہ کہ علما۔ اور اوس میں بہت سے واقعات خلاف مستند کتاب بالمیک رامائن
کے درج ہیں۔ اوس تلسی کرت رامائن میں ایک مضمون یہہ ہے کہ کا سے کا سے جو سازیم
یعنی رام چندر مہاراج کے حالات کو انسان گا گا کر سنینگے۔ روپی دنیا سے پار ہو جاوینگے
یہاں تک تو خیر۔ اب جوں جوں جہالت کو ترقی ہوتی گئی۔ اوس کے معکوس معنی ہوتے
گئے۔ سوانگ بے تحشی شروع ہو گئے۔ یہاں تک جوش جہالت کو ترقی ہوئی کہ کوئی
شہر یا قصبہ شاید ہندوستان میں باقی ہوگا کہ جہاں یہہ لیلا نہوتی ہو۔
بجز اسکے اور کسی مستند کتاب سے اسکا پتہ نہیں چلتا کہ جس سے اس لیلا کا وجود قابل
اطمینان کے ثابت ہو۔
سلطنت اسلامیہ میں بھی اس رام لیلا کی شروعات معلوم نہیں ہوتی۔ کسواسطے
کہ اگر اوسکا وجود اوس وقت میں ہوتا تو یقیناً کسی تاریخ موجودہ حال میں ضرور درج ہوتا۔
دوسرے طریقے سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ مذہب اہل اسلام میں ایسے
کام لیلا وغیرہ کے داخل بت پرستی و بدعت ہیں۔ اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ شاہان اسلام
نے کار و بار سلطنت دنیوی سے کبھی مذہبی مداخلت کو علیحدہ نہیں کیا۔ مذہبی کاموں
میں اسقدر آزادی جو گورنمنٹ حال کے زمانے میں ہے کسی وقت میں نہیں رہی
اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس لیلا کی ابتدا و بنیاد صرف انگریزی گورنمنٹ کا۔

عہدِ حکومت ہے۔ مذہب کے نام سے جو جس کے دل میں آوے بجنسہٖ اکثر کرلے خواہ
اوس سے رفاہیت ہو یا بدعت گورنمنٹ کو کچھ سروکار نہیں بلکہ سرکار کی طرف سے
اور اوس میں ہر قسم کی مدد ملتی ہے اور وہ ہر فصل کی معاون ہوتی ہے

آج کل کے جاہل لوگ اپنی ناموری اور شیخیاں ہینڈ کے خیال سے ایسے کاموں کی طرف
زیادہ رجوع کرتے ہیں کہ جن میں بدعت پیدا ہو اور وہ بہت بڑا اپنا فخر اور ہمچشموں میں
اپنی عزت و آبرو خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ مذہبی مسائل سے وہ بیچارے محض ناآشنا
و بےخبر ہوتے ہیں۔ وہ نہیں جان سکتے کہ ہمارا پیدا کرنے والا کون ہے اور ہم کس واسطے پیدا
ہوئے ہیں اور ہماری عبادت کیا ہے۔ اور بدعت کس جانور کا نام ہے۔ صرف اُنکو
اپنی دل لگی اور شیخی سے کام

پس ایسی حالت میں خود اُنکا سنبھلنا ایک امر دشوار ہے بجز اسکے کہ گورنمنٹ خود اُنکے
حال زار پر رحم کرے۔

اے برادران اگر تمکو ایمانداری اور پرمیشر کی بھکتی مطلوب ہے تو مندرجہ ذیل قول پر
غور کرو اور اوسکے پابند ہو کر اپنے اعمالوں کی اصلاح کرو ورنہ یاد رکھو کہ پریشان ہوگے
اور افسوس کروگے کس واسطے کہ گیا ہوا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔

دھرم کے دس لکشن ہیں

धृतिः क्षमा दमोऽस्तेयं शौचमिन्द्रियनिग्रहः ।
धीर्विद्या सत्यमक्रोधो दशकं धर्मलक्षणम् ॥
मनुस्मृतिः

ترجمہ

یعنی ایمان کی دس علامتیں ہیں - اول متقی ہونا - دوم رحم کرنا - سوم عدم پیروی نفس امارہ
چہارم چوری نکرنا - پنجم ظاہر و باطن پاک رکھنا - ششم حواس ظاہری کی خواہشات پر
قادر رہنا - ہفتم بذریعہ نیک خیالات ترقی عقل کرنا - ہشتم سچے علوم کا تحصیل کرنا - نہم
سچ بولنا - دہم غصہ نکرنا - لیکن افسوس کہ دھرم کی علامات میں سوانگ بنانا داخل نہیں کیا گیا
ورنہ رام لیلا اور کنس لیلا - اور گوبندھن لیلا - اور رنگ لیلا - اور مہادیو لیلا - اور نارد لیلا
اور کالی لیلا - اور ظاہر پیر لیلا بھی جائز ہو جاتیں -

باب دوم دربیان حیلہ تعزیہ داری

دین اسلام قرآن و احادیث پر مبنی ہے - خلاف اصول قرآن و احادیث کسی
کتاب کا کوئی قول قابل تسلیم اور استدلال نہیں چنانچہ اس باب میں آیت و حدیث
موجود ہے - آیت - اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ
الْاِسْلَامَ دِيْنًا - ترجمہ - یعنی آج کے دن کامل اور پورا کر چکا میں تمہارے واسطے تمہارا
دین اور تمام کر چکا میں تم پر اپنی نعمت اور فضل اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے
اسلام کو دین - حدیث - عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ رَسُوْلِهٖ - رَوَاهُ
فِى الْمُؤَطَّا - ترجمہ - یعنی مالک بن انس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر چلا ہوں جب تک ان کو مضبوط پکڑے رکھو گے ہرگز گمراہ نہو گے

وہ اللہ کی کتاب اور اوسکے رسول کی سنت ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو امام مالک نے اپنی
کتاب موطا میں۔

دین اسلام ازروی حدیث ۷۳ مختلف فرقوں پر منقسم پایا جاتا ہے پس اس صورت میں بجز
اسکے کہ اصول پر گفتگو کی جاوے اور کوئی چارہ نہیں۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفْتَرِقُ
اُمَّتِيْ عَلٰى ثَلٰثٍ وَّسَبْعِيْنَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً قَالُوْا مَنْ هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ۔ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ۔ ترجمہ۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ میری امت میں ۷۳ تہتر فرقے ہو جاوینگے۔ سب ناری مگر ایک فرقہ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم
نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون ہے۔ فرمایا کہ جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر چلینگے
روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

اب دیکھنا چاہیے کہ مشرک و بت پرست و بدعتی کون ہے۔ اور اوس کے واسطے قرآن و
حدیث میں کیا حکم ہے۔

اگرچہ تعریف شرک میں تمام بدعتیں شامل ہیں تاہم بلحاظ آسانی عام فہم ہر ایک کی جداگانہ
تعریف لکھی جاویگی

شرک۔

شرک اون امور خلاف منشاء فطرت کا نام ہے کہ کسی نسبت غیر مقر قبضہ مقبوضہ پروردگار کی
خودمختاری ظاہر کیجاوے یا غیر سے یا غیر کے واسطے سے بصورت حاضر یا غائب وہ نعمت
طلب کیجاوے کہ جسکا عطا ہونا محض ذات باری پر منحصر ہے۔ مثلاً نجات۔ اولاد۔ رزق۔
مشکل کشائی۔ مارنا۔ جلانا۔ وغیرہ۔

بُت پرستی

کسی ذی روح یا غیر ذی روح کا پیکر بناکر اوسکو مثل اصل تصور کرکے باعث مغفرت یا حصولِ دنیا مانا جاوے بت پرستی ہے۔

بدعت۔

نیا طریق مخالف رضا بنیت خلافِ اصولِ آئینِ قدرت کا جو باعث ایذا رسانی مخلوق ہو۔ اور طبائع انسانی کو مشتعل و برانگیختہ کرے اوسکا نام بدعت ہے۔

اوّل تعزیہ داری کی نسبت بحث کیجاتی ہے کہ آیا یہ ایجاد کیوں اہل شرک و پیشتی و بدعت نہیں ہو سکتا۔ اور در اصل یہ کیا شئے بنائی جاتی ہے۔ اور اوس کے بنانے کے بعد کیا عمل کیا جاتا ہے اور وہ عمل کس غرض اور امید سے کیا جاتا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقبرے کی نقل کا نام تعزیہ ہے۔ کہ جو کربلا ملک عرب میں شہید ہو چکے ہیں اور اوس تعزیے کی عظمت و عزت و بزرگی و رنج اوسی طریقے سے ادا کیا جاتا ہے جیسا کہ اونکی موجودگی میں شہادت کے وقت اون کے اعزا و اقربا نے کیا ہوگا۔ کہ جسکا مفصل حال آئندہ لکھا جاویگا۔ اس فعل کو وہ مسلمان کہ جو تعزیہ داری کرتے ہیں باعثِ مغفرت و حصولِ دنیا خیال کرتے ہیں۔ ہر مراد حاصل ہونے کی نیت سے اکثر تعزیوں میں عرضیاں آویزاں کیجاتی ہیں گویا اون کے حضور میں اپنی عرض حال کرتے ہیں بسا اوقات اون پر حکم بھی منظوری یا نامنظوری منت کا ہوجایا کرتا ہے وہ ہی یار لوگ کہ جنکا پیشہ مغالطہ اور دھوکا دہی ایسی کارروائیاں کردیا کرتے ہیں۔

عشرہ محرم کے بعد وہ تعزیے اونھیں قواعد کے موافق مدفون کیے جاتے ہیں جیسا کہ

واقعی مردوں کے واسطے رسوم ادا ہوتی ہیں۔ میرے نزدیک ایسے لوگوں کو خدا سے واسطہ رکھنے کی ضرورت بہت کم ہے۔ کیونکہ جو نعمتیں خدا کے پاس ہیں وہ اون تعزیوں سے بھی حاصل ہو جانا بیان کرتے ہیں۔ ایک مسلمان شاعر کی نظم ہم اس موقع پر دکھاتے ہیں۔

نظم

زمانے میں بنتے ہیں جو تعزیے	جو پوچھیں انھیں سب وہ شرک ہے
نکلے دیتے ہیں ہے اسکی چال	کہ ہند میں اسکا پھیلا وبال
یہ بغداد کوفے میں بنتے نہیں	نہ اسکی سند شرع میں ہے کہیں
سند کچھ نہیں اسکی اسلام میں	یہ بنتے نہیں روم اور شام میں
کوئی مصر میں بھی بناتا نہیں	عرب میں نہیں ہے یہ بدعت کہیں
بخارا میں کابل میں اسلام ہے	مگر تعزیوں سے نہ کچھ کام ہے
یہ وہ شرک کرتے ہو تم دین میں	کہ ہوتا نہیں چین و ماچین میں
سنا ہے کہ تھا شاہ تیمور نام	اوسی سے یہ بدعت کا نکلا ہے کام
نہ معلوم سنی تھا یا رافضی	یہ ایجاد بدعت اوسی سے ہوئی
وزیروں نے کی اوسکی پیروی	رعیت پھر اس سمت مائل ہوئی
بہت ہند میں اسکا چرچا ہوا	بنانے لگا جاہل اب جابجا
بناتے ہیں ہر سال جاہل غوی	سمجھتے نہیں بات اسلام کی
بہت شرک اسکے سبب بڑھ گیا	نہیں پاس توحید کا کچھ رہا
بناتے ہیں تم جب میں تعزیا	پہنچاتے ہیں مخلوق کو غیر از خدا

بتاسے چڑھاوے کوئی ریوڑی
کوئی نذر اوسکی ہے کچھ مانتا
عجب طرح جاہل ہیں اس عہد میں
یہہ ہیں مانگتے اوسنے شرک آن
چڑھاوے ملیدہ کوئی ہار پھول
کوئی اوسنے کرتا ہے بیٹا طلب
کوئی چاہے ہے زیست اولاد کی
علم تعزیوں میں جو ہوتی ہے دھوم
پڑھیں مرثیے رنڈیاں نابکار
سمجھتے نہیں بات آئین کی
پھرا کرتی ہیں عورتیں بے شمار
فقط عورتوں کا نہیں یہہ قصور
سمجھتے نہیں بات اسلام کی
مگر انکا بی بی پہ کچھ اختیار
حیا اور غیرت نہیں ان کو کچھ
یہہ خود پھرتے ہیں جا بجا واہ واہ
نہیں دین دنیا کی کچھ ان کو شرم
شریعت سے رکھتے نہ دنیا کچھ کام
نہیں کہتے ماں باپ کا حق ادا

یہہ شرک اور بدعت میں دنیا پڑی
کوئی عرضی لکھوا کے دے ہے لگا
بتاتے ہیں لڑکوں کو جا کر فقیر
چڑھاوے کوئی اور نہ پہنچے نشان
نبی کی شریعت سے گئے دل سے بھول
کوئی سجدہ کرتا ہے بس بے ادب
و لیکن سمجھتے نہیں یہہ کبھی
تو ہو عورتوں رنڈیوں کا ہجوم
چلیں روتے ہمراہ سب اونکے یار
یہہ کرتے ہیں ظالم ہنسی دین کی
نہ بیٹھیں کبھی گھر میں وہ بی کو ما
ہیں شوہر بھی اون کے بہت باشعور
کہ کرتے ہیں پھرنے پر اونکی خوشی
نہیں ہے کہ پھرتی ہیں وہ بے حجاب
کہ ہمراہ بی بی کے بیخوف و باک
کیا کرتے ہیں نام غیرت تباہ
کہ اپنے مناسوں میں رہتے ہیں گم
فقط دین میں انکا باقی ہے نام
ہمیشہ ہیں بی بی پہ رہتے فدا

[illegible]

یہہ غالب ہوا اونپہ شیطان ہے ‏ ‏ کہ جو رد ہی اونکی دل و جان ہے
جو ہیں اہلِ دین اون سے بیزار ہیں ‏ ‏ مگر بدعتی اون کے سب یار ہیں
یہاں زور ہوتا جو اسلام کو ‏ ‏ نہ بنتا کوئی تعزیہ نام کو
علم جس گھڑی پہلے اوٹھتے ہیں یہاں ‏ ‏ تو ساتھ اون کے ہوتی ہیں لیس زنگیاں
اوٹھاتے ہیں پھر سب علم زور سے ‏ ‏ وہ تاشوں کے اور ڈہولوں کے شور سے
خوشی سے بجاتے ہیں باجے تمام ‏ ‏ یہہ بدبختی کا یہہ کرتے ہیں کام
خوشی سے ہم ملکے سب رنڈیاں ‏ ‏ چڑھاتی ہیں مہندی بصد فر و شان
یہہ شرک اور بدعت ہو دلمیں بہی ‏ ‏ کراتی ہیں مردار دین کی ہنسی
محرم میں دیتی ہیں نذر امام ‏ ‏ شب و روز کھا کھاکے مالِ حرام
چلیں ساتھ علموں کے بازار میں ‏ ‏ پڑھیں مرثیہ دل پھنسا یار میں
ہنسی کرتے ہیں سب جو بیدین ہیں ‏ ‏ یہی اونکے اسلام و آئین ہیں
نہیں پاس حضرت کی آئین کا ‏ ‏ تماشا بناتے ہیں یہہ دین کا
خوشی سے جاتے ہیں جھنجھنا ‏ ‏ بتاتے ہیں حسنین کا غم کیا
یہہ پیٹے ہیں سینہ بہت زور سے ‏ ‏ او جھل کو وہ بھی کرتے ہیں شور سے
حقارت سے لیکر اماموں کا نام ‏ ‏ گنہگار ہوتے ہیں یہہ کا کلام
نہ لفظ سلام اور نہ ٹھیک اونکا نام ‏ ‏ پر حسن حسین اونکو کہنے سے کام
سناتے تو ہیں نعرۂ حیدری ‏ ‏ اماموں سے رہتے ہیں پر یہہ بری
سراسر گنہ اور شقاوت ہی یہہ ‏ ‏ محبت نہیں ہے عداوت ہی یہہ
نہیں غور تو ان کا جو سمجھیں ہجوم ‏ ‏ او جھل کو دکر وہاں بیٹھتے ہیں قوم

نہیں شرم دنیا و دین انکو آہ — کیا شرک و بدعت سے دل کو سیاہ
پڑے ہیں یہ افعال بد میں یہیں — پھیرے ہیں منہ حضرت کے آئین میں
یہ ہیں دل کے اندھے نہیں کچھ شعور — بہت تشنۂ شرک ہیں یہ ضرور
کبھی سے پییں جام توحید کا — تو ہوں تشنۂ شرک سے پھر بھلا
جو سنت کا لایا ہے انکو سدا — نہ ہوں شرک و بدعت میں پھر مبتلا
یہ عشرت میں بیٹھے ہیں شربت پلا — رہے تھے شہ کربلا تشنہ کام
محبت جتاتے ہیں شبیر کی — کبھی اونکی کرتے نہ یہ یاد وہ
ہے دعوای الفت میں اونکی قصور — پڑے شغل میں انکی بیشک غرور

علاوہ یہ کہ باوجود ایسے عقائد کے پھر اونکی بزرگی لوگوں میں جتاتے ہیں۔
اور تصاویر مقابر کو گلی کوچہ و بازار و ناپاک جگہ عوام الناس کے روبرو لیے پھرنا اور بے ہوش ہوکر وہ اشعار اہانت آمیز ناگفتہ بہ پڑھنا اور بے سامان دکھانا کہ یعنی یہ حضرت شہر بانو یا فلاں بی بی کے بال کھسوٹے گئے۔ زیورات اوتار لیے گئے۔
واقعہ ہرگز نہیں کہ جو اپنے خاندان کی نسبت اگر کوئی شخص بیان کرے تو وہ اون کے سننے کا ہرگز متحمل نہیں ہو سکتا۔
مگر شاباش اون اشخاص کو کہ جو اپنے اماموں کا حال ایسا علانیہ غیروں میں بیان کرتے پھرتے اور بہ خوشی سنتے ہیں۔ ہر جا محفلیں کرنا۔ شیرینی تقسیم ہونا۔ باجے بجوانا اور رنگ چڑھانا رہتا ہے۔
اب بتلایئے کہ یہ تقلید یزید نہیں ہے تو اور کیا ہے۔
ہم پوچھتے ہیں کہ یزید کو مردود وغیرہ کے خطابات صرف اسی سبب سے ملے یا نہیں

کہ اوس نے بعد شہادت امام صاحب اون کے معصوم بچوں اور اہل بیت ناکردہ گناہ مظلومان کے ساتھ طرح طرح کی ایذا رسانی پہونچا کر دمشق کے چلے گئے۔ اور سر مبارک امام صاحب کو کہ جو تن سے جدا کیا گیا تھا۔ اوس کے ساتھ ہر قسم کی توہین کی کہ جو اہل تہذیب کے نزدیک سخت عیب و بدکرداری و بیحیائی میں داخل ہے

ورنہ یکے با دیگرے جنگ ہونا یا مارنا مرنا کیوں کر داخل گناہ و عیوب ہوسکتا ہے

ایسے معاملات سلف سے چلے آئے ہیں اور چلے جائیں گے

اس دنیائے ناپیدا کنار میں بیشمار ایسے معرکے گذرے اور گذریں گے۔ شعر

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

سوال ہے کہ جب تم تعزیے کو لیکر رستے اور کوچوں میں غیروں کے ساتھ بدعت اوٹھا کر لاتے ہو۔ اوس وقت تمہاری زبان سے کیا کیا الفاظ ناشایستہ نکلتے ہیں۔

کوئی کہتا ہے کہ امام صاحب کی قبر کو فلاں شخص نے توڑ ڈالا بیت کو ناپاک کر دیا۔ قبریں شق کر دیے۔ ناپاک پانی ڈال دیا۔ یا مارنے مارتے اونکو زمین پر گرا دیا۔

اب فرمایئے کہ یہ تقلید شخصی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور تقلید شخصی کب درست ہے۔ خاصکر جس تقلید سے گناہ لازم آئے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ ترجمہ یعنی کسی کی تابعداری واجب نہیں اوس امر میں جس میں کہ اپنے خالق کی نافرمانی ہو۔ اگر تم یہ نسل نہ کرتے تو کیوں ایسی باتیں سنتے اور ظہور میں آتیں کہ جسکے سبب سے دین و دنیا دونوں میں خرابی پیدا ہوتی ہے

اودھر خدا کی ناخوشی۔ اودھر دنیا کی مخالفت۔ چین و آرام و بیکار۔ تکلیف سے رہنا بھی دشوار

ایسے الفاظ سنکر اوس گروہ کے ایک پیر صاحب کہ جو اپنے آپ کو نہایت عاقل سمجھے سمجھے چونک کر بولے اور تردید بدعت پر کمر بستہ ہوئے۔ کہ ہم تو شرک نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیا اور اولیا کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں۔ شرک جب ہوتا کہ ہم اون انبیا اور اولیا پیروں اور شہیدوں کو اللہ کی برابر سمجھتے۔ سو اسطرح تو ہم نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم اونکو اللہ ہی کا بندہ اور اوسی کا مخلوق مانتے ہیں۔ اور قدرت تصرف اوسی نے اونکو بخشی ہے۔ اوسکی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ اون کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اون سے مدد مانگنی خاص خدا سے مدد مانگنی ہے۔ وہ لوگ خدا کے پیارے ہیں۔ جو چاہیں سو کریں۔ اور اوسکی جناب میں ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں اون کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ اور اون کے پکارنے سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اور جسقدر ہم اون کو مانتے ہیں اوسیقدر اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں۔

اچھا صاحب مانتے دیجیے۔ معاف فرمائیے۔ زیادہ خفا نہو جیے۔ آپ کی بات ہم مان لیں گے۔ کیونکہ ہم ہٹ دھرمی نہیں ہیں۔ اگر آپ اپنے قول کی تائید میں آیات و احادیث دکھلاؤ اوسوقت وہ اور بھی خفا ہولئے۔ اور کہنے لگے کہ اگر تم ہی سچے ہو تو مخالفت کی آیات و احادیث ہمارے سامنے پیش کرو۔ کہا گیا کہ آپ مانیں گے تو ہرگز نہیں لیکن آیات و حدیث کا ملاحظہ کیجیے۔ ہم تو آپ کے خلاف مذہب ہیں آپ کی طبیعت پر اپنے مجتہدوں کے کہنے کا بھی اثر نہیں ہوتا۔ خواہ وہ آیت پیش کریں یا حدیث۔ حالانکہ سچ بات ہر شخص کی واجب التسلیم اور قابل پذیرائی ہوتی ہے۔ اس باب میں حدیث موجود ہے۔

اخرج الشیخان عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ السمع والطاعة على المرء المسلم فيما احب وكره ما لم يؤمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔

یعنی مشکوٰۃ کی کتاب الامارۃ والقضاء میں لکھا ہے کہ بخاری اور مسلم نے ذکر کیا کہ ابن عمر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سننا اور حکم تسلیم کرنا واجب ہے مسلمان پر جب تک کہ اوسکو گناہ کا حکم نہو پھر جب گناہ کا حکم کیا جاوے تو واجب نہیں ہے سننا اور حکم ماننا۔

آیۃ۔ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰؤُلَاءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰہِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ

ترجمہ

اور اللہ کے سوا غیروں کو پوجتے ہیں کہ وہ نہ کچھہ فائدہ پہونچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔ اور کہتے ہیں یہہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہیں جانتا وہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ سو وہ نرالا ہے اون سے جنکو یہہ شریک بتاتے ہیں۔

ف

یعنی جو لوگ پکارتے ہیں اونکو اللہ نے کچھہ قدرت نہیں دی نہ فائدہ پہونچانے کی نہ نقصان کرنیکی اور یہہ جو کہتے ہیں کہ یہہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی پھر کیا تم ایسے خبردار ہو سو اوسکو بتاتے ہو جو وہ نہیں جانتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسیکا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اوسکو ماننے اور اوسکو پکارے۔ کسواسطے کہ بجز خدا کے کوئی حاضر ناظر نہیں ہے جو کچھہ کہ ہے اللہ ہی کے اختیار میں ہے اون کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھہ نہیں ہوتا اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو سفارشی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہوجاتا ہے۔

آیۃ۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا

مِّنَ الظَّالِمِيْنَ۔

ترجمہ

خداوند کریم سورۂ یونس میں فرماتا ہے کہ مت پکار سوا اللہ کے اُن چیزوں کو کہ نہ فائدہ دیویں تجھکو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہ بیشک تو بے انصاف ہے

حدیث

اخرج مسلم عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ثنتان موجبتان۔ قال رجل یا رسول اللہ ما الموجبتان قال من مات یشرک باللہ شیئا دخل فی النار و من مات لا یشرک باللہ شیئا دخل الجنۃ۔

ترجمہ

مشکوٰۃ کی کتاب الایمان میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا کہ جابر نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو واجب کرنے والیاں ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا واجب کرنے والیاں ہیں۔ فرمایا کہ جو مرا کہ وہ شریک کرتا تھا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو وہ گیا دوزخ میں۔ اور جو مرا کہ نہیں شریک کرتا تھا ساتھ اللہ کے کسی چیز کو داخل ہوا بہشت میں

ف

یعنی شریک کرنے سے دوزخ واجب ہو جاتی ہے اور توحید سے بہشت واجب ہو جاتی ہے۔

حدیث

قال کل محدث بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ۔

==

ترجمہ

مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ ہر فعل جدید بدعت ہے۔ اور سب بدعتیں گمراہی ہیں۔

آیۃ

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْہُمْ فِیْ شَیْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُہُمْ اِلَی اللّٰہِ ثُمَّ یُنَبِّئُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ۔ سورۂ انعام

ترجمہ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنھوں نے راہیں نکالیں اپنے دین میں اور ہو گئے کئی فرقے تجکو اون سے کچھ کام نہیں اونکا کام حوالے اللہ کے ہے پھر وہی جتاویگا جیسا کچھ کرتے تھے

ف

یعنی جن لوگوں نے دین میں کئی راہیں نکالی ہیں۔ اور جدے جدے فرقے ہو گئے ہیں پھر سمجھانے سے مانتے نہیں ایک راہ اللہ کی بتائی ہوئی رسول کے کہے کے موافق سب ملکر نہیں چلتے اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تجھے اون سے کچھ کام نہیں وہ تجھ سے الگ ہیں۔ وہ اللہ کے حوالے ہیں کہ اللہ تعالے اون کو عذاب کریگا تب وہ جانیں گے کہ ہماری بدبات کے کام ایسے برے تھے۔

حدیث

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

ترجمہ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی ہمارے دین میں نیا کام نکالیگا تو وہ مردود ہے یہہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مرقوم ہے۔

حدیث

اخرج الترمذی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالیٰ یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابها مغفرۃ۔

ترجمہ

مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں لکھا ہے کہ ترمذی نے ذکر کیا کہ انس نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بیشک جو تو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لیکر پھر ملے مجھ کو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسیکو تو بیشک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر۔

اس حدیث سے واضح ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں بشرطیکہ شرک سے پاک ہو ورنہ معافی نہو۔

حدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرک باللہ شیئا وان قتلت وحرقت۔ مشکوٰۃ باب الکبائر۔

ترجمہ

فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کا شریک کسیکو مت ٹھیرا اگرچہ تو مارا جاوے اور جلایا جاوے۔

حدیث

اخرج الشیخان عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو اللہ ندا وھو خلقک۔

ترجمہ

مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ بخاری و مسلم نے ذکر کیا کہ ابن مسعود نے نقل کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کونسا گناہ بہت بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا کہ پکارے تو کسی کو مثل اللہ کے ٹھہرا کر اور حالانکہ تجکو اللہ ہی نے پیدا کیا۔

اس ضمن میں ایک سفید ریش ملا امام بخش خلف پیرجی حسین بخش تشریف لائے اور گفتگو کرنے لگے۔ فرمایا کہ یہ احادیث ضعیف اور فلاں آیت کے معنی بلا تفسیر معلوم نہیں ہو سکتے۔ اون سے کہا گیا کہ اگر آپ کے پاس کتابیں موجود ہیں تو ان مسائل متعرضہ کے جواز میں ضعیف سے ضعیف حدیث دکھلا دیجئے اور آیت کے معنی بھی صحیح کر دیجئے۔

یہ بات سنتے ہی ملا صاحب لاحول ولا قوۃ۔ توبہ۔ استغفر اللہ۔ نعوذ باللہ کہکر۔ اور راستے کا بہانہ کرکے چلدیئے۔ اور سنتے ہیں آل الحسن اور میراں بخش سے کہتے گئے کہ وہابی اور نیچریوں کا زور بہت ہوگیا ہے اور یہ لوگ کوئی دن میں بالکل دنیا سے ایمان کی بیخ اوکھاڑ دیں گے اور یہ لوگ بڑے مشرک ہیں۔

آپ غور فرمایئے کہ امام بخش تو ایمان دار اور رسول بخش اور الٰہی بخش جو سچی بات کہیں وہ وہابی اور نیچری ٹھہریں کیا اولٹا زمانہ ہے۔

دیکھئے قرآن شریف میں شرک کی بابت کیسی سخت ممانعت اور عذاب بیان کیا گیا ہے

آیہ

قال اللہ تعالےٰ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا

ترجمہ

خداوند تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرماتا ہے کہ بیشک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھیراوے اوسکا۔ اور بخشتا ہے سوای اوسکے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹھیرایا اللہ کا سو بیشک راہ بھولا دور بہک کر۔

اب ہم اس مقدمے کو منصفانِ خداپرست کی راے پر واسطے تصفیے کے بعد لکھنے خلاصۂ ذکر شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے چھوڑتے ہیں اور اس بحث کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے کہ تمام آیات و احادیث مندرجۂ بالا کا مضمون رسم تعزیہ داری کو بالکل بت پرستی و شرک و بدعت میں شامل کرتا ہے کہ جو انسانوں کو ایسی رسم گمراہ کرنے والی اور بربادی بخش ہوتی ہیں۔ پس ایسے افعال ناجائز کا کرنا کہ جو محض اصولِ شرع کے خلاف ہوں کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ بجز اسکے کہ وہ ہمیشہ متروک اور قابلِ نفرت سمجھے جاویں۔

خلاصہ حالات شہادت حضرت امام حسینؑ

حضرت امام حسین حضرت علی کے بیٹے اور حضرت محمد صلعم کے نواسے تھے۔

حضرت امام حسن و امام حسینؓ دو حقیقی بھائی تھے حضرت امام حسنؓ بذریعہ زہرخورانی قبل از شہادت امام حسینؓ دشمنوں کے ہاتھ سے شہید ہو چکے تھے۔

حج کے بعد حسب استدعاے باشندگانِ کوفہ و حضرت مسلم بن عقیل بتاریخ ۸ ذوالحجہ روز سہ شنبہ امام صاحب بمع عیال و اطفال راہی بسوی کوفہ ہوئے

انکے ہمراہ قریباً ۸۲ آدمی مع عزیز و اقارب تھے۔ اثناء راہ میں حضرت مسلم کی شہادت کی خبر سنکر واپسی کا ارادہ کیا۔ لیکن حضرت مسلم کے بھائی اور فرزندوں نے اپنے باپ

کا انتقام لینے کی غرض سے واپسی پر رضامندی ظاہر نہیں کی۔
الغرض امام صاحب عراق کی طرف روانہ ہوئے۔
بعد طے منازل و مراحل صحرائے لق و دق اوس ملک نا آشنا کربلا میں پہونچے۔
پیشتر سے امام صاحب کے ذہن میں یہہ بات تھی کہ ہمارے پہونچتے ہی اہل کوفہ مطیع و فرمانبردار
ہوجائیں گے۔ کیونکہ وہ لوگ صدہا خطوط امام صاحب کے پاس باظہار خیرخواہی و امداد
ہر قسم کے بھیج چکے تھے۔ لیکن حقیقت میں یہہ تمام کارروائیاں اونکی مکاری فریب
و ریاکاری و عیاری پر مبنی تھیں۔
بجز ایک شخص حر بن ریاحی جو مع ایک ہزار سوار ابن زیاد کی فوج سے رستہ میں کوفہ سے
دو منزل آگے آملا تھا۔ اور کوئی متنفس اوس میدان کربلا کا حامی و مددگار امام نہیں ہوا۔
کربلا میں پہونچتے ہی معلوم ہوا کہ افواج ابن زیاد کی ہر طرف سے آرہی ہے۔
چنانچہ امام صاحب نے بارادہ واپسی تمام شب قطع مسافت کرکے نکلنے کی کوشش کی
لیکن تمام رات اوسی میدان کربلا کے گرد گھومتے رہے۔
روایت ہے کہ سات بار اسطرح کوچ کیا۔ اور اونٹ مارتے مارتے تھک گئے۔
مگر زمین کربلا سے باہر نہ نکلے۔ ناچار اوسی ریگستان کربلا میں خیمے ایستادہ کئے گئے۔
ابن زیاد بدنہاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس خط باین مضمون بھیجا کہ یا تو یزید
سے بیعت کیجئے۔ یا آمادہ جنگ و جدل ہوجئے۔ امام صاحب نے ایلچی سے زبانی فرمادیا
کہ میرے پاس اس کا کچھ جواب نہیں۔ ابن زیاد نے یہہ سنتے ہی غضبناک ہوکر فوج کشی کا
حکم دیا۔ اور باصرار وحجت عمر بن سعد حاکم رے کو سپہ سالار بناکر مع بائیس ۲۲ ہزار سوار و
پیادہ روانہ کیا کیونکہ وہ سپہ سالاری قبول نہیں کرتا تھا۔

فوج نے تمام رستہ نہر فرات پر قبضہ کرکے ۔ ۷ محرم سے لغایت ۱۰ محرم ایک ایک قطرہ آب سے مع ہمراہیاں امام صاحب کو ترسایا۔

شیرخوار اطفال مثل ماہی بے آب بیقرار تھے۔ لیکن دشمنان خدا دین کے دل میں باوجود اظہار خواہش آب اون کی حالت زار پر رحم کا نشان نہیں آیا۔ شعر

	ستم بر ضعیفان مسکین مکن		که ظالم بدوزخ رود بیگمان

مجبوراً امام صاحب نے ابن سعد شقی کو لکھا کہ تین کاموں [illegible] کام کر۔ یا تو مجھکو چھوڑ دے کہ تا مدینہ کو چلا جاؤں یا اجازت دے کہ اپنے بال بچوں کو لیکر کسی اور شہر میں نکل جاؤں۔ یا یزید کے پاس بھیجدے کہ وہ میرے حق میں جو چاہے سو کرے۔

چنانچہ ابن سعد نے یہ حال ابن زیاد کو لکھا جواب [illegible] بد نہاد نے لکھ بھیجا کہ اگر حسین علیہ السلام بیعت قبول کریں تو بہتر ورنہ بہت جلد قتل کرو۔ الا میں نے تمکو جنگ کے واسطے بھیجا ہے نہ کہ صلح کی غرض سے۔

یہ جواب سنکر امام صاحب کو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ میرے قتل پر آمادہ ہیں۔ آخر کار جنگ کی طیاری کی گئی۔

علی الصباح امام صاحب بسواری اسپ تن تنہا میدان کارزار میں پہونچکر اول لشکر اعدا سے مخاطب ہوکر اتمام حجت کیواسطے اپنے جد و پدر نامدار کا اقتدار و مرتبہ و بزرگی کا حال بیان کرکے کہا کہ آج تک تم میں سے کسیکا خون کیا ہے اور نہ کسیکا مال چھینا ہے جس کی ایذا رسانی پر مستعد موجود ہو۔

لیکن وہ جفاکار بیغیرت اعانت و بخشش کب ایسی باتوں پر خیال کرتے تھے۔ وہ تو خون کے پیاسے تھے۔

ورنہ حسب قواعد جنگ اوّل الذکر کلمات امام صاحب پر فوراً جنگ ملتوی کرنا اونکے فرض
و مناسب تھا۔ مگر وحشی کے سامنے تہذیب برتنا اوسکو نذر دینا ہے۔

اس موقع پر ہمکو مسئلۂ تقیہ پر بالکل شک ہوتا ہے۔ اور وہ ہرگز شرعاً درست معلوم نہیں
ہوتا۔ ورنہ امام ضرور اوسپر عمل کرتے۔ اس سے بڑھکر اونکو اور کون سی مصیبت باقی رہگئی
کہ تمام عزیز و اقارب و اولاد معصوم بخود تہ تیغ ہوکر خاک میں ملائے گئے۔ اور تقیہ نہ کیا
اگر کہا جائے کہ وہ معاملہ نوشتۂ قسمت مشیت ایزدی پر موقوف تھا تو یہ امر سب کے
واسطے ہے کسی پر خصوصیت کیونکر ہوسکتی ہے

القصہ بمصلحت خاص امام صاحب نے واپس خیمہ ہوکر احتیاطاً اہل بیت اطہار کے خیمے
کے گرد خندق کھدوا کر اوس میں آتش جلوادی۔

اوّل امام صاحب نے ہی قصد جنگ کیا تھا۔ لیکن حسب عرض رفقا ارادہ ملتوی کرکے
دیگر اصحاب کو اجازت جنگ دی گئی۔

قصہ مختصر یکے بعد دیگرے سب کے سب بہ شجاعت و دلاوری اوس میدان کارزار
کربلا میں شہید ہوکر راہی ملک بقا ہوئے۔

یہاں تک کہ حضرت قاسم بن حسن و حضرت عباس علمبردار و حضرت علی اکبر و علی اصغر فرزندان
امام صاحب بھی شہید ہوگئے۔

صرف حضرت زین العابدین منجھلے فرزند امام صاحب کے جو کہ بیمار تھے شہادت سے واسطے
باقی رہ گئے۔

حضرت علی اصغر کی شہادت سخت بیرحمی کے ساتھ ہوئی۔ یعنی امام صاحب کو حالت شیر خوار
طفل نے کہ جو بسبب تشنگی کے بیقرار تھا مجبور کیا۔ کہ وہ اوس بچہ کو گود میں لیکر دشمنوں

کے سامنے اوس کی حالت زار دکھانے کے واسطے تشریف لیگئے دشمنان نے معصوم کو
تیر و کمان سے معصوم ناکردہ گناہ کو شربت شہادت نوش کرایا۔ افسوس۔
آپ حضرت شہر بانو و حضرت زینب و کلثوم سے وقت عزم جنگ امام صاحب کے بہت
آہ و زاری کی۔ امام صاحب نے سب کو تلقین کرکے سپرد بخدا کیا۔ اور بسواری اسپ
ذوالجناح میدان کارزار میں صف اعدا کے روبرو کھڑے ہو کر اتمام حجت کے واسطے
مکرر کلمات مسبوق الذکر کا اعادہ کیا
اوسوقت بعض سنگدل امام صاحب کی رہائی کے واسطے مستعد ہوئے۔ لیکن بخوف
یزید ششدر ہو گئے۔
آخر الامر بکمال دلاوری و بہادری اوس میدان کربلا میں شہید ہو کر گھوڑے سے گر گئے
شمر بن یزید نے حضرت کے پیچھے بخنجر سر مبارک تن سے جدا کر اپنے بھائی خولی کو دیا
بعدہ تمام لشکر امام صاحب کا مال و اسباب و خیمہ وغیرہ لوٹ کھسوٹ گئے۔
حبیب بن نوفل نے حضرت زین العابدین بیمار کے قتل کا بھی ارادہ کیا۔ مگر
اس فعل ناشائستہ سے ایک شخص نے روک دیا۔ اوسکے بعد مردودوں نے اون نیک
بیبیوں کو علی الاعلان اونٹوں پر سوار کرایا۔ اور ایک اونٹ پر حضرت زین العابدین
بیمار کو ڈال کر مع سرہاے شہدا روانۂ کوفہ کیا۔ تین روز کے بعد وہ تمام لاشیں مع
حضرت امام حسینؑ کنارہ فرات پر دفن کی گئیں۔
کوفے میں لشکر کے پہنچتے ہی ابن زیاد بدنہاد نے دربار عام کرکے اہل بیت اطہار
کو مع سرہاے شہدای کربلا بلایا۔ اور امام صاحب کے سر مبارک کو ایک طشت
میں اپنے روبرو رکھکر شکرایا۔ اور ہاتھ سے لب و دندان مبارک پر چھڑی مارتا

اور کہتا تھا کہ اسی مُنہ سے خلافت کا دعویٰ رکھتے تھے۔ اور حضرت زین العابدین کے قتل کا بھی حکم دیا۔ لیکن اوسوقت حضرت زینب اور کلثوم اونکی سینہ سپر ہو گئیں۔ بدشواری تمام وہ معصوم کے خون سے درگذرا۔

روایت ہے کہ تمام کوفے میں سرِ مبارک تشہیر کرا کر اہل بیت کو طرح طرح کے صدمے پہونچا کر یزید کے پاس روانہ کر دیا۔

جسوقت یہہ قافلہ شہر دمشق میں پہونچا تو یزید پلید نے تمام شہر کو آراستہ کرا کے سامانِ جشن درست کرایا۔ اور خوشی کی نوبت بجوائی۔ اور دربارِ عام کر کے تختِ حکومت پہ بیٹھا۔ اور اسیرانِ اہلبیت کو مع سرہائے شہدا دربارِ عام میں طلب کیا۔ اور ہر ایک کا حال پوچھا اور سرِ مبارک امام صاحب کو طشتِ زرین میں اپنے سامنے رکھکر طرح طرح کی اہانت کرنے لگا۔ اور حضرت زین العابدین کے قتل کا بھی خواہان ہوا بعدہٗ باز آیا اور سب اسیران کو رہا کر کے روانگی مدینے کی اجازت دی گئی۔

اب منصفان مزاج دانشمند ضرور اس امر کا نتیجہ مستنبط کریں گے کہ کہاں تک یہہ روایت وسعت رکھ کہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کا ایمان سے تعلق رکھتا ہے۔

ایمان ایک امرِ حق کا نام ہے کہ جسکا وجود محدود و ہمیشہ ایک حالت مستحکم پر قائم رہتا ہے کہ جس سے ہر متنفس مستفیض ہو سکے۔ نہ کہ وہ حادث یا جداگانہ فرقوں کے واسطے علیحدہ بنایا گیا یا بنتا رہتا ہے۔

اور یہہ بات مقتضائے فطرت سے بخوبی ثابت و ظاہر ہے کیونکہ انسانی خلقت میں کسی قسم کا فرق بمقابلہ ایک دوسرے کے معلوم نہیں ہوتا مثلاً آب و ہوا جو ہر متنفس کے واسطے یکساں ہے اور رزق سب کے واسطے بخشا ہے نہ ہیت۔ غرضکہ تمام فرع بشر کے واسطے

ہر اشیا پیدا کردہ قادر مطلق فائدہ و نقصان میں یکساں موثر ہوتی ہیں۔ نہ کہ بصورت مختلف دنیا دی تخفیف عقلوں کا نام اگر ایمان ہو تو فی الحقیقت سلسلہ ایمان کا کبھی ختم یا منقطع نہو۔ کیونکہ جیسے وقفہ انسانی غیر محدود ہیں۔ اور وہ ہمیشہ ایک نئی صورت میں منقلب ہوتے رہتے ہیں۔ پس ایسی حالت میں اون کے ساتھ ایمان کا بھی انقلاب لازمی ہو جاوے۔

اور یہ قول خدا کا کہ آج میں نے دین اور تمام نعمتیں ختم کر دیں۔ کاذب ٹھیر جاوے۔

اس بیان سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ کسی ریفارمر۔ یا بزرگ۔ یا سردار کی یادگار قائم نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن کوئی یادگار خلاف اصول دین جو کہ مخل رفاہیت ہو ہرگز درست نہیں ہو سکتی۔

اور نہ اوسکو یادگار کے نام سے ملقب کرنا ٹھیک ہو سکتا ہے۔ بلکہ اوسکو بدعنگاہ کہنا مناسب ہے۔

اگر آپ کسی یادگار میں علمی مدارس جاری کریں یا کوئی قیام گاہ رفاہ عام تیار کریں۔ یا خیراتی لنگر خانہ جاری کریں۔ تو ایسے کام کیونکر باعث تخریب ہو سکتے ہیں۔ بلکہ اون سے وہ نتائج و خیالات صلح کل پیدا ہوں گے۔ جو انسانوں کے واسطے ضروری اور موجب راحت ہیں۔

باب سوم دربیانِ میلہ پارس ناتھ

جین مت کی مندرجہ کتابیں یعنی آدشٹیک سوتر۔ بشٹیں آدشٹیک سوتر۔ دسویں کالک سوتر
پاکشٹیک سوتر۔ اصول مذہب سکے ہیں۔ اون کے علاوہ اور بھی چند مختلف کتابیں ہیں
اور اس مذہب میں کئی فرقے ہیں۔ کہ جو ایک دوسرے کی نسبت ثبوت ابطال پیش کرنیکو
موجود ہیں۔ الّا اسوقت ہمارا مقصود صرف مسئلہ جیو دیا پر بحث کرنے کا ہے کہ جسپر کل
فرقے متفق علیہ ہیں۔ چنانچہ جینیوں کی کتاب آرتھہ پربچن سنگرہ پر اگمن ہمارہیں لکھا ہے

सर्वथा सद्य योगानां त्यागश्चारित्र मुच्यते ॥

कीर्तितं तद् हिंसादि । व्रत भेदेन पंचधा ॥

अहिंसासूनृतास्तेय । ब्रह्मचर्या परिग्रहाः ॥

ترجمہ

یعنی مخالف نا اسباب سے بہر حال کنارہ کش ہونیکو ہی چارتر کہتے ہیں۔ اور حفاظت جان
وغیرہ پانچ قسم کے برت ہوتے ہیں۔ (۱) کسی قسم کے جاندار کو نہ مارنا۔ (۲) ملائمت سے
گفتگو کرنا۔ (۳) چوری نہ کرنا۔ (۴) خواہشات نفس امارہ پر غالب ہوکر علم حاصل کرنا (۵) تمام
اشیاء مابہ الاحتفاظ سے پرہیز رکھنا۔

अहिंसा परमो धर्मः

ترجمہ

یعنی مخالفت جان ہی سب سے بڑا ایمان ہے۔

مذہب ہے کہ زمانۂ ماضیہ میں اس مذہب کے اکثر ایسے جینی لوگ گذرے کہ جنھوں نے اپنی اوپر ہر قسم کی تکالیف گوارا کیں لیکن دوسرے جانداروں کو اذیت دینا یا صدمہ پہنچانا کسی حالت میں پسند نہیں کیا۔

ایک مور یعنی چیونٹی کا بھی اون کے ذریعہ سے ہلاک ہونا سخت عذاب و گناہ میں داخل تھا بقول شخصے **شعر**۔ آہستہ خرام بلکہ مخرام۔ زیر قدمت ہزار جانست۔

दृष्टि पूतं न्यसेत्पादं वस्त्र पूतं जलम्पिबेत् । सत्य पूतां व-
देद्वाचं मनः पूतं समाचरेत्

ترجمہ

یعنی آنکھ سے دیکھ کر پاؤں رکھنا چاہیے کپڑے سے چھان کر پانی پینا چاہیے۔ بات کو سچ خیال کرکے زبان سے نکالنا۔ نفس کو ہمیشہ نیک افعال سے پاک رکھنا

لیکن زمانۂ حال کے جینی صاحبان میں اوس طریق عمل بالکل برعکس و ضد پایا جاتا ہے دیکھئے ازدحام حمام میں جوؤں کا کثرت ضائع ہونا۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جس کو کوئی شخص کلام نہیں کر سکتا۔ اوسکو جینی صاحبان نے خلاف اصول تناسخ جائز و روا رکھا ہے۔ کہ جسکا وجود محض شیخت نفسانیت پر مبنی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ باشندگان ہندوستان کا مادہ نفسانیت و خود غرضی اس قدر بڑھ گیا ہے جسکے سبب سے بدعتوں کا بازار ہر وقت گرم رہتا ہے۔

نہ تو انکو اپنے مذہب کی پابندی سے سروکار ہے اور نہ شائستگی سے اور نہ باہمی

اتفاق سے اور نہ اپنی عزت و آبرو سے۔ قصہ مختصر ہر شخص کی کوشش و مشغلہ مذہب و تعلیم تہذیب و اخلاق کے خلاف اُن وسائل کا پیدا کرنا کہ جو صریح باعث نفاق و تعصب کے ہیں دوسرا معلوم نہیں ہوتا۔

اے جینی صاحبو ذرا انصاف پر نظر رکھو و سمجھو تمہارے میلوں کی بدولت ہمیشہ کسقدر جانیں ضائع ہوتی ہیں اور لوگوں کو اذیت پہنچتی ہے کیا تم یہ خیال کرتے ہو گے کہ اسکا پاپ ہماری گردن پر نہیں ہے۔ جس صورت میں کہ تم علانیہ جیو ہنسا کے باعث ہو تو گنہگار نہ ہونیکا خیال تمہارا نہایت ہی بھولے پن کا ہے یا یہ بات ٹھیر گئی ہے کہ بڑے بڑے جانوروں کے مارنے والے تو گنہگار ہوں۔ مگر چھوٹے چھوٹے جانوروں کے نابش کرنے والے گناہوں سے مبرا ہیں

یہ حقیقت میں ایسا خیال ہے کہ جو بالکل اصول قانون فطرت کے خلاف ہے۔
جان ہر مخلوق میں یکساں ہونے سے تکلیف و راحت بھی یکساں ہونی چاہیے دیکھو روح کی تعریف۔

इच्छाद्वेष प्रयत्न सुख दुःख ज्ञाना न्यात्मनो लिंग मिति ॥

ترجمہ

اُسے سمجھیں جس میں ارادہ خواہش - عناد - تدبیر - راحت - تکلیف - معلومات کا موجود ہو وہی ذی روح ہے۔ تو کیا یہ صفات ہاتھی میں ہیں اور مور یعنی چیونٹی میں نہیں پائی جاتیں
مذہبی باتوں سے انکار کرنے والوں کو ہٹ ست دھرمی کہتے ہیں۔

पंडिता: समदर्शिन:

ترجمہ

یعنے پنڈت اوسکو کہتے ہیں کہ تمام ذوی الارواح کی حالت کو یکسان خیال کرے۔

यथा वस्थित तत्वानां संक्षेपा द्विस्तरेणवा। योबोधो-

स्तमत्राहु : सम्यग् ज्ञानं मनीषिणा :

ترجمہ

یعنے اشیاے مادی و غیر مادی کی اصل حقیقت کے کم و بیش معلوم کرنے والے کو گیانی کہتے ہیں

اگر ناسوری مطلوب ہے تو علاوہ مذہبی میلوں کے اور بہت سے ذریعہ ایسے عمدہ ہیں کہ جنکے اجراسے نہ تو دین میں خرابی پیدا ہو اور نہ دنیا میں بلکہ اون سے ہر نوع فلاح دارین متصور ہے۔ اگر پارس ناتھ جی کی یادگار میں ایک وشیو ودیالیہ یعنی یونیورسٹی قائم کیجاے کہ جنکے ذریعے سے تمام لوگ علوم و فنون سے بلالحاظ قوم و فرقے کے فیضیاب ہوں۔ اور جو لوگ غریب ہوں اون کے واسطے وظیفے مقرر کئے جائیں۔ تو [illegible]ن سے بڑھکر بتلایئے کہ کونسا ثواب و رفاہیت کا کام ہوسکتا ہے۔

ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو معلوم ہوسکتا ہے کہ میلۂ پارس ناتھ جی سے دنیاوی اغراض بھی آپ صاحبوں کو حاصل نہیں ہیں۔

حال کے معرکے کی نظیر پیش کیجاتی ہے کہ جو قصبہ خورجہ ضلع بلندشہر میں میلۂ پارس ناتھ جی پر فساد ہوا کہ جسکو بہت تھوڑا عرصہ گذرا ہے اور اوسکی بدولت علاوہ جانداد کثیر کے کروڑوں کے بڑے بڑے قدآور جانداروں کے قتل کی بھی نوبت پہونچگئی تھی۔

اور پارس ناتھ جی کی مورتی کی نسبت جو کچھ کہ مخالفین نے عمل کئے وہ بھی آپ صاحبوں

کو اچھی طرح معلوم ہیں کہ جنکا تمام قصبے میں ایک عرصے تلک تہلکہ و شور و غوغا رہا۔

صدہا انسان مختلف مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ قید میں ہوئیں۔ اور اونکے بال بچے کن کن مصائب میں بیزار و پریشان رہے۔ چنانچہ سال رواں میں بھی چند قصبات میں یہی نوبت پہونچی ہے۔

اب آپ سے پوچھا جاتا ہے کہ ان افعال کے مواخذہ وار شاستر آپ صاحب ہوتے ہیں یا اوسکا کل ثواب پارس ناتھ جی کی روح کو پہونچا ہوگا۔

دیکھو شاستر میں کیا صاف حکم ہے۔

नहिं कर्माणि क्षीयंते । कल्पकोटि शतैरपि ॥

अवश्यमेव भोक्तव्यं । कृतं कर्म शुभाशुभम् ॥

ترجمہ

یعنی جو کچھ بھلا برا فعل کیا جاتا ہے اوسکا ثمرانا ایک ضروری و لابدی امر ہے خواہ سو کروڑ کلپ کا زمانہ منقضی ہو جاوے۔

لیکن جس حالت میں کہ حسب طریق مروجہ حال نسبت مفسدانہ میلے کے کوئی صاف حکم پارس ناتھ جی کا نہیں ہے تو وہ کیونکر جوابدہ ہو سکتے ہیں بجز اسکے کہ اونکی امت ماخوذ و آلودہ گناہ ہو۔

کسی انسان کی پیشانی سے برائی بھلائی اخذ نہیں ہوتی سوا اسکے کہ ظاہری طریق و عمل

اوسکے اندرونی حالات کو منکشف کریں۔

اگر کوئی شخص اپنے تئیں ظاہری سامان سے نیک ظاہر کرے - اور اوسکے افعال خلاف ہوں - تو وہ کبھی عقلمندوں کے نزدیک نیک نہیں ہو سکتا -

यथा चतुर्भिः कनकं परीक्ष्यते । निघर्षणच्छेदनतापताडनैः ॥ तथा चतुर्भिः पुरुषं परीक्ष्यते । त्यागेन शीलेन गुणेन कर्मणा ॥

ترجمہ

یعنی جس طرح طلاء کا امتحان چار طرح سے کیا جاتا ہے - اوّل بذریعہ کسوٹی - دوم بذریعہ سوراخ - سوم تپانے سے چہارم ضرب بستے سے -
اسی طرح چار علامات سے انسان کا امتحان ہوتا ہے - اوّل تخیری دوم خلق - سوم ہنرمندی - چہارم دیگر افعال سے -

چونکہ عاقلوں کے واسطے صرف اشارہ کافی ہوتا ہے - لہذا مقدمہ ہذا کو زیادہ طوالت دینا لاحاصل ہے

لیکن از روی کتب جینی صاحبان اونکو اوتار رشب دیو جی مہاراج کے سوانح عمری کا مختصر حال لکھنا ضروری امر ہے - تاکہ ہر شخص اون کی حقیقت حال سے ماہر ہو جاوے

خلاصۂ سوانح عمری مہاراج رشبھ دیو ماخوذ از رشبھ پوران

- جین مت -

موجودہ حال دنیا کے شروع مین چودہ[14] منو رس زمین پر حسبِ ذیل پیدا ہوئے۔
[1] پرت سرت [2] شنمتی [3] چھیمنکر [4] چھیمندھر [5] سنکر [6] سندھر [7] بمل باہن [9] جگ شمان
[10] شسوان [11] انبھچندر [12] چندرب [13] مردیو [14] پرسین جت نابھہ راجا۔

نابھہ راجا کے مہاراج رشبھ دیوجی پیدا ہوئے۔ مِتی چیت بدی نومین کو اونکے پیدا ہوتے ہی مہاراجہ اندر کا یکایک سنگاسن متزلزل ہوا۔ اندر کو بذریعۂ الہام معلوم ہوگیا کہ مہاراج رشبھ دیوجی پیدا ہوگئے۔ لہذا اندر فوراً مع مہارانی اور ایسر ونکے اجودھیا مین داخل ہوکر نابھہ راجا کے درِ دولت پر جواہرات اور کلپ برکش کے پھولوں کی بارش کرتے ہوئے رونق افروز ہوئے۔ اور اوس خوشی مین گانے اور باجے بجائے گئے۔

بعدہٗ اندر انی زچہ خانے مین مرودیوی ماتا رشبھ دیوجی کی خدمت مین حاضر ہوکر نہایت تعظیم کے ساتھ یہہ عرض کرکے اور اجازت لیکر رشبھ دیوجی کو محل سے باہر لائین اور مہاراج اندر کی گود مین بٹھلایا۔ راجہ اندر نے رشبھ دیوجی کی صفات مین چند الفاظ بیان کرکے مہاراج موصوف کو واسطے جنم اشنان مع اندر رانی و ایسرونکے سمیر پہاڑ کی ایساتو سا مین لے گئے۔ وہان پہونچکر جواہرات کی جڑی سنگھاسن پر بٹھلاکر ایکہزار آٹھ سبو چیز ملائی سے شیر سمندر سے جل منگاکر اشنان کرایا گیا۔ بعد اشنان عمدہ عمدہ راگ راگنیان اور باجے بجائے گئے۔ اور ناچ کیا گیا۔ بعدہٗ اندر انی نے سری رشبھ دیوجی کو پوشاک پہنائی۔ اور زیورات پہنائے۔ اور کلپ برکش کے پھولون کا ہار جو نہایت خوشبودار

تھا پہنایا۔ اور رشید یوجی کو اجودھیا پوری مین لی آئی۔ اور مہارانی مردیوی کے گود مین
بٹھا دیے۔ راجہ اندر نے بے بہا زیورات و پوشاک راجہ نابہہ کو نذر کئے۔
بعدہٗ اندر و اندرانی رخصت ہو کر سترالیہ ونکے اپنے سرگ لوک کو تشریف لیگئے
اور واسطے خدمتگزاری مہاراج موصوف چند اپسرا اور دیو چھوڑ گئے۔

مہاراجہ رشید یو نے قبل از بلوغیت تمام علوم سے آگاہی حاصل کی۔ جب عالم شباب
کو پہونچے تب نابہہ راجہ نے اونکی شادی کا اہتمام کیا۔ اور رشید یوجی سے پوچھا
رشید یوجی نے اوم کا لفظ زبان سے فرما کر شادی کرنیکو منظور کیا۔

بمشورہ راجہ اندر راجہ نابہہ کی دو ہمشیرون سے کہ جنکا نام جسسوتی اور سونندا تھا
شادی ہوئی۔ بعد مین نابہہ راجہ نے اپنی حیات مین ہی مہاراج رشید یو کو اپنی جگہپر
راجگدی عطا فرمائی۔ اوسوقت جملہ دیوتاؤن نے اگر مہاراج کے گدی نشین ہونیکی
خوشی کی۔ رشید یوجی مہاراج دھرم کے ساتھ رعایا کی حفاظت کرتے رہے۔

ایکروز اشخاص رعایا مہاراج موصوف کے حضور مین حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ ہم لوگ
بذریعہ کلپ برکش اپنا خورونوش کرتے تھے۔ وہ کلپ برکش اب گم ہوتی جاتی ہے
اور یہی ہماری گذران کی صورت تھی۔

اوسوقت مہاراج موصوف نے فرمایا کہ تم لوگ نہ گھبراؤ۔ تمکو ہم ترکیب بتلاتے ہین۔
کہ جو باعث دور ہونے تمہاری تکلیفات کا ہوگی۔ فرمایا کہ تمہارے پچھلے کرم باقی نہین
رہے کہ جنکے سبب کلپ برکش آپ ہی اوگتی تھی کہ جسکی ذریعے سے تم بلا محنت اور
مزدوری اونکا ثمرون سے مستفیض ہوتے تھے اور بلا خدشہ اپنی اوقات گذاری کرتے
تھے۔ لہذا تمکو چھ پیشے بتلائے جاتے ہین۔ اونکے ذریعے سے اپنی قوت بسری کا

انتظام کرو۔

اوّل ہتیار باندھ کر مخلوق کی حفاظت۔ دوم تحریر کا کام سوم کھیتی کا کام چہارم تجارت پنجم خدمتگزاری۔

اُوسمین سے موافق افعال اوّل تین ذاتین مقرر ہوئین۔ ایک چھتری دوم بیس۔ سوم شودر۔

بعدہ برہمنون کی ذات قائم کی گئی۔ اور برہمنون کو چھ کرم جداگانہ بتلائے گئے۔

اوّل شاستر کا پڑہنا۔ دوم شاستر کا پڑہانا۔ سوم دان کا دینا چہارم خیرات کا لینا۔ پنجم بھگوان کی عبادت کرنا۔ ششم اور لوگون سے عبادت کرانا۔

اُوسوقت سے اس دنیا کا نام کرم بھوم ٹھیرا اور کرم کرنے سے کرت یگ کہا گیا۔

مہاراج رکھبدیوجی نے بذریعہ چھتریون کے کمزور اور غریب لوگون کی حفاظت کرائی اور بذریعہ بیسون کے ملکون ملکون سے چیزین منگواکر رعایا کی تکلیف دور کرائی۔ اور شودرون سے دیگر اقوام کی خدمتگزاری کرائی۔

ایکروز مہاراجہ موصوف چندراجاؤنکی گروہ مین سنگھاسن پر بیٹھے تھے۔ اوسوقت راجہ اندر نے حاضر ہوکر اپسرا اور گندہریون سے گان اور ناچ کرایا۔

ایک نیل انجنا نامی اپسرا ناچ کرنے کو کھڑی تھی وہ یکایک ناگہانی مرگئی۔ اندر نے فوراً اپنی مایا سے اوس مردہ شدہ اپسرا کو علیحدہ کرکے دوسری اپسرا اوسی صورت کی کھڑی کرکے ناچ شروع رکھا۔ مگر یہہ طلسم کسی کے خیال مین نہین آیا کہ یہہ وہی اپسرا ہے یا دوسری ہے۔

مگر مہاراج رکھبدیوجی کو معلوم ہوگیا کہ یہہ وہ اپسرا نہین ہے دوسری ہے جو پہلے

ناچیز تھی وہ مرگئی-

رشبھدیوجی مہاراج نے یہہ معرکہ دیکھکر خیال فرمایا کہ یہہ دنیا محض ناچیز ہے- کیونکہ جو الپسرا ناچتی تھی وہ ایک لمحے مین اس دنیائی فانی سے چلدی- یہہ دنیا محض ناپائدار ہے جو لوگ اس دنیا کو اچھا جانکر خوش ہوتے مین وہ محض جاہل ہین-

حالانکہ اونکو کبھی کوئی صورت استحکام کی نظر نہین آتی-

جسوقت راجہ اندر نے مہاراج کا ایسا خیال دیکھا- تو عرض کیا کہ آپکا یہہ بہت عمدہ خیال ہے

جسطرح سے آپ نے دنیا مین لوگون کو دنیا کے کام سکھلائے اور بتلائے ہین-

اوسیطرح اب آپ اپنی مہربانی سے نجات کا ذریعہ بھی بتلائیے-

شہنشاہ رشبھدیوجی نے اونکی اس استدعا کو منظور کرکے اپنے پسر کلان مہاراج بھرت کو راج سپرد کردیا اور باقی لڑکون کو موافق اونکی اوقات گذاری کے راج وجاگیرین عطا فرمائین-

آپ نے برکت یعنی درویشی اختیار کی- جب راجہ اندر نے دیکھا کہ اسوقت مہاراج بن مین چلنے کو تیار ہین- فوراً مہاراج کو پالکی مین سوار کرکے مع دیوتون کے استتی کی اور سدھارتھ بن نامی بن مین جو کہ متصل اجودھیا کے تھا اوتار دیا-

مہاراج موصوف اوس بن مین ایک سنگین سلا پر بیٹھ گئے - اوسوقت راجہ اندر نے سب لوگون کا غل شور موقوف کرکے ہر ایک کو بیٹھنے کی اجازت دی-

اور خود راجہ اندر مہاراج کے قریب آئے- اور دھرم ادھرم کی بابت سوالات کیے-

مہاراج رشبھ دیو جی نے دگمبر روپ دھارن کرکے بلا خورونوش چھ ماہ اوسی جگہہ پر استقامت فرمائی۔

بعد چھ ماہ رشی دھرم چلانے کی غرض سے اہار چاہا۔ اور سلا سے اوٹھکر چلدیے۔
لیکن اون دنون کوئی شخص رشیون کے کہانا کہلا دینے کے طریق کو نہین جانتا تھا۔
رشبھ دیو جی چھ ماہ تک بلا رزق ہر ایک جگہہ چلتے پھرتے رہے۔
حسب اتفاق ایکروز مقام ہستناپور مین مہاراج کا گذر ہوا۔
جہان کہ راجہ سوم پربھو اور اوسکا چھوٹا بھائی سری اونس تھا۔ راجہ نے مہاراج کو دیکھا اور دیکھتے ہی اوسکو اپنے پہلے جنم کا حال معلوم ہوگیا۔
کہ رشیون کی کس طور سے خاطر و مدارات ہوتی ہے اور کھانا کہلایا جاتا ہے
راجہ نے فوراً اوٹھکر کمال تعظیم کے ساتھ سنگھاسن پر بٹھایا۔
بعدہٗ نہایت پاک ہر ایک قسم کا کھانا کہلایا گیا۔ اور دیوتاؤن مین کمال درجے کی خوشی کا اظہار ہوا۔
اور اوسی دن سے سب لوگ رشیون کو کھانا کہلا دینے کے طریق سے آگاہ ہوگئے
رشبھ دیو جی بعد تناول طعام برای عبادت یعنی تپ تپوبن کو تشریف لیگئے۔
وہان پہونچکر رس وغیرہ کا دوش جانکر کھانا پینا چھوڑ دیا۔ اور ہر طرف سے خیال اوٹھاکر اپنے سروپ مین دھیان لگایا۔ اور بھوک پیاس کو جیت لیا۔
اور بغرض حصول نتیجہ دھیان موافق طریقہ دوامی یکجا قیام کرکے تنہائی اختیار کی
اور گیان بیراگ سے دھیان کی سدھی خیال کرکے گیان بیراگ کو دھارن کیا۔
پھر دھیان سے ثابت کیا [illegible] اپنے یقین مین لایا

اور گیان سے بھی یہی مراد ہے کہ جیسی شے ہو اوسکی اصل حقیقت اور ماہیت کو جان کر عمل کیا جاوے۔

الغرض خواہشات نفس امارہ کو اپنے قابو میں کر لیوے۔

تتی سچا گن بدی ایکادشی اوترا کھاو نکچھتر مین سرب جگہ پدوی حاصل کی۔

تب دیو یعنی اندر اور راجہ وغیرہ آدمیون نے اگر تشٹ یوجی سے پوچھا۔ کہ اے مہاراج دنیا مین کیا کیا پدارتھ ہین بتلائیے۔

کیونکہ آپ سرب درشی ہین آپکی زبان مبارک سے پدارتھون کا بستار سُنا چاہتے ہین۔ آپ مہربانی کرکے سنائیے۔

رشیشٹ یوجی نے فرمایا کہ اے صاحبو میری ہمت عمر بھر

مین پدارتھون کا بیان کرتا ہون۔ تم متوجہ ہو کر سنو

جگت مین دو پدارتھ ہین

ایک جیب اور دوسرا اجیب

جیب چیتن ہے یعنی گیان روپ ہے۔ اور غیر مجسم ہے۔

اوسکی کوئی صورت یعنی شکل نہین ہے۔

اور ابتدا اور انتہا بھی اوسکی نہین ہے۔

نہ تو کبھی پیدا ہوا اور نہ کبھی اوسکا ناش ہوگا۔

لیکن روح دو درجے مین منقسم رہتی ہے۔

ایک دنیاوی۔ دوسری نجاتی۔

دنیاوی تابع افعال ہے اور نجاتی مبرا از افعال۔

دنیاوی افعال کے بس ہوکر چار قسم کی تکلیفات و آرام اوٹھاتے ہین۔
یعنی کبھی دیو۔ کبھی انسان۔ کبھی حیوان۔
اور کبھی دوزخی یعنی ناری۔
جب رستی کی ہدایات و نصیحتون سے اپنی بےعلمی کو چھوڑتا ہے۔
اوسیوقت اوسکے افعال کا ناش ہوکر اوسکی نجات ہوجاتی ہے۔
اجیب اچیتن ہے۔
یعنی گیان رہت جڑ ہے اور جڑ مین دو قسم ہین۔
ایک مجسم۔ دوسری غیر مجسم۔
یعنی زمین پانی وغیرہ مجسم ہے۔
اور اکاش ودشا و کال وغیرہ غیر مجسم۔
اور ان کل پدارتھون کو کارن روپ سے ہمیشگی ہے۔
کارن روپ کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے۔
اسی طرح رشبدیوجی سے نہایت تشریح کے ساتھ جو رشب پوران مین مندرج ہے۔
اپنے پوتر بھرتیشر کو سنایا۔
کہ جس جلسے مین دیوتا و انسان شریک تھے۔
بھرتیشر جی تمام گیان رشبدیوجی سے سنکر اپنے راج استھان چلے گئے
اور باقیماندہ دیو و انسانون کو اچھی طرح سے دھرم کا اوپدیش کیا گیا۔
اور سمجھایا گیا۔

وہ صاحبان بعد سمجھنے ہدایات رشبھ دیوجی اپنے اپنے دیس اور ملک اور مکانون کو تشریف لیگئے۔

رشبھ دیوجی مہاراج نے اپنا کام پورا کرکے مون روپ یعنی خاموشی اختیار کی۔

کچھہ بیان ہے کہ شریر چھوڑ کر مکت پدوی کو پراپت ہوئے

آپ جیسے صاحبون کو غور کرنا چاہیے کہ رشبھ دیوجی مہاراج نے کسی موقع پر اونکو اجازت اس امر کی نہین دی جیسا کہ اونکا فی زمانہ عمل ہے۔

یعنی یہہ کہ رشبھ دیوجی مہاراج یا اور اوتارون کی تصاویر کو گلی بگلی پاک ناپاک جگہ پر میلہ کرکے لئے پھرنا کہ جو بدیہی باعث ایذا رسان مخلوق ہین ذریعہ نجات کے

باب چہارم دربیان انسداد گاؤکشی

ओम् इषेत्वोर्जेत्वा वायवस्थ देवोव: सविता
प्रार्पयतु श्रेष्ठ तमाय कर्म्मण आप्यायध्व
मघ्न्या इन्द्राय भागं प्रजावतीरनमीवा अय
क्ष्मा मावस्तेन ईशत माघशंसो ध्रुवा
अस्मिन् गोपतौ स्यात बह्वीर्यजमानस्य
पशून् पाहि ॥ य॰ अ॰ १ मं॰ १

خلاصہ

یعنی اے انسانو تم ہمیشہ میری یاد کے ساتھ اون قوتوں کے ذریعے سے کہ جو تمکو نیک افعال کے واسطے عطا ہوئی ہیں رگ وید پڑھ کر خالق اور اوسکی صفات اور اصل حقیقت کو جانو اور تمام اشیاء پیدا کردہ میری کے ذریعوں سے دھرم کے ساتھ فوائد حاصل ہونے کی کوشش و پیروی کرتے رہو تاکہ تمھارے تمام مطالب دینی و دنیوی میری مرضی کے مطابق پورے ہوں۔

کل انسانوں کو چاہیے کہ ہمیشہ عمدہ عمدہ وسیلوں سے بقر یعنی گائے بیل بھینس بکری وغیرہ مفید عام مویشیوں کی حفاظت مقدم اور اپنی آل اور اولاد کی نیک تعلیم میں مشغول رہیں تاکہ سخت سخت بیماریوں تکلیف دہندہ مصیبت انگیز اور دزد وغیرہ موذیوں کی مشقتوں سے محفوظ رہکر ہر قسم کی نعمتوں سے محظوظ ہوں۔

تمہارے واسطے سب سے بہتر و برتر تمام عیشوں سے حضور سرکار کے حکم کی بجا آوری ہے
تم ہمیشہ اوس پرمیشور کا کہ جو عجائب المخلوقات کا خالق ہے شکریہ ادا کرتے رہو وہی رحمن
و مہربان انسانوں کا ہمیشہ ہر طرح سے محافظ و مددگار رہتا ہے
ایکٹ نمبری ۲۰ بابتہ ۱۹۳۳ع حق پرستوں کو ایک عجب مژدہ سناتا ہے۔

ایکٹ بغرض محافظت پرندگان وحشی و دیگر جانوران قابل شکار

ہرگاہ برٹش انڈیا کے ممالک مختلف کے حکام میونسپل نے پرندگان اور دیگر جانوران
قابل شکار کی حفاظت کے لئے وقتاً فوقتاً قواعد مرتب کئے ہیں
اور ہرگاہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ لوکل گورنمنٹوں اور حکام جہاد ان اور نیز میونسپلٹی
کو ایسے قواعد کے مرتب کرنے کا اختیار دیا جائے۔
لہذا از روی تحریر ہذا حسب ذیل حکم ہوتا ہے
دفعہ ۱ (۱) جائز ہے کہ یہ ایکٹ بنام ایکٹ حفاظت پرندگان وحشی مصدرہ ۱۹۳۳ء موسوم
کیا جائے۔

ایکٹ کا نام اور
حد تمام انفاذ اور
آغاز

(۲) ایکٹ ہذا تمام برٹش انڈیا سے متعلق ہوگا اور
(۳) ایکٹ ہذا فوراً انفاذ پذیر ہوگا

تعریفات

دفعہ ۲ - اس ایکٹ میں
(۱) "حاکم میونسپل" سے کوئی پولیٹیکل جماعت کمشنر یعنی بورڈ - کونسل یا دیگر شخص

مراد ہے جسکو کسی میونسپلٹی کے اوپر بذریعہ کسی قانون مجریہ وقت کے حکومت و اختیار حاصل ہو۔

(۲) ”حاکم چھاونی“ سے چھاونی کی کمیٹی یا جس صورت میں کسی چھاونی کے لئے کوئی ایسی کمیٹی مقرر نہ ہوئی ہو تو اوس چھاونی کا کمانڈنگ آفیسر مراد ہے۔

(۳) ”پرندہ وحشی“ میں سور اور ہر ایک ہرن قابلِ شکار داخل ہے۔

دفعہ ۳ (۱) جائز ہے کہ لوکل گورنمنٹ کسی ایسی میونسپلٹی یا چھاونی کے لئے جو گورنمنٹ موصوف کے قلمرو زیر حکم میں واقع ہو یا کسی میونسپلٹی یا چھاونی کا حاکم میونسپل یا حاکم چھاونی وقتاً فوقتاً با انضباط امور مندرجہ ذیل قواعد مرتب کرے۔

قواعد مرتب کرنیکا اختیار

(الف) تعریف لفظ ”پرندہ وحشی“ باغراض ایکٹ ہذا متعلق میونسپلٹی یا چھاونی متعلقہ کے۔

(ب) باغراض مذکور تعیین اوس موسم کا جس میں کسی قسم کے پرندگان وحشی کے بچے پیدا ہوتے ہیں اور

(ج) ممانعت بپابندی ایسے مستثنیات اور شرائط کے جنکی تصریح قواعد مذکور میں کیجاوے۔ نسبت رکھنے یا فروخت کرنے کسی قسم کے ایسے پرندہ وحشی کے جو زمانہ قریب میں مارا یا حاصل کیا گیا ہو اوس موسم میں جبکہ پرند مذکور کے بچے پیدا ہوتے ہیں یا میونسپلٹی یا چھاونی متعلقہ کے اندر یا موسم مذکور میں کسی قسم کے پرند وحشی کے پر دار چمڑے یا پروں کو میونسپلٹی یا چھاونی کے اندر لانے کی نسبت۔

(۲) جائز ہے کہ حاکم دفعہ ہذا کی دفعہ فقرہ (۱) ضمن (ج) کے بموجب کوئی قاعدہ تجویز کرے وہ یہ حکم دے کہ خلاف ورزی قاعدہ مذکور کی قابل سزائے جرمانہ ہوگی۔

جسکی تعداد اور صورت جرم مرتبہ اول فی پرند وحشی جسکی نسبت یا جسکے پردار چمڑے یا پروں کی بابت قاعدہ مذکور کی خلاف ورزی کا ارتکاب ہو پانچ روپیہ تک ہو سکتی ہے اور در صورت جرم مرتبہ مابعد نسبت ہر ایسے پرندہ یا پردار چمڑے کے عہ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔

(۴) جائز ہے کہ کوئی عدالت جو کسی شخص کی نسبت کسی ایسے قاعدے کی خلاف ورزی کے ثبوت جرم کی تجویز کرے حکم دے کہ وہ پرند وحشی یا پردار چمڑہ جسکی نسبت خلاف ورزی مذکور کا ارتکاب کیا گیا ہو ضبط کیا جائے۔

(۲) از روے دفعہ ہذا قواعد مرتب کرنے کا اختیار اس شرط پر مشروط ہے کہ وہ قواعد مرتب کئے جانے سے پہلے شائع کیے جائیں اور جس صورت میں کہ کوئی حاکم میونسپلٹی یا حاکم چھاونی قواعد مرتب کرے تو یہ بھی شرط ہوگی کہ قواعد مذکور کو لوکل گورنمنٹ قبل اسکے کہ وہ گزٹ سرکاری میں حسب ضمن ۵ دفعہ ۶ ایکٹ عبارات عامہ مصدرہ سنہ ۱۸۹۷ء مشتہر کئے جائیں منظور کرے۔

ایکٹ کو کسی جانوران شکاری سے متعلق کرنے کا اختیار

دفعہ ۴ — لوکل گورنمنٹ کو جائز ہے کہ خود اپنی راے سے یا بموجب درخواست کسی حاکم میونسپلٹی یا حاکم چھاونی کے بذریعہ اشتہار مندرجہ گزٹ سرکاری یہ حکم دے کہ احکام مندرجہ دفعہ جات ماسبق جو نسبت پرندگان وحشی کے ہیں سواے پرندگان کے اور کسی جانوران قابل شکار سے متعلق کئے گئے اور بموجب اسکے احکام مذکور جانوران کو اور اون کے بالدار چمڑے سے اوسی طرح سے متعلق ہونگے جس طرح کہ وہ پرندگان وحشی اور اون کے پردار چمڑے یا پروں سے متعلق ہیں۔

کہ جو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کیونکہ ایک مدت سے اوسکا وجود مفقود تھا
قادرِ مطلق ہماری نیک نیت گورنمنٹ کے دل میں وہ بات پیدا کرنے کو تھا کہ جو دراصل
اوسکا منشا ہے۔
لیکن نہ معلوم کیا شے درمیان میں حائل ہوئی جسکی وجہہ سے آئینۂ دل گورنمنٹ نے پورا
عکس قبول نہیں کیا۔
شاید یہہ بات ہو کہ خدا نے گائے و بکری و بھینس و بیل وغیرہ کو جنکی گردن پر شب و روز
چھری پھیری جاتی ہے ناراض ہو کر ایکٹ مجریہ کی تاثیر سے مستثنیٰ رکھا۔
یا شاید اوسکی مخلوق میں سے ہی یہہ نہوں۔ لیکن یہہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی کیونکہ
اوسمیں صفت رب العالمین و پروردگار رب العالمین کی ہے
وہ کیونکر اوس میں سے زائل ہو سکتی ہے۔ عجب نہیں کہ بہ لحاظ خورش عیسائیان و
مسلمانان کہ زیادہ اون کی یہی غذا ہے خاموشی اختیار کی ہو۔ کیونکہ گائے کا مارنا اور
اوسکا گوشت کھانا بالخصوص مسلمانوں کا تو دین ایمان ہے۔
اتنی بات کی سنتے ہی ایک جناب مولوی سید حبیب اللہ متوطن باغِ مدن جوش میں
آکر فرمانے لگے کہ ایسے کلمات دین اسلام کی نسبت کہنا سخت بے تہذیبی ہے
کسواسطے کہ خدا و رسول کے خلاف عمل کرنے والے کو ہرگز مسلمان نہیں کہہ سکتے۔
ذاتی فعل کا الزام ہر ایک کی ذات سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ بالعموم مسلمانوں پر اوسکا اطلاق
ہو۔ شعر

نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد — خدا پنج انگشت یکسان نکرد۔

بنا آئی نفس پروری گائے کا ذبح کرنا یا اوسکا گوشت کھانا ہرگز شرعاً و حکماً درست نہیں ہے

اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں خدا ہی تعالیٰ کو عمداً اپنا دشمن بناتے ہیں۔ امید نہیں ہے کہ بروز قیامت
کسی طرح اُنکی بخشش ہو یا وہ لوگ مستحق شفاعت قرار دیئے جاویں۔

کیونکہ چار قسم کے گنہگاروں کی نسبت ایسا حکم قطعی دیا گیا ہے

اوّل ذابح البقر یعنے گائے کا ذبح کرنے والا۔

دوم قاطع الشجر یعنے سبز درختوں کا کاٹنے والا۔

سوم بائع البشر یعنے انسان کا بیچنے والا۔

چہارم زانی یعنے زنا کرنے والا۔

گئوکشی مستند کتاب سے خاص اجازت گاؤکشی شکر پروری کے واسطے پائی نہیں جاتی
بعلاوہ بقول اسکے کبھی گوشت بقر استعمال نہیں کیا ذبح کرنا تو درکنار
اگر یہ امر درست ہوتا تو قصاب لوگ کبھی دنیا میں ذلیل و حقیر شمار کیے جاتے۔
اور [illegible] زنا کی صورتیں مسخ ہوتیں۔
[illegible] قصاب کی صورت [illegible] آدمیوں [illegible] جیسی ہوتی۔
[illegible] خلاف اصول فطرت کے ہوا ہے اور اسکا [illegible] زیادتی کے ساتھ عمل ہوگا
[illegible] نتیجہ بھی اسکا بمعہ روز افزوں ہوگا۔ اور بڑا کام [illegible] عذاب عقبیٰ پیدا کرنے والا
اور [illegible] کے درجہ میں لانے والا ہوا ہے۔

چنانچہ حضرت شاہ عالم بادشاہ نے [illegible] حصول [illegible] دین اسلام در بارہ
ممانعت گاؤکشی جو فرمان [illegible] صادر فرمایا اسکا انتخاب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔
[illegible] اور اسکا اتفاق اکبر بادشاہ کے عہد حکومت سے پایا جاتا ہے لیکن شاہ عالم بادشاہ
نے اپنے عہد حکومت میں باستدعای [illegible] [illegible]

قطب الدین صاحب پیر بادشاه او جناب مولوی صابر بخش صاحب علمای متبحر بحوالهٔ قرآن واحادیث تجدید فرمایا۔

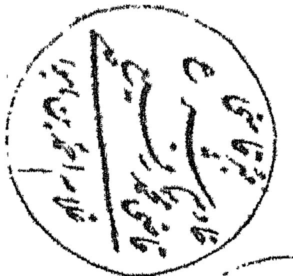
انتخاب نقل فرمان والاشان شاه عالم بادشاه غازی مرتبت بمهر ادرک وطغرا ونشان های دفاتر بادشاهی مرقومه

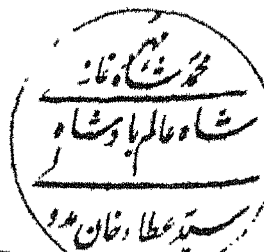
سیزدهم ماه ذی الحجه سنه ۱۲۳۱ هجری

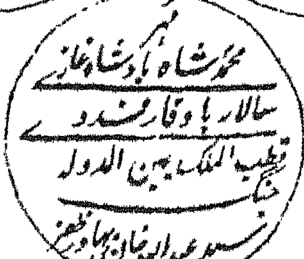
منتظمان بارگاه خلافت وکارپردازان درگاه سلطنت وامرای عالیمقدار وجمیع عمال محالات ومتصدیان مهمات ممالک محروسهٔ این دولت ابد مدت بدانند۔

درین اوان عدالت عنوان وزمان معدلت اقتران فرمان والاشان واجب الاذعان لمعهٔ صدور واشعهٔ ظهور یافت که بدیدبان دانش وبینش حیوانات بیزبان کشور آفرینش اند ازانجمله نوع گاوان از روی فوائد بسیار ومصدر منافع بیشمار هستند زیراکه زندگی انسان وحیوان منوط بغلات ونباتات است۔ وچون بدون مدد ایشان کشتکاری متعذر ودشوار وکشتکاری بغیرایشان متصور درین صورت گاوان مدار بقای آدمی عالم وواسطهٔ حیات حیوانات وبنی آدم اند بانهدام اساس هستی چنین حیوانات بسیار درست نمیشود نا گزیر نظر برین در تمام ممالک محروسه رسم کشتن گاو مطلق باید موقوف

ستردک شود - باید کہ بورود این یرلیغ قضا تبلیغ جمیع متسلطان بارگاہ آسمان جاہ در ین
باب تقید تام و اہتمام تمام بکار برند کہ حسب الحکم اقدس اعلیٰ در ہیچ بلاد و قصبات
و قریات ذبح بقر بعمل نیاید اگر احیاناً خلاف حکم والا احدے مصدر گاو کشی خواہد گردید
بغضبات سلطانی کہ نمونۂ قہر الٰہی ست مبتلا خواہد گردید - و بسزا خواہد رسید -







العبد
نوشیانید این دستخط خاص
مہر روبروی خود و بزبان
شد و مولوی محمد حفیظ اللہ
عفی عنہ دستخط خاص مولوی محمد محفوظ الحق
صاحب -

العبد
قاضی میان اصغر حسین
دستخط خاص والد قاضی
الٰہی خان -

ترجمہ

شاہ عالم بادشاہ غازی مرتبت کے فرمان والاشان کی نقل کہ جس پر مہر اور طغرا اور بادشاہی
دفتروں کے نشان ثبت ہیں اور ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۳۱ھ کا لکھا ہوا ہے -
سلطنت کے کار پرداز اور امرائے عالیمقدار اور کل محالوں کے عملہ دار اور تمام قلمرو
کے متصدی معلوم کریں -
کہ آپ اس انصاف کے وقت اور عدل کے زمانے میں فرمان شاہی سے کہ جو اطاعت
و فرمانبرداری واجب کرنے والا ہے مثل روشنی اور سورج کی شعاعوں کی مانند
نزول فرمایا -

کہ دیدبان دانش و بینش یعنی خداوند خالق نے بزبان حیوانوں کو پیدا کیا ہے
ان میں ایک قسم بقر یعنی گائے اور بیل ہے بہت سے فائدے اور کثیر منافع مقصود
ہیں۔
کس واسطے کہ انسانوں اور حیوانوں کی زندگی نباتات یعنی اناج غلہ وغیرہ اور بقولات
یعنی ساگ ترکاری وغیرہ سے وابستہ و پیوستہ ہے اور ان دو چیزوں (نباتات و بقولات)
کا حاصل ہونا بغیر کشتکار کے مشکل اور دشوار ہے اور کشتکار کا کام ہل چلانے پر موقوف ہے
پس ایسی صورت میں گائے اور بیل عام کی آبادی کے واسطے مدار علیہ اور حیوانوں اور
اولاد آدم کی زندگی کے واسطے ایک اعلیٰ ذریعہ حیات اور واسطہ عظیم ہے۔
پس ایسے حیوانوں کی جڑ کاٹنا ناپسندیدہ اور مکروہ معلوم ہوتا ہے لہذا۔

حکم ہوتا ہے کہ

تمام مملکت میں گاؤکشی کی رسم بند کیجاوے اور قطعی و بالکل موقوف ہو کر مطلق نہ رہے
اور کل بادشاہت کے منتظموں کو لازم ہے کہ اس حکم کے پہونچتے ہی معاملہ متذکرہ صدر
میں تقید تام اور اہتمام تمام کوشش کے ساتھہ کریں کہ حکم اقدس کے بموجب کسی شہر
یا قصبے یا گانوں میں گائے اور بیل نہ مارے جاویں اگر کسی وقت میں خلاف حکم عالی کوئی
شخص گاؤکشی کا مرتکب ہوگا تو بادشاہی غضبوں میں جو کہ قہر الٰہی کے نمونے ہیں مبتلا ہو کر
سزا کو پہونچے گا۔

حدیث

لحم البقر داءٌ و لبنها دواءٌ۔

ترجمہ

یعنی گائے کا گوشت بیماری پیدا کرتا ہے اور اوسکا دودھ دوا ہے

تشریح

یہ حدیث صاف طور سے گاے کی حفاظت کرتی ہے نہ کہ ذبح کرنے کی ہدایت دیتی ہے۔ لیکن الفاظ نا شرط ہے۔

اب ذرا غور فرمانے کی جگہ ہے کہ حکیم مطلق کیونکر کسیکو مرض کی پیدا کرنے والی چیز کے کھانے کا حکم دیگا۔ کیونکہ اوس کے تمام احکام حکمت و فوائد سے لبریز ہیں نہ کہ عارضی سے۔

اب گوشت و شیر بقر کی نسبت جو کچھ کہ مخزن الادویہ میں حکماء یونان و ڈاکٹران اہل یورپ نے کمال تحقیقات و تجربے کے بعد بالاتفاق لکھا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ کہ جو ایک قسم کی بدیہی شہادت ہے۔

افعال و خواص لحم البقر یعنی گاے کے گوشت کے

بطئی الہضم و غلیظ و خون متولد از آن غلیظ سوداوی و محدث امراض سوداوی مانند سرطان و جذام و ورم سپرز و داء الفیل و دوالی و بہق و جرب و قوبا و وسواس و تپ ربع و مانند اینہا از امراض و مداومت آن نیز اصحاب مفاصل و عرق النساء و قاطع حیض و دماغ پیش از وقت و سوزش جرب و حکہ و قوت قبارہ بسبب شدہ و مسدد غلیظ و بد بوی ابوی قلب و دماغ۔

ترجمہ

دیر ہضم و غلیظ اور جو خون اوس سے پیدا ہوتا ہے گاڑھا ہوتا ہے اور امراض سوداوی

پیدا کرتا ہے یعنی دنبل و بائی اور کوڑھ و ورم طحال و فیل پا و دردرگ اور چھیپ یعنی
تیرفت اور خارشں اور وسواس اور بخار چوتھیا وغیرہ اور اوس کے ہمیشہ استعمال
سے گٹھیا والوں اور اون درد والوں کو کہ ٹنکی ٹانگ میں درد ہوتا ہے ضرر پہنچتا ہے
اور حیض کا بند کرنے والا اور اولاد کے ہونے کو پیش از وقت بند کر دیتا ہے اور خارش
تر و خشک پیدا کرتا ہے اور موت ناگہانی بسبب پیدا کرنے سدہ و بخار غلیظ اور ردی کو
بطرف قلب و دماغ کے۔

افعال و خواص شیر مادہ گاو۔

منضج و جالی و سریع الہضم و کثیر الغذاء، اعضاء الراس آشامیدن تازہ دوشیدہ آن کہ
سرد نشدہ باشد مقوی جوہر دماغ و مرطب آن و حافظ رطوبات اصلی و رافع نسیان و مالیخولیا
و وسواس و نیکو کنندہ رنگ رخسار و امراض عین را سفید و قطور و طلای آن جہت
اکثر امراض عین حتی مایوس العلاج۔ از مداومت آن صحت یابد۔ و باکندر جہت طرفہ
و با انزروت جہت ناخنہ و سبل و شرناق اعضاء الصدر و الغذاء و النفس آشامیدن
آن گرما گرم تازہ دوشیدہ مقوی قلب و رافع غم و وسواس و خفقان و قرحہ ریہ و سل کہ سببش
تپ خلطی باشد و سیج الماء اسفید و ملین طبع و مولد منی و مبہی و مسمن بدن و خوردن شیر برنج
رقیق جید الطبخ باشکر ملین طبع و قولنج یابس ثقلی و زحیر حبسی را نافع و شیر آہن تاب
و یا باسنگ تفتہ بکر داغ کردہ رافع اسہال و آشامیدن آن با دو وزن آب شیرین خالص
ممزوج نمودہ مدر قوی و منقی و مجاری بول مخصوص با قلیلہ تا مقدار دو دانگ نبات و یکدرم
نشاستہ زرم سودہ اعضاء المفاصل و اورام و آتش رطلاء آن با سفید آب قلعی جہت نقرس نافع
و ورم حار و آشامیدن آن و طلاء آن نیز جہت جرب و حکہ و قوبا و جذام۔

ترجمہ

سدّوں کا کھولنے والا اور صاف کرنیوالا اور جلد ہضم ہونے والا اور بہت خون پیدا کرنیوالا
اور تازہ دودھ کا ہوا پینا جو کہ بسے دنہوا ہو مقوی جوہر دماغ اور تر کرنیوالا دماغ کا۔
اور رطوبات اصلی کو نگاہ رکھنے والا - اور بھول اور مالیخولیا اور وسواس کو دور کرتا ہے
اور رنگ بدن کا صاف کرتا ہے اور ناک کی بیماریوں کو مفید ہے اور ٹپکانا اور لگانا
اوسکا آنکھ کی بیماریوں کو جو مایوس العلاج ہوں صحت دیتا ہے اور کندر و گوند کے ساتھ
طرفہ (جو نقطہ آنکھ میں برنگ سرخ پیدا ہو جاتا ہے) کے واسطے اور انزروت کے ساتھ
جو آنکھ میں سخت ورم ہو جاتا ہے) مفید ہے گرما گرم تازہ اوسکا پینا دل کو قوت دیتا ہے -
اور غم اور وسواس اور خفقان اور پھیپھڑے کے زخم اور سل کو مفید ہے جو بغیر خلطی
تپ کے ہو -

اور پیچش کو مفید ہے اور دست آور ہے - اور منی پیدا کرتا ہے اور قوت باہ بڑھاتا ہے
بدن کو فربہ کرتا ہے اور کھیر کا کھانا شکر کے ساتھ دست آور ہے
اور آنتوں کے سدہ کو نکالتا ہے -

اور خشکی کے ساتھ جو پیچش ہو اوسکو دور کرتا ہے -

اور لوہا یا پتھر سے بجھا کر پینا دستوں کو دور کرتا ہے اور دودھ چند پانی او میں ملا کر
پینا (جسکو لسی کہتے ہیں) پیشاب بہت لاتا ہے اور پیشاب کی راہ کو صاف کرتا ہے
خصوصاً دو دانگ پھٹکری و سعتری ایک درم کے ساتھ اور سفیدہ قلعی کے ساتھ نقرس
یعنی درد زانو اور گرم ورموں کے واسطے مفید ہے -

اور اوسکا طلا خارش تر و خشک اور داد کو اور کوڑھ کو نافع ہے -

ڈاکٹر ہین صاحب جو ایک بڑے محقق گذرے ہیں کہتے ہیں کہ وہ خوراک جو انسان کو ہر صورت سے فائدہ پہونچا سکتی ہے دودھ ہے۔

علاوہ اسکے علم کیمیا سے جب دودھ کی ماہیت دریافت کیجاتی ہے تو اس میں کاربون وغیرہ بہت سی اشیاء جن سے انسان کا بدن بنتا ہے بہ نسبت اور غذاؤں کے زیادہ پایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فاولنس صاحب جو علم تشریح کے ایک فاضل حکیم ہیں تحریر فرماتے ہیں کہ حیوانات میں گوشت خوروں کا معدہ بہت سادہ بنا ہوا ہے بہ خلاف اسکے کہ جنکی خوراک گوشت نہیں ہے اونکا معدہ بہت عمدہ اور پیچیدہ بنا ہوا ہے۔

چنانچہ انسانوں کے معدے کا بھی یہی حال ہے یعنی وہ پیچیدہ ہے اور گوشت خوروں کے معدے سے نہیں ملتا۔

چونکہ حیوانات میں انسان بہت بڑھیا ہے اور جتنی چیز زیادہ بڑھیا ہوتی ہے اوتنی ہی اوس میں پیچیدگی اور باریکی زیادہ ہوتی ہے۔

پس انسان کا معدہ بھی زیادہ پیچیدہ اور باریکی والا ہے اور زیادہ پیچیدہ معدے کی ضرورت سبزی کو ہضم کرنے کے لئے ہوتی ہے اس لئے انسان کی خاص اور اصلی خوراک سبزی ہے۔

ڈاکٹر لیمب صاحب نے جو ایک بہت بڑے مشہور و معروف ڈاکٹر ہوئے ہیں بعد ایک مدت دراز کے تجربے اور انسان کے دانت معدے اور انتڑیوں کے بخوبی امتحان کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ انسان کی خوراک خداوند تعالےٰ نے صرف نباتات یعنی اناج وغیرہ ہی مقرر کی ہے۔

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ مختلف زبانوں کے بہت سے ڈاکٹر جو کہ جسم کی چیر پھاڑ میں اعلےٰ
درجے کی لیاقت رکھتے تھے اور ہر ایک زمانے کے بڑے بڑے حکماء سب اس رائے سے
اتفاق کرتے ہیں اور اون لوگوں نے نہایت تحقیق کے ساتھ ثابت کر دیا ہے کہ اگر انسان
صرف نباتات یعنی اناج وغیرہ غلہ ہی پر اپنی زندگی بسر کرے تو اوسکی تندرستی میں
کبھی خلل واقع نہو اور عمر دراز ہو۔

ڈاکٹر نکن صاحب لکھتے ہیں کہ اگر غذا یعنی اناج وغیرہ کا اعتدال کے ساتھ ہمیشہ
استعمال کیا جاوے تو بدن کے کسی عضو اور قویٰ میں ہرگز کسیطرح کا فرق نہ آوے
مگر گوشت انسان کی خوراک سے بالکل برعکس ہے اس سے انسان کے ہر ایک عضو
میں فرق آجاتا ہے اور اوسکو اوسکی قدرتی حالت پر نہیں رہنے دیتا۔

مگر دانتوں کا تعلق غذا سے اتنا نہیں ہے جتنا معدے کا کیونکہ بغیر دانت والا بوڑھا
آدمی بھی غذا کھا سکتا ہے برخلاف اسکے بلا معدے والا بالکل نہیں۔

مگر ان کی بناوٹ سبزی خور جانوروں سے ہی ملتی ہے۔

چنانچہ بندر اور انسان کے دانتوں میں بالکل ہی تفاوت نہیں ہے اور بندر گوشت
بالکل نہیں کھاتا۔ یہ امر عام پر بخوبی ظاہر ہے۔

تو کیا دانت سبزی توڑنے کے لئے بنائے گئے ہیں نہ کہ گوشت کے لئے۔

سوا اسکے اچھے اچھے فاضل اور مشہور لوگوں نے مثل ڈی فی اس کامین
لیونڈ ٹیوا گلیسنی سر ابورڈ ہیوم ہیرن کیو ویر ای (جو نباتات کا عالم تھا) پروفیسر اردین
وسٹر شامسر یا پل وغیرہ نے نہایت تحقیق کے ساتھ بیہ ظاہر کیا ہے کہ کیا انسان کے دانت
کیا آوجھا معدہ اور کیا انتڑیاں غرضکہ کل اوس کی اندرونی اور بیرونی ساخت سے واضح

ہوتا ہے کہ وہ گوشت خوری کے مناسب حال پیدا نہیں ہوا ہے

گوشت خور جانور اکثر رات کو شکار کیا کرتے ہیں اور اسواسطے رات کو بخوبی دیکھ سکتے ہیں بہ خلاف اسکے انسان میں یہہ طاقت نہیں ہے کیونکہ وہ رات کو آرام کی خواہش رکھتا ہے نہ کہ اپنی خوراک کے لئے محنت کرنے کے لئے عام علامات کے لحاظ سے بھی انسان کا گوشت خور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

کیونکہ (الف) انسان کے جسم سے مثل اور جانوروں کے جو نباتات پر گذر کرتے ہیں پسینہ نکلتا ہے مگر گوشت خور جانوروں کے جسم سے پسینہ برآمد نہیں ہوتا۔

(ب) گوشت خور جانور چبا کر اپنی غذا نہیں کھاتے ہیں مگر انسان مثل اور نباتات کے کھانے والے جانوروں کے چبا چبا کر اپنی غذا کھاتا ہے۔

(ج) آدمی مثل نباتات کھانے والے جانوروں کے پانی گھونٹ باندھ کر پیتا ہے مگر گوشت خور جانور اوسے زبان کے ساتھ چاٹ کر پیتے ہیں۔

(د) آدمی کے مثل نباتات کھانے والے جانوروں کے لعاب دہن جسقدر زیادہ ہوتا ہے اوس قدر گوشت خوار جانوروں کے نہیں ہوتا ہے۔

علم کیمسٹری یعنی علم کیمیا سے ثابت ہے کہ گوشت میں صرف ۳۶ فی سینکڑہ وہ مادہ موجود ہوتا ہے جس سے انسان نشو ونما پاتا ہے باقی ۶۴ حصہ پانی فضلہ ہوتا ہے۔

الا نباتات میں خصوصاً قسم غلہ میں اکثروں میں ۸۰ سے لیکر ۹۰ فی سینکڑہ تک مذکورہ بالا مادہ ہوتا ہے۔

سوا اسکے انسان کو حرارت غریزی کے لئے جب گرم مادے کی ضرورت ہے

اور جسکو کارنیئی اس کہتے ہیں وہ ذبح کئے ہوئے حیوانی گوشت میں بہ نسبت نباتات کے بہت ہی کم ہوتا ہے۔

اور وہ اجزا کہ جن سے ہڈیاں نشو ونما پاتی ہیں اور مضبوط ہوتی ہیں وہ بھی نباتات میں زیادہ موجود پائے جاتے ہیں۔

بہ نسبت گوشت کے گویا عام اس سے کہ خواہ ہم جسم انسان کے اون اصولوں پر نگاہ ڈالیں کہ جن سے ہمارا گوشت بنتا ہے یا وہ اصول ہیں کہ جن سے حرارت غریزی پیدا ہوتی ہے یا وہ اصول کہ جن سے ہماری ہڈیاں بنتی اور مضبوط ہوتی ہیں۔

نباتاتی غذا کو گوشت پر بلا تکرار فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

اور اسکا بدیہی ثبوت کہ مقوی غذا کونسی ہے گوشت یا سبزی حیوانات پر نظر ڈالنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

ہاتھی گینڈا گھوڑا بھینس جنگلی سور یہ سب سبزی خور ہیں مگر کل جانوروں سے ڈیل ڈول اور طاقت میں کہیں بڑھ کر ہیں۔

شیر جو گوشت خوروں میں سب سے بڑا ہے ان کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا اور نہ گھوڑے کی برابر پچاس چالیس میل بھاگ سکتا ہے۔

گوشت خور جانوروں کی حالت دو تین میل بھاگنے ہی سے متغیر ہو جاتی ہے۔ ہاتھی درخت کو جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیتا ہے مگر شیر سے یہ نہیں ہوتا۔

یہ امر دلیل کا محتاج نہیں کہ گوشت دیر ہضم ہے اور دودھ سبزی وغیرہ زود ہضم ہے حکمت کی جس کتاب میں ملاحظہ کر لیجئے گوشت میں اگر مصالحہ نہ ڈالیں تو انسان سے ہضم نہو۔ بخلاف دودھ و بقولات کے۔

انسان کی ٹھیک خوراک گوشت جب ہو سکتی ہے تب کہ شیر اور گرگ کی مانند کہ جنکی وہ خوراک ہے انسان بھی کچا گوشت کھاوے اور مصالحہ نمک وغیرہ کی مدد بالکل نہ ہووے

دماغی قوتوں کے لحاظ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گوشت انسان کی درست غذا نہیں ہے کیونکہ دنیا میں اگر ایسے بڑے لوگ محقق گذرے ہیں اور جنھوں نے اپنے ذہن کی اعلے ذکاوت کے ساتھ نئے نئے خیالات اور نئے نئے معلومات میں بہت کچھ روشنی ڈالی ہے۔

وہ یا تو عمر بھر کے لئے یا اوسکے کسی حصے میں گوشت سے پرہیز گار رہے۔

مثلاً پلیٹو، پلیٹو مارک، ڈاکٹر فیسٹر، ایوسنیٹ کرائی، ساسٹم وغیرہ

اخلاقی اصول بھی انسان کی گوشت خوری کو قائم نہیں کرتے ہیں۔

کیونکہ جانوروں کے ذبح ہوتے وقت جو اونکی حالت ہوتی ہے وہ بالطبع انسان کی اچھی طبیعت پر موثر ہوتی ہے۔

اون کے ہاتھ پیروں کا پھڑپھڑانا دکھ کے ساتھ اون کا بلبلانا اور دردناک آواز کے ساتھ زمین پر گرنا اور دم نکلتے وقت سخت جان کندنی ہونا عمدہ طبیعت کے مرد کیا عورت دونوں پر اثر دیکھا جاتا ہے۔

پس یہ بالطبع اخلاقی تحریک خود اس بات کی عمدہ دلیل ہے کہ خدا نے انسان کو گوشت خوری کے لئے نہیں پیدا کیا ہے

وہ جانور جو گوشت خور ہوتے ہیں اپنی عادت میں نہایت خونخوار وحشی اور خطرناک ہوتے ہیں

لیکن جو نباتات کے کھانے والے ہیں وہ بہ نسبت اون کے بہت کچھ غریب مسکین حلیم

اور جسکو کاربن یا اس کہتے ہیں وہ ذبح کئے ہوئے حیوانی گوشت میں بہ نسبت نباتات کے بہت ہی کم ہوتا ہے۔

اور وہ اجزا کہ جن سے ہڈیاں نشوونما پاتی ہیں اور مضبوط ہوتی ہیں وہ بھی نباتات میں زیادہ موجود پائے جاتے ہیں۔

بہ نسبت گوشت کے گویا عام اس سے کہ خواہ ہم جسم انسان کے اون اصولوں پر نگاہ ڈالیں کہ جن سے ہمارا گوشت بنتا ہے یا وہ اصول ہیں کہ جن سے حرارت غریزی پیدا ہوتی ہے یا وہ اصول کہ جن سے ہماری ہڈیاں بنتی اور مضبوط ہوتی ہیں۔ نباتاتی غذا کو گوشت پر بلا تکرار فضیلت حاصل ہوتی ہے۔

اور اسکا بدیہی ثبوت کہ مقوی غذا کون سی ہے گوشت یا سبزی حیوانات پر نظر ڈالنے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

ہاتھی گینڈا گھوڑا بھینس جنگلی سور یہ سب سبزی خور ہیں مگر کل جانوروں سے ڈیل ڈول اور طاقت میں کہیں بڑھ کر ہیں۔

شیر جو گوشت خوروں میں سب سے بڑا ہے ان کے مقابلے میں نہیں ٹہرتا اور نہ گھوڑے کی برابر پچاس چالیس میل بھاگ سکتا ہے۔

گوشت خور جانوروں کی حالت دو تین میل بھاگنے ہی سے متغیر ہو جاتی ہے۔ ہاتھی درخت کو جڑ سے اوکھاڑ کر پھینکدیتا ہے مگر شیر سے یہ نہیں ہوتا۔

یہ امر دلیل کا محتاج نہیں کہ گوشت دیر ہضم ہے اور دودھ سبزی وغیرہ زود ہضم حکمت کی جا ہے جس کتاب میں ملاحظہ کر لیجئے گوشت میں اگر مصالحہ نہ ڈالیں تو انسان سے ہضم نہو۔ بخلاف دودھ و بقولات کے۔

انسان کی ٹھیک خوراک گوشت جب ہو سکتی ہے جب کہ شیر اور گرگ کی مانند کہ جنگلی و
خوراک ہے انسان بھی کچا گوشت کھاوے اور مصالحہ نمک وغیرہ کی مدد بالکل نہ ہووے
دماغی قوتوں کے لحاظ سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ گوشت انسان کی درست غذا نہیں ہے
کیونکہ دنیا میں اگر ایسے بڑے لوگ محقق گذرے ہیں اور جنھوں نے اپنے ذہن کی
اعلےٰ ذکاوت کے ساتھ نئے نئے خیالات اور نئے نئے معلومات میں بہت کچھ روشنی
ڈالی ہے۔

وہ یا تو عمر بھر کے لئے یا اوسکے کسی حصے میں گوشت سے پرہیزگار رہے۔
مثلاً پلٹو پلیٹو مارک ڈاکٹر فیسٹر اینو سنیٹ کرائی ساسٹم وغیرہ
اخلاقی اصول بھی انسان کی گوشت خوری کو قائم نہیں کرتے ہیں۔
کیونکہ جانوروں کے ذبح ہوتے وقت جو اونکی حالت ہوتی ہے وہ بالطبع انسان
کی اچھی طبیعت پر موثر ہوتی ہے۔
اون کے ہاتھ پیروں کا پھڑپھڑانا دکھ کے ساتھ اون کا بلبلانا اور دردناک آواز
کے ساتھ زمین پر گرنا اور دم نکلتے وقت سخت جان کندنی ہونا عمدہ طبیعت کے مرد کیا
عورت دونوں پر اثر دیکھا جاتا ہے۔
پس یہ بالطبع اخلاقی تحریک خود اس بات کی عمدہ دلیل ہے کہ خدا نے انسان
کو گوشت خوری کے لئے نہیں پیدا کیا ہے
وہ جانور جو گوشت خور ہوتے ہیں اپنی عادت میں نہایت خونخوار وحشی اور خطرناک
ہوتے ہیں
لیکن جو نباتات کے کھانے والے ہیں وہ بہ نسبت اون کے بہت کچھ غریب مسکین حلیم

سنجیدہ مزاج ہوتے ہیں۔

تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ گوشت خور اور وحشی جانوروں سے جب گوشت چھوڑا دیا گیا ہے۔ اور بجائے اوس کے روٹی اور دودھ وغیرہ غذا دی گئی ہے تو بہ نسبت پہلے کے اون کی خونخواری بہت کم ہو گئی ہے۔

مشاہدہ ہے بلی پر ہر ایک اس امر کا تجربہ کر سکتا ہے اور اسطرح پر [illegible] ہو سکتی ہے اور حلیم الطبع ہو جاتی ہے اگر پھر گوشت خوری کی عادت پیدا کی جاوے تو پھر ویسی ہی وحشی اور خطرناک ہو جاتی ہے۔

تواریخ اس امر کی شاہد ہیں کہ دنیا میں جتنے قاتل۔ خونریز اور انسان کے دشمن ہوتے تھے وہ سب کے سب گوشت خور تھے۔

چنگیز خان۔ تیمور۔ نادر۔ نپولین بوناپارٹ وغیرہ کو دیکھ لو

چنانچہ زمانہ حال میں بھی یہی حال ہے چاہے جس قوم کو دیکھ لو۔

گوشت کھانے سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ شجاعت و دلاوری بھی اسی کے کھانے پر منحصر ہے۔

کیونکہ عموماً جن اقوام کی کہ روزانہ خوراک [illegible] یعنی پنجابی و کابلی۔ راجپوت وغیرہ جوانوں کی حالت دیکھنے سے ہر شخص اس امر کی صحت و تصدیق و قیاس کر سکتا ہے۔

چونکہ تجربہ کا اور اسی لئے تہذیب کا بہت بڑا اصول [illegible] ثابت شدہ ہے

پس اوس کے لحاظ سے بھی انسان کے لئے گوشت خور ہونا واجب نہیں آتا ہے

کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ نباتات بہ نسبت گوشت کے [illegible] ہے اور انسان وحشیانہ ہو جاتی ہے۔ پس یہ عقل سے بعید ہے [illegible] اصول کے بھی

برخلاف ہے کہ ایک چیز جو بہ نسبت دوسری کے ہر ایک طرح سے کبھی درجہ گھٹ کر ہے اوسکو گران قیمت دیکر خریدا جاوے۔

اگرچہ ایکٹ ۵ سنہ ۱۸۶۱ء کی دفعہ ۳۴ میں بہ نسبت زخمی ولاغر وغیرہ مویشیان کے جانب گورنمنٹ سے حفاظت کی گئی ہے۔

دفعہ ۳۴ ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۸۶۱ء

اگر کوئی شخص کسی بلدہ کی حدود کے اندر جس سے یہ دفعہ بحکم اشتہار خاص مجاریہ لوکل گورنمنٹ متعلق کیجاوے کسی سڑک یا شاہراہ یا گذرگاہ عام میں منجملہ جرائم مفصلہ ذیل کسی جرم کا مرتکب ہوکر باشندوں یا راہگیروں کو ہرج یا تکلیف یا رنج یا خطرہ یا نقصان پہونچاویگا تو بشرط ثبوت جرم بحضور مجسٹریٹ وہ کسی قدر جرمانے کا مستوجب ہوگا۔ جو ۵۰ روپیہ سے زیادہ نہو۔ یا کسی میعاد تک قید کیا جاویگا۔ جو آٹھ روز سے زیادہ نہو۔ اور ہر اہلکار پولیس کو اختیار ہوگا کہ کسی شخص کو جو اوسکے مواجہے میں اون جرائم کا مرتکب ہووے بلا وارنٹ اپنی حراست میں لاوے۔

اولاً۔ اوس شخص کو جو کسی جانور کو ذبح یا اوسکی لاش صاف کرے۔ یا کسی سواری کے جانور کو بے تحاشا دوڑاوے۔ یا کسی گھوڑے یا اور جانور کو نکالے یا پھیرے

ثانیاً۔ اوس شخص کو جو کسی جانور کو بے وجہ یا بیدردی کے ساتھ مارے یا اوسکی طاقت سے زیادہ کام لیوے۔ یا اوسکو جان سے تنگ کرے۔

ثالثاً۔ اوس شخص کو جو کسی باربرداری کے جانور یا سواری کو اوس قدر عرصہ سے زیادہ جو واسطے لادنے یا اوتارنے مال یا سوار کرنے اوتارنے مسافران کے ضروری ہو کھڑا رکھے۔ یا جو کسی سواری کو ایسی بے احتیاطی کے ساتھ چھوڑ دیوے کہ عوام کو اوس سے تکلیف

یا ضرر پہونچے۔

رابعًا ۔ اوس شخص کو جو کسی مال کو فروخت کے لئے نمودار کرے۔

خامسًا ۔ اوس شخص کو جو نجاست یا گھورا یا کوڑا یا سنگریزہ یا ملبہ ڈالدیوے۔ یا کوئی گاؤخانہ یا طویلہ یا اور طرح کا جو بیڑ اکٹھا کرے یا جو کسی مکان یا کارخانہ یا گھر سے آب نجس جاری کرے۔

سادسًا ۔ اوس شخص کو جو بدمست یا آمادہ فساد یا اپنے جسم کی حفاظت کرنے سے عاجز پایا جاوے۔

سابعًا ۔ اوس شخص کو جو عمدًا اور براہ بیحیائی اپنا بدن یا نقصان جسمانی خلقی یا عارضی دکھاوے یا ایسے تالاب یا چشمۂ آب میں نہانے یا بدن دھونے سے حرکت بیجا کا مرتکب ہووے جو اوس مصرف کے لئے مقرر نہ کیا گیا ہو۔

ثامنًا ۔ اوس شخص کو جو کسی چاہ یا تالاب یا دیگر موقع یا تعمیر کے گرد جس سے آدمیوں کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہو جنگلہ نہ لگاوے یا اور طرح پر عوام کی حفاظت کا بندوبست نکرے

لیکن گردن مارنے کی نسبت خبرے نباشد۔

حالانکہ گردن مارنے سے بڑھکر ذی روح کے واسطے اور کوئی درجہ تکلیف کا باقی نہیں رہتا اگر کسی شخص سے کہا جاوے کہ تو بجائے کسی زخم کے قتل ہونا پسند کرتا ہے تو یقینًا وہ کسی حالت میں اپنی موت کو پسند نہ کریگا۔

یہاں تک کہ اکثر شفاخانوں میں اشخاص اپنے ہاتھ پاؤں کٹوا ڈالتے ہیں اور موت کو پسند نہیں کرتے ۔ جس بات کو انسان اپنے اوپر پسند نکرے وہ دوسروں کی نسبت پسند کرنا سخت بیدردی ہے بقول لقمان حکیم۔ آنچہ بخود نہ پسندی بر دیگران مپسند

نیک اوسکو کہتے ہیں کہ جو کسی حالت میں برا کرنے پر آمادہ نہو۔
دوست وہ ہے جو کبھی دشمنی نکرے۔
صابر وہ ہے کہ اپنا معاملہ سپرد بخدا کرکے استقلال ترک نہ کرے۔
چنانچہ احکام حضرت عیسے علیہ السلام ملاحظہ طلب ہیں۔

But I say unto you, that ye resist not evil but whosoever shall smite thee on thy right cheek, turn to him the other also

لیکن میں کہتا ہوں کہ تم برے کا مقابلہ مت کرو۔ لیکن جو کوئی تمہاری داہنی طرف منہ کے تھپڑ مارے اوسکی طرف بایاں رخ بھی اپنے منہ کا پھیر دو۔

Blessed are the pure in heart: for they shall see God.

خوش ہے وہ لوگ کہ جنکے دل پاک صاف ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کو دیکھیں گے۔

دیکھو ذابح البقر قصاب لوگ گاے کے سامنے ہی اوسکے بچوں کی گردن پر چھری پھیرتے ہیں لیکن وہ اونکو بھی دودھ پلانے اور پرورش کرنے میں دریغ نہیں کرتی۔ اور نہ صبر کو چھوڑتی ہے۔

دیکھئے اوسکے دودھ سے بلا مضرت کسقدر نعمتیں تیار ہوتی ہیں اوسکے بچھڑے یعنی بیلوں کے ذریعے سے بآرام تمام ہزارہا کوس کی منزلیں طے کیجاتی ہیں۔ اور ہر قسم کی زراعت وپیداوار غلہ وغیرہ مثل ترکاری ومیوجات کا بھی وہی باعث ہے۔

باوصف اسکے کہ عوام الناس اوسکی بدولت بیشمار نعمتوں سے مستفیض ہو

مستحق ہوتے ہیں۔ مگر وہ خود خشک گھاس ہی کھا کر اوسپر قناعت کرتی ہے مگر تم پھر بھی اوسکے احسانوں کو خاک میں ملا کر اور فراموش ہو کر بےصبری اور بےرحمی اختیار کرکے اوسکے ساتھ ظلم کرتے ہو۔

کیا اسی کا نام انصاف اور ایمان ہے۔ دیکھو بےصبر و بےرحم اور محسن کش و ظالم کے واسطے ہر مذہب میں کیا سزا ہے۔ اور ایذا دہوں کو کیا سزا۔

ترجمہ

یعنی دوست کے ساتھ دشمنی کرنیوالا اور محسن کش اور دغاباز بےصبر تین قسم کے اشخاص جبتک کہ چاند اور سورج قائم ہیں دوزخ کی آتش میں جلیں گے۔

آیت کلام مجید۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ

تحقیق خدا ظلم کرنیوالوں کو سیدھی راہ نہیں بتلاتا ہے۔

آیت

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

ترجمہ

تحقیق خدا نہیں چاہتا ہے زیادتی کرنے والوں کو۔

آیت
إِنَّ اللَّهَ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُونَ

ترجمہ
بیشک بھلا نہیں ہوتا مجرموں کا۔

آیت
وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ

ترجمہ
خدا بدکام کرنیوالوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

آیت
إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ

ترجمہ
تحقیق خدا درست نہیں کرتا مفسدوں کے کام۔

آیت
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

ترجمہ
تحقیق خدا انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

آیت
إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

ترجمہ
اور جانو یہ کہ اللہ ساتھ پرہیزگاروں کے ہے۔

آیہ

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ۝

ترجمہ

تحقیق خدا نہیں ضائع کرتا ہے ایمانداروں کے اجر کو

آیہ

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝

ترجمہ

تحقیق خدا نیک کام کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔

آیہ

وَاللّٰهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ۝

ترجمہ

اللہ شفقت رکھتا ہے بندوں پر جو اطاعت کرتے ہیں

آیہ

إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝

ترجمہ

اللہ ساتھ ہے صبر کرنیوالوں کے۔

آیہ

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ وَعَلَى الظَّالِمِينَ ۝

ترجمہ

لعنت اللہ کی جھوٹوں اور ظالموں پر

آیہ

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝

ترجمہ

اور اللہ دوست نہین رکہتا فساد کرنا۔

آیہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ۝

ترجمہ

حرام کیا گیا اوپر تمہارے مردار اور لہو اور گوشت سور کا اور جو جگہہ پکارا جاوے سوا اللہ کے اور جو مر گیا گہٹ یا چوٹ سے یا گر کر یا سینگ مار لیے اور جسکو کہایا پہاڑنے والے نے۔ مگر جو تم نے ذبح کر لیا اور جو ذبح ہوا کسی تھان پر اور یہہ کہ بانٹا کر دیا پانسے ڈالکر۔ یہہ گنہ کا کام ہے۔

آرزوے قرآن سوا سور اور لہو اور مردار و غیر مذبوح جانورون کے سب حیوانات چرند و پرند و دریائی حشرات الارض و مکوڑے و کیڑے حلال معلوم ہوتے ہین۔ کیا اب اس حساب سے سب حلال ہو گئے اور کہانے کے لایق ہو گئے ہرگز نہین۔ یہہ امر تمیز کرنے کا پروردگار نے انسانون کی عقل پر منحصر کیا ہے کہ موافق قانون قدرت کے ہر شے مین تمیز کرین اور نفع اور نقصان پر بہی لحاظ رکھین۔

اثار اہل الجنت

وجہہ ملیح - ولسانہ فصیح - ویدہ سخی - وقلبہ مستقیم -

ترجمہ

اہل جنت کے چار نشان ہیں اوّل پیشانی ملیح نورانی - دوم زبان شیریں - سوم سخی ہاتھ والا اور چہارم دل مستقیم باخدا ہو گا -

اثار اہل النار

وجہہ بئیس - ولسانہ فاحش - ویدہ بخیل - وقلبہ سندید -

ترجمہ

اور اہل دوزخ کے چار نشان ہیں اوّل پیشانی ترش بے نور - دوم زبان بدگو و بدکلام سوم اوسکا ہاتھ کنجوس - چہارم اوسکا دل سخت اور بیرحم ہو گا -

دربیان قساوت قلب

سخت دل را سہ علامت یافتم — چون بدید روا ز دین بر تافتم
با ضعیفان باشدش جور و ستم — ہم قناعت نبودش با بیش و کم

دربیان کارہای شیطانی

چار خصلت فعل شیطانی بود — داند اینہا ہر کہ ربانی بود
عطسہ مردم چو بگذشت از یکے — باشد آن از فعل شیطان بیشکے
خون بینی نیز از شیطان بود — آنکہ ظاہر دشمن انسان بود

دربیان علامات منافق

دور باش ای خواجه از اہل نفاق ۔۔۔ در جہنم دان منافق را وثاق
سہ علامت در منافق ظاہر ست ۔۔۔ زان سبب مقہور قہر قاہر ست
وعدہ ہائے او ہمہ باشد خلاف ۔۔۔ قول او نبود بغیر از کذب و لاف
مومنان را کم اطاعت میکند ۔۔۔ ہم امانت را خیانت میکند
نیست در وعدہ منافق را وفا ۔۔۔ زان نباشد در رخش نور و صفا
تا نہ پنداری منافق را امین ۔۔۔ نیست باد استرش از روی زمین
از منافق اے پسر پرہیز کن ۔۔۔ تیغ را از بہر قتلش تیز کن
با منافق ہر کہ ہمرہ مے شود ۔۔۔ منزل او در تگ چہ مے شود

دربیان علامات شقی

ہست ظاہر سہ علامت در شقی ۔۔۔ میخورد دایم حرام از احمقی
بے طہارت باشد و بیگاہ خیز ۔۔۔ ہم ز اہل علم باشد در گریز
اے پسر بگریز از اہل علوم ۔۔۔ تا نہ سوزد مر ترا نار سموم

دربیان معرفت الہی

عارف آن باشد کہ باشد حق شناس ۔۔۔ ہر کہ عارف نیست گرد و ناسپاس

جس صورت میں کہ خداوند کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے بذریعہ گائے بے شمار نعمتین تمکو عطا فرمائی ہین یعنی وہی گائے تمکو دودہ پلاتی ہے اور وہی گائے اپنے بچون کے ذریعے سے غلہ پیدا کرکے کہلاتی ہے اور وہی گائے اپنے بچہڑون کے کندہون پر تمکو سوار کراتی ہے اور پیدل چلنے کی تکالیف سے بچاتی ہے اور

پھر بھی تم اوسپر قانع نہو کر اور بہتر وک کر کے اوسکی جان مارتے ہو تو اب یہہ کفران
نعمت نہیں ہے تو کیا ہے۔ کیونکر تم سے خدا راضی ہو سکتا ہے۔
دیکھو ایک گائے کے وجود سے لاکھوں انسانوں کی پرورش ہوتی ہے۔
جسکا حساب بتفصیل مہرشی سری سوامی دیانند سرستی جی گرو مہاراج نے اپنی کتاب
گوکرنانذہی میں درج فرمایا ہے دیکھہ سکتے ہو۔
اے صاحبان ذرا تو شرمندہ ہو کر خوف خدا کر کے پابندی قانون قدرت کی کرو۔
یاد رکھو کہ یہہ نفس پروری و خود پسندی تمہاری حقیقت میں تمہارے ہی واسطے زہر
قاتل ہے۔
اور طرفہ یہہ ہے۔ کہ اس ظلم کو روا رکھکر ثواب جانتے ہو جو کسی حالت میں پایہ ثبوت کو
نہیں پہونچتا ہے۔
خیال فرمائیے کہ کسی قاعدے اور اصول سے کوئی شخص ثابت کر سکتا ہے کہ بیگناہوں کی
جان مارنا یا اون کو اذیت دینا بجائے گناہ عظیم کے داخل ثواب ہو جاوے۔
اگر کوئی شخص یہہ کہے کہ ؎ اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے۔
تو ایسا خیال بھی اوسکا غلط ہے۔
گنہگار کی اوقات دنیا میں کبھی عیش کے ساتھہ بسر نہیں ہوتی۔
وہ ہر وقت ایک سخت عذاب میں گرفتار رہتا ہے۔
راحت و رنج حقیقت میں جسم کی فربہی یا لاغری یا کھانے پینے پر منحصر نہیں بلکہ راحت
و رنج کا تعلق روح کے ساتھہ ہے۔ نہ کہ جسم سے۔
مثلاً ایک چور جو غیروں کا مال چرا کر اور اپنے قبضہ و تصرف میں لا کر خوب کھاتا پیتا ہے

اگر اوسکی آتما یعنی روح کبھی چین و آرام میں نہیں رہتی اوس کی روح ہر وقت خائف اور اندیشے میں مبتلا رہتی ہے۔

کیونکہ وہ اور اوسکے ہم پیشہ لوگ ایسے ہی بد افعال کی بدولت پہلے سے صدمات اوٹھائے ہوئے ہوتے ہیں وہ خیالات کسیوقت میں اون کے دل سے دور نہیں ہو سکتے۔

جب خیالات سے صدمات دور نہیں ہوئے تو طبیعت کا چین معلوم۔ اون کو ہر وقت افشائے راز و گرفتاری وغیرہ کے اندیشے کہ جو حقیقت میں بدکرداروں کیواسطے لازمی ہیں پیش نظر رہتے ہین۔

دوسرا نیک چلن آدمی کہ جو ایک وقت مین خشک روٹی کھا کر اور پانی پی کر آرام سے سوتا ہے اوس المست بدمعاش چور کے مقابلے مین اعلے درجہ کا مرتبہ رکھتا ہے

दिवसस्याष्टमे भागे शाकं पचति स्व गृहे ।
अनृणीच प्रवासीच सवारि चरमोदते ॥

ترجمہ

یعنی جو انسان ایک روز کے آٹھوین حصے مین بھی اپنی ریاضت سے آزادانہ صرف ساگ لیعنے بقولات اپنے گھر مین پکا کر کھاتا ہے وہ انسان دنیا مین آرام سے ہے۔

یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو اورون کو خوف و نقصان پہونچاوٗنگا سے خود بھی خائف ہوگا دوسرے یہہ امر بھی مسلمہ ہے کہ جو کام موافق منشا سے فطرت کے کیا جاتا ہے وہ ہمیشہ

صلح خیر پہنچی ہوتا ہے اور خلاف اصول برتاؤ سے ہمیشہ نئے نئے اشکال منافقانہ
ایذا رساں مخلوق ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

نہ سنا ہوگا کہ خیرات کرتے ہوئے کسی جگہہ تکرار ہوئی ہو۔

نہ سنا ہوگا کہ رفاہ عام کے واسطے چاہات تیار کرنے پر جنگ ہوئی۔

نہ سنا ہوگا کہ یاد الہی کرتے ہیں جنگ وجدل و نوبت قتل کی پہونچی ہو۔

دیکھئے ہمیشہ ہر مذہب کے فقرا بیابانوں میں بلا خرخشہ عبادت کرتے ہیں اون سے
کوئی مزاحمت نہیں کرتا۔

نہ سنا ہوگا کہ پیاؤ وغیرہ یعنی سبیل جاری کرنے میں لڑائی دنگہ ہوا ہو۔

نہ سنا ہوگا کہ مفید مدارس کے اجرا سے فساد برپا ہو

جب سنا ہوگا یہی سنا ہوگا کہ گاؤکشی وقبور پرستی و تابوت پرستی و بت پرستی
وغیرہ پر جو کہ بدعتی فعل خلاف اصل ہیں منافشے و مجادلے پیدا ہوئے۔

اب اصول پر نظر ڈالنے سے چھوٹی سے چھوٹی عقل کا آدمی بھی معلوم کر سکتا ہے۔
کہ گائے کو ہرگز خدا نے گوشت کے واسطے پیدا نہیں کیا کہ جسکا وجود حقیقت میں
بہ لحاظ فوائد عام ہر وقت قابل دوستی و لایق پوجنے کے ہے۔

یہ امر بدیہی ہے کہ موذی و درندے جانور ہمیشہ خوف کے ساتھ بل و جھاڑیوں
میں جان چھپائے پڑے رہتے ہیں۔

اور ہرن و خرگوش وغیرہ جو ایذا رساں مخلوق نہیں ہیں بلا خرخشہ آزادانہ اپنی اوقات
بسر کرتے ہیں۔ اور وہ انسانوں سے بمقابلہ موذی جانوروں کے زیادہ اور جلد
مانوس ہو جاتے ہیں۔ گوشت کھانیوالوں میں عقل سلیم نہیں ہوتی اور نہ

وہ باریک ہیں ہوتے ہیں۔
اون میں نفس پروری کا مادہ بمقابلہ رفاہ عام بڑھا ہوا ہوتا ہے۔
یہہ امر بھی ظاہر ہے کہ اون کے جسم و شکم سے ہمیشہ بکثرت بدبو پیدا ہوتی ہے اور
ہوا کی خاصیت ہے کہ سردی یا گرمی خوشبو یا بدبو کو فوراً قبول کر لیتی ہے۔
اوس بدبو کے تھوڑے سے اجزا بھی متفرق ہو کر بہت سی ہوا کو خراب و متعفن
کر دیتے ہیں۔
ہوا کے متعفن ہونے سے انواع اقسام کے امراض وبائی مخلوق میں پھیلتے ہیں کہ جنکے
سبب سے عوام کو ہر قسم کی اذیت پہونچتی ہے اور وہ ہوا پانی کے مادے کو
بھی خراب کر دیتی ہے۔
اور وہ پانی علاوہ مضرت دہی ازواج کی زراعت میں بھی نقصان پہونچاتا ہے۔
اب فرمائی کہ اس فعل مخل رفاہیت کا فاعل کون ہوا۔
اگرچہ دفعہ ۲۷۸ تعزیرات ہند ایسی باتوں کے انسداد کے واسطے تجویز ہوئی ہے
لیکن بعض مواقع پر اوسکی تعمیل میں چشم پوشی پائی جاتی ہے۔

دفعہ ۲۷۸ دفعہ ۲۷۸ ۔ تعزیرات ہند۔

ہوا کو مضر صحت کرنا

جو کوئی شخص کسی جگہہ کی ہوا کو بالارادہ فاسد کرے اسطرحپر کہ وہ
اون لوگوں کی صحت کیواسطے مضر ہو جو عموماً اوسکے قرب و جوار میں بود و باش رکھتے
یا کاروبار کرتے ہوں۔ کسی گذرگاہ عام سے ہو کر آمد و رفت رکھتے ہوں۔
تو شخص مذکور کو جرمانہ کی سزا دیجائیگی جو پانسو روپے تک ہو سکتا ہے۔
دوم بسبب بڑہ جانے قوت حیوانی کے اونکی طبیعت ترقی روحانی میں بالکل مجہول و عاجز

ہوتی ہے اور بغیر ترقی روحانی کے انسان برہم گیان یعنی علم الہی کے حاصل
کرنے میں مجبور محض ہوتا ہے کہ جو بغیر وجود انسانی و دیگر وجوہ سے حاصل ہونا اوسکا محال ہے
پس حاصل کرنا اوسکا انسان کے واسطے ایک امر ضروری و فرض ہے۔
بلا اوسکی اصل حقیقت کو کسی طرح انسان معلوم نہیں کر سکتا۔
جس انسان نے برہم گیان کو حاصل نہیں کیا گویا اوس نے اپنی زندگی کو تلخ اور
اپنے نفس پر سخت ظلم کیا۔
بعد حصول علم الہی کے جو حقیقت کی کیفیت حاصل ہوتی ہے اوسکے بیان کرنے سے
زبان قاصر ہے اور اسرار نہانی کا انکشاف کہ جو ایک پردۂ غیب میں مخفی ہیں عالم
عمل پر موقوف ہے۔

اشلوک سنسکرتی

یعنی جو انسان دوسروں کے گوشت سے اپنے جسم کے گوشت کے بڑھانے کی
خواہش کرتا ہے اوس سے زیادہ دنیا میں کوئی گنہگار دوسرا نہیں ہو سکتا۔
چنانچہ اپنے دعوے کے ثبوت میں خاص اہل اسلام کے عقیدے کا مسئلہ ہوتا ہے
جو اوس میں درج ہے دکھلایا جاتا ہے وباللہ التوفیق وعلیہ التوکل والمستعین
الا اپنا درج بطور مقدمہ کتاب مشتمل ہے اور شروط اعمال کے یعنی عامل کو قبل شروع

عمل دعوت اسمای الٰہی وغیرہ کے کیا کرنا چاہیے۔

جوہر اول دربیان عبادت عابدان۔ جوہر دوم دربیان زہد زاہدان جوہر سوم دربیان دعوت داعیان جوہر چہارم دربیان ذکر ذاکران جوہر پنجم دربیان اشغال و تفکرات صوفیان۔ درج

جاننا چاہیے کہ جو شخص ان اعمال کا شائق ہو اوسکو چاہیے کہ بروقت شروع عمل ان امور کو واجب جانے۔ اکل حلال۔ صدق مقال کا پابند ہونا کم کھانا کم بولنا۔

جو اسم پڑھے اوسکی تاثیر ہونے پر یقین کرنا حضور قلب سے طرف خداوند حقیقی کے توجہ رکھنا۔ جامہ پاک و طہارت بدن لابد جاننا۔ حجرہ تاریک و مصفا میں بیٹھنا۔

ایک ہی آدمی کے ہاتھ سے کھانا پکوا کر کھانا اور پانی پینا اور نقص اعمال میں دائم الصوم رہنا بھی چاہیے۔

اور ترک حیوانات جلالی و جمالی کا کرنا۔ مکروہات و محرمات سے بچنا۔

ترک حیوانات جلالی یہ ہے کہ ہر قسم کے گوشت اور مچھلی اور انڈے اور شہد اور مشک وعنبر اور چونہ صدف وغیرہ سے پرہیز کرنا۔

اور یہی وجہ ہے کہ عاملان مسمریزم ( ) یعنی لوگ ودیا والے کیا ہندو کیا مسلمان کیا عیسائی غرضکہ سب فرقوں کو ترک حیوانات کرنا پڑتا ہے ورنہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سب اپنے مدعا کو حاصل کر سکیں۔

چنانچہ کرنیل الکاٹ صاحب و مرزا باقر صاحب متوطن اکبرآباد نے قطعاً گوشت کھانا ترک کر رکھا ہے۔

علمائے محققین اہل یورپ نے بذریعہ علم سائنس یعنی علم طبعی کے بخوبی تحقیقات کر لیا ہے کہ گوشت کا کھانا انسان کے واسطے مضر صحت و تندرستی ہے۔

چنانچہ اوس کے انسداد کے واسطے انگلستان میں سوسائٹی قائم کی گئی - کہ جس کی شاخیں کلکتہ وغیرہ صوبجات ہندوستان میں قائم ہوتی جاتی ہیں -

یہہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ انسان کے واسطے چالیس روز متواتر بلاشرکت غذای نباتی فقط گوشت کا استعمال اوسکی اصلی حالت کو متغیر کر دیتا ہے -

یہی وجہ ہے کہ ایام وبائی میں کل ڈاکٹران یوروپین وحکمای یونانی وغیرہ عموماً گوشت کھانے سے ممانعت کرتے ہیں کیونکہ وہ مولد عفونت ہے اور بالخاصیت خلط صفرا کو غیر معتدل کر دیتا ہے -

غور کیجے گا کہ گاے کا مزاج پروردگار عالم نے کیا معتدل بنایا ہے کہ جسکی سبب سے ہر ملک وولایت میں علاوہ دیگر مویشیوں کے موجود ہے اور کسی جگہہ کی آب و ہوا اوسکو مضر صحت نہیں ہوتی -

اور اوسکا شیر سب بچے اور جوان اور ضعیف غرضکہ سب کے واسطے فائدے میں یکسان حالت رکھتا ہے -

پس یہہ صاف دلیل اس امر کی ہے کہ گاے کا وجود عوام الناس کے فائدے پر مبنی ہے لہذا اوسکی حفاظت بھی تمام بنی نوع انسان پر یکسان لازم و واجب ہے -

حاصل کلام انسان کے لئے حیوانات کا کھانا تمام کاروبار نیک یعنی دینی و دنیوی دونوں کے واسطے ناکامیابی کا باعث ہے -

کسواسطے کہ اسرار الٰہی دین و دنیا پر دور مؤثر ہے -

ایسی صورت میں کیونکر حیوانات کا کھانا انسان کے واسطے جائز ہوسکتا ہے بجز اسکے کہ وہ ہمیشہ متوکل سمجھا جاے -

قطعہ

بوقت ذبح زقصاب گوسفندی گفت	دران زمان کہ سرش را بہ تیغ تیز برید
سزای ہر خس و خاری کہ خوردہ ام اینست	ہر انکہ پہلوی چربم خورد چہ خواہد دید

ترجمہ

یعنی وقت ذبح ہونے کے گوسفند نے قصاب سے کہا جسوقت کہ اوس نے اوسکا سر چھری سے کاٹا۔ سزا اسکی کہ جو میں نے گھاس پھونس کھایا تھا یہہ ملی۔ جو شخص کہ میرے گوشت کو کھاویگا نہ معلوم اوسکو کیا سزا ملیگی۔

اب علاوہ وجوہات مذکورۃ الصدر گورنمنٹ عادل کے حضور میں التماس ہے کہ جس صورت میں ہر پادشاہ وقت پر اپنی رعایا کے حقوق کی حفاظت مقدم رکھی گئی ہے تو پھر کس وجہ سے رعایاے ہندوستان کے حقوق زائل کئے جاتے ہیں

حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند نے اپنی رعایا کے ساتھ جو وعدہ فرمایا ہے کہ کبھی کسی مذہب میں بجز حفاظت دست اندازی یا تعرض نکیا جاویگا۔

تو اب خیال کیجیے کہ اس سے بڑھ کر ہندو رعایای ہندوستان پر اور کیا سختی اور اوسکی دلشکنی ہوسکتی ہے۔

جس گاے کو کہ وہ اپنا دین و ایمان مانتے ہیں وہ ہی اون کے سامنے گردن ماری جاتی ہے۔

گویا حقیقت میں گاے گردن نہیں ماری جاتی بلکہ اونکا دین و ایمان گردن مارا جاتا ہے اور ایسا عقیدہ اور عمل اونکا نہ مختصر بعادتا ہے بلکہ عبادتاً۔

چنانچہ دید منتر مندرجہ ذیل سے واضح ہوگا۔

چنانچہ اہل اسلام سلاطین سلف نے ان کے حقوق کو برقرار رکھا۔

جیسا کہ فرمان والاشان حضرت شاہ عالم بادشاہ کے مضمون سے مترشح ہے

اگر یہہ کہا جاوے کہ جن قوموں میں گاے کا کھانا روا کر لیا ہے اونکو روکنا بھی ایک باعث اونکی تکلیف کا ہوگا۔ اون کے حقوق کو بھی گورنمنٹ زائل نہیں کرسکتی اور جبراً زائل کرنا مذہبی دست اندازی شمار کیجاویگی۔

کیونکہ وہ بھی رعایای گورنمنٹ ہیں اور گورنمنٹ کے نزدیک کل کے حقوق برابر ہیں۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ اول تو حسب وجوہات مذکرۂ بالا یہہ امر کسی طرح کسی کے داخل مذہب نہیں ہوسکتا۔ بخیال محال اگر یہہ بات تھوڑی دیر کے واسطے مان بھی لیجاوے تو دکھانا چاہیے کہ باشندگان ہندوستان کے ہندوؤں کے حقوق بمقابلہ اہل اسلام یا عیسائیان کیوں فائق نہیں۔

بلکہ بوجوہات مندرجہ ذیل ہر طرح فائق ہوسکتے ہیں۔

اول بلحاظ دعوی کہ جو حسب قانون قدرت رفاہ عام پر مبنی ہے۔

دوسم بلحاظ قدامت وسکونت وپیدائش۔

سوم بلحاظ کثیر التعداد۔

چہارم بلحاظ وفاداری وخیرخواہی۔

پنجم بلحاظ اطاعت وفرمانبرداری۔

ششم بلحاظ تموّلی کہ جسپر استحکام سلطنت کا مدار ہے۔

ہفتم بلحاظ اسکے کہ مذہباً کسی پر جبر روا نہیں۔

اسکے سواے بعہد حکومت سلاطین اسلام جسوقت کہ تمام ہندوستان سے رسم گاؤکشی قطعی مسدود کی گئی تھی اوسوقت مسلمان صاحبون کو کیا نقصان پہونچا تھا۔ یا کہ وہ کسی تکلیف سے تارک الوطن ہو گئے تھے۔ یا کہ جو اسوقت رعایا مسلمانان باشندگان ریاستہائے ہندوستان میں موجود ہیں۔ کسی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ یا اونھون نے کبھی اپنی عرضی گورنمنٹ کے حضور میں باین استدعا بھیجی ہی کہ بلا گاؤکشی کے ہمارے دین و دنیا میں خرابی پیدا ہے۔ بلکہ وہ ہر طرح سے عیش و آرام کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں کسی قسم کے منافقانہ یا متعصبانہ جھگڑون کا وہاں نام و نشان نہیں ہے۔

اب جب تک کہ گورنمنٹ یہہ بات ثابت نہ کردے کہ گاؤکشی ہی اسکا باعث استحکام سلطنت و حفظ صحت و تندرستی عیسائیان و مسلمانان ہے تب تک یہہ خیال عوام الناس کے ذہن سے کسی حالت میں دور نہیں ہو سکتا۔ کہ گورنمنٹ کی یہہ کارروائی ہندؤن کے دل دکھانے پر ہی ہے۔

اسواسطے گورنمنٹ کو جلد اسکا انتظام فرمانا چاہیے۔

تاکہ اوسکی وفادار رعایا اپنی سکھہ نیند سے سووے اور خلائق میں امن قائم ہو اور دعا گو سی ترقی دولت اور ہر وقت فرمانبرداری میں مستعد رہے۔

सहृदयं सांमनस्यमविद्वेषं कृणोमि वः
अन्यो अन्यमभि हर्यत वत्सं जात मिवाघ्न्या
॥ वेद ॥

ترجمہ

یعنی ایشر حکم دیتا ہے کہ ای انسانو میں تمکو حکم دیتا ہوں اوسکے مطابق تم پابند رہو

کہ جس سے تمکو لازوال سکھ حاصل ہو۔ اور اپنے راحت و رنج کے مطابق دوسرے کی نسبت بھی ویسا ہی خیال کرتے رہو۔ اور تم کو میں وہ طریقہ بتاتا ہوں کہ جو ہمیشہ آپس کے دوستانہ برتاؤ پر مبنی ہے۔

اور تم (اگھنیا) یعنی گائے کے مطابق کہ جو کبھی قتل کرنے کے لائق نہیں ہے جسطرح سے کہ وہ اپنے بچے پر سچی محبت کے ساتھ برتاؤ کرتی ہے اسیطرح سے تم بھی آپس میں محبت کے ساتھ برتاؤ رکھو۔

تشریح وید مقدس میں اگھنیا گائے کا نام ہے اور اوسکے معنی حسب قواعد سنسکرت یہہ ہیں کہ جو کبھی قابل قتل کرنے کے نہیں اور اس موقع پر گائے کی مثال سے دوسری یہہ مراد بھی ہے کہ جسطرح گائے قابل قتل نہیں ہے اسی طرح سے انسان بھی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ مخاصمت کے وسائل پیدا کرکے ایک دوسرے کو قتل کرنے پر آمادہ ہوں بجز اسکے کہ سب آپس میں محبت سے رہیں۔

غور کا مقام ہے کہ عارضہ چیچک سے روے زمین کے انسانوں کی حفاظت کرنیوالی یہہ بھی اگھنیا گائے ہے۔ آجتک اسی گائے کے وجود سے بیشمار انسانوں کو موت اور بدصورت ہونے سے محفوظ رکھا ہے اور اپنی شفقت مادرانہ سے کسی مذاہب کے انسانوں کو مستثنیٰ نہیں کیا ہے لیکن افسوس اس امر کا ہے کہ انسان تفرقہ کرتے ہیں۔ اور اوسکی بزرگی اور عظمت پر مطلق خیال نہیں کرتے۔ بلکہ بخلاف اسکے شب و روز اوسکی نسل کے معدوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیا اسی کا نام احسانمندی ہے۔ کیا اسیکا نام رفاہیت ہے۔ کیا اسیکا نام ڈاکٹری ہے
کیا اسکا نام ہمدردی ہے۔ کیا اسیکا نام انصاف ہے۔

باب پنجم در بیان حالت سود خوار مہاجنان ہند

اب ذرا بیح البشر ناجائز سود خوار مہاجن و بوہروں کا حال سنئے کہ جو ہر ماہ کی ہر تاریخ کو سر دربار بنی نوع البشر کو بغیر اللہ اکبر کے ذبح کر کے نیم بسمل چھوڑ دیتے ہیں۔

اور مظلوموں کے مال مفروقہ سے اپنے جسم کو طیار کرتے ہیں کہ جو پھول کر مثل سونڈر دریائی کے ہو جاتے ہیں۔

اور اونکو شب و روز بلا اندیشہ حلال و حرام و ایمان کے یہی فکر رہتی ہے کہ کسی کی جائداد ہاتھ آوے یا زر و پیسہ پلے پڑے بجز اسکے اور کوئی کام نہیں۔

صرف روپیہ ہی اون کا دین و ایمان ہے کسی طرح سے حاصل ہو۔

چنانچہ اشلوک مندرجہ ذیل بالکل اون کے حسب حال ہے گویا کہ وہ اون کے ہی واسطے کسی اوپ نے تصنیف کیا ہے۔

टका धर्मं टका कर्म । टका हि परम्पदम् ॥

यस्य गृहे टका नास्ति । हा टका : टकटकायते ॥

ترجمہ

یعنی ٹکا ہی ایمان ہے اور ٹکا ہی کرم ہے اور ٹکا ہی نجات ہے۔

پس جس کے گھر میں ٹکا نہیں اوسکی دکان تک ٹکا جاتی ہے۔

بمقابلہ اون کے ہاتھ پاؤں کے وسانپ وغیرہ کی کچھہ اصل نہیں۔
بلکہ بدرجہا اونکا مرتبہ بڑہا ہوا ہے کیونکہ وہ لوگ اونکو بھی مغالطہ دینے والے ہیں۔
کہ جو آئندہ مذکور ہوگا۔
اگرچہ قانون تعزیرات ہند کہ جسکی دفعات درج ذیل ہیں مختص الامر ہے مگر نہ معلوم
کہ گورنمنٹ نادر کسو جہہ سے اون کے ساتھہ سلوک نہیں ہوتی کہ جو اونکو اسکی تاثیر
سے مستثنیٰ ار کہا ہے۔
اور مانند بگلا بھگت ظاہری پوجا پتری وہ کہ خواہ مخواہ انسان اون کے دام فریب
میں آجاوے۔

ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء تعزیرات ہند

دفعہ ۲۴ – جو کوئی شخص کوئی امر کرے اس نیت سے کہ وہ کسی شخص کو استحصال بیجا
کرا دے۔ یا کسی شخص کو زیان بیجا پہونچاوے۔ تو کہا جاویگا کہ اوسنے وہ امر بددیانتی سے
کیا۔

دفعہ ۲۵ – جو کوئی شخص کوئی امر کرے اس نیت سے کہ وہ کسیکو کسی مال یا استحقاق
سے فریباً محروم یا بیدخل کرے تو اس حالت میں کہا جاویگا کہ اوس شخص نے وہ امر
فریباً کیا۔ نہ کسی دوسری حالت میں۔

دفعہ ۲۶ – اگر کسی امر کے باور کرنے کی وجہ کافی کسی شخص کے سامنے موجود ہو۔
تو اوس حالت میں کہا جاویگا کہ وہ شخص اوس امر کے باور کرنے کی وجہ رکھتا ہے
نہ کسی دوسری حالت میں۔

تمام ملک ہند میں جو کچھ خرابیاں واقع ہیں۔ انھیں ناجائز سود خوار مہاجنوں کی بدولت
ہیں۔ اور جب تک کہ اونکا انتظام نہوگا۔ ممکن نہیں ہے کہ ملک میں امن قائم ہو۔
اگرچہ مردم آزاری کی نسبت تمام مذاہب کے علماء نے برائیاں کی ہیں۔
لیکن نہ معلوم کہ اونکا کون گروہ نا معقول ہوا ہے کہ جسکے دل میں مطلقاً دیا اور رحم کا نشان
نہیں تھا۔ شعر

می خور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن ۔۔۔ ساکن بتخانہ باشی مردم آزاری مکن

ع دل میازار ہرچہ خواہی کن

ویدمنتر

असुर्य्या नामते लोका अन्धेन तमसा वृताः ।। तांस्ते-
प्रेत्यापि गच्छन्ति येके चात्म हनो जनाः ।।
यजुर्वेद अ० ४० मं० ३

خلاصہ

یعنی نفس پرست انسان مغروقہ دریائے جہالت جو بطمع نفسانی ارواح کو تکالیف
پہونچاتے ہیں وہ اسر یعنی پلید انسان پروردگار کی اصلی نعمتوں سے محروم رہکر
اپنے جسم کے فربہ ہونے کی تدابیر کو مقدم اور عمدہ خیال کرتے ہیں۔
لہذا بعد مرنے کے اونکو وہ قالب ملتے ہیں جو کہ نہایت ناپاک اور سب سے بدتر ہیں
ایک ہابوڑا اور ایک گتھہ کہا اور ایک دغاباز سکار یہہ تینوں آدمی اسوقت ہمارے پاس
موجود ہیں اور زار قمار دیفور رہے ہیں۔ جب اون سے حال پوچھا جاتا ہے تو اونکے

منہ سے بات تک نہیں نکلتی - روتے روتے ہچکیاں بندھ رہی ہیں

بکوشش تمام منجملہ اون کے بابو صاحب کو رونے سے روکا -

جب اوس سے سوال کیا گیا کہ تو کیوں رو رہا تھا تب وہ اپنی سرگذشت اور مصیبتوں کا حال دردناک آواز سے اسطرح بیان کرنے لگا - کہ ہمارا روزگار بوہرے اور مہاجنوں نے بالکل چھین لیا -

ہم لوگ گاہ گاہ اپنی قوت بسری کے لائق کسیکی آنکھ بچا کر رات برات میں کچھ مال لے آتے تھے سو وہ موقع بھی ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا -

کیونکہ مہاجنوں نے کسیکے گھر کچھ چھوڑا ہی نہیں کہ جہاں سے ہم لے آویں ہماری چوری سے کسیکی جایداد تلف نہیں ہوتی تھی - مہاجنوں کے وہ داؤ پیچ اور گھاتیں ہیں کہ جایداد منقولہ و غیر منقولہ دونوں کا ستیاناس کر دیتے ہیں -

مجبور ہم لوگوں نے کھیتی کرنی اختیار کی تھی وہاں بھی ہمارا پیچھا اونھوں نے نہیں چھوڑا ہم ایک مہاجن سے اشد ضرورت میں جب کہ ہم بھوک مرتے تھے اور آپ جانتے ہیں کہ ضرورت سب کچھ کرا لیتی ہے دو ٹکہ روپیہ نقد لائے تھے

مہاجن نے ہم سے ایک تمسک اس شرط سے لکھا لیا تھا کہ فیصدی سوا کچھ روپیہ ماہواری کا سود ماہ بماہ ادا کرتے رہینگے -

اگر سود ادا نکریں تو وہ سود بھی اصل میں شامل ہو کر اس پر بھی سود حسب مندرجہ بالا ادا کرینگے قضارا عدم پیداوار کشتکاری سے ایک ششماہی میں سود و اصل میں کچھ وصول نہیں ہوا ہم نے ساہوکار سے بالتجا کہا کہ ابتک جو کچھ تمہارا نکلے ہماری جایداد کا لگان لگا کر وصول کر لو لیکن اونکو یہہ کب منظور تھا وہ کب ہمارا پیچھا چھوڑنے والے تھے فرمانے لگے کہ جب

ڈر نہیں دوسری فصل پر دیدینا اتباک شب ہمارا احتساب کتاب چلتو کر کے دوسری
سٹیپ لکھکر تحصیلدار کے روبرو رجسٹری کرادو ہم روپیا کے بدلے اگلی فصل میں اناج لے لینگے
چونکہ دباؤ بڑا ہوتا ہے اب اوس روپیے کے معاوضے میں بیس من غلہ گندم قرار پاکر
تمسک لکھکر مکمل کرایا گیا اور اوسمیں یہہ شرط لکھی گئی تھی کہ اگر وعدے پر غلہ ادا نہو تو
چار روپیہ من کا نرخ کاٹکر کل روپیہ یکمشت ادا کریں۔

حسب اتفاق وہ فصل ربیع جس میں کہ غلہ ادا ہونے کا وعدہ کیا گیا تھا ژالہ زدگی کے
صدمے سے غارت ہوگئی۔

ہم نے احتیاطاً وہ تمام زراعت غارت شدہ مہاجن کو دکھلا دی۔

لیکن اوسکو ان باتوں سے کیا کام تھا۔

ہم نے مہاجن سے یہانتک کہا کہ جو کچھ اسوقت ہمارے پاس جائداد موجود ہے وہ لیلو
اور جو باقی رہے اوسکی عوض میں ہمارے آدمیونکو نوکر کرلو۔ یا گروی رکھ لو۔

جب تمہارا روپیہ بیباق ہوجاوے ہم اپنا گذارہ جسطرح ہوگا کرینگے لیکن وہ بیرحم کسکی
سنتا تھا۔

فوراً عدالت میں جاکر اسی روپیے کی نالش کردی بمبلغ [illegible] روپیے کی ڈگری مع خرچہ
عدالت سے صادر ہوئی۔

عرصہ چار روز کا ہوا کہ اوسنے اوس ڈگری کو جاری کرا کے جو کچھ سامان ہمارے پاس
موجود تھا یہانتک کہ پارچہ جات پوشیدنی اور کھانے پکانے کے برتن تک قرق کرا کے
نیلام کرا دیئے۔

اب بتلائیے کہ ہم کہاں جائیں اور کیا کریں۔ اگر حاکم سے کہتے ہیں وہ سنتا نہیں ہمارے

پاس کوئی سامان ایسا نہیں کہ جسکے ذریعے سے خورش کا بندوبست کریں۔
اس زندگی سے تو ہمارا مرنا بہتر ہی۔
اب ہمارے جو جی میں آویگا سو کریں گے۔ بقول شخصے کہ مرتا کیا نکرتا۔
چنانچہ اب حال میں ایک ہمارا آشنا یعنے قاضی شمس الحسن صاحب رئیس سکندرہ
جو کہ ایک عالی خاندان کا آدمی تھا اور علم و ہنر میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔
اور وہ ضلع اپنے میں نقشہ نویس یعنے ملازم سرکار تھا۔
عرصہ تخمیناً چار ماہ کا منقضی ہوا کہ ایک ڈگری دار کی عنایت کی بدولت خودکشی کرکے اوسنے
انتقال کیا۔
اب وہ کہتا ہے کہ شاید ہمارا بھی وہی حال ہو۔
اب قاضی صاحب مرحوم کے بال بچے معصوم اور بیوہ جو محض لاوارث ہیں کس تکلیف میں ہیں
اور ڈگری دار اپنے گھر میں چین کرتے ہیں۔
حکام کو کسی سے کچھ سروکار نہیں چاہے کوئی بھوکا مرے یا پیاسا۔
اوس گھٹکے صاحب کی بھی ہچکی بند ہوئی تو اون سے یہی پوچھا گیا کہ آپ کیوں
ایسے بیزار ہو کر روتے تھے اسنے کا کہنا تھا کہ پھر رونے لگے۔
اب جوں توں اونکا رونا موقوف کیا بہت کوشش سے راز نہانی کے بیان کرنے
پر آمادہ ہوئے اون کو اسبات کی دہشت تھی کہ ابتک تو مال ہی زوال میں آیا
ایسا نہو کہ جان اور جسم پر بھی نوبت پہونچے۔
کیونکہ اشخاص خفیہ نویس کے بھی وہاں قرب وجوار میں متلاشی پھر رہے تھے
بہت ڈرتے ڈرتے اور قول و قسم لیکر کمال آہستگی کے ساتھ کہنے لگے کہ عرصہ دس؟

سال سے میں پیشہ گانٹھہ کاٹنے کا کرتا تھا - اور ابتک جو مجکو اس عرصے میں اس پیشے
سے بذریعہ ریل گاڑی اور ہر قسم کے میلوں سے ناجائز مال حاصل ہوا لالہ نتھی رام
ہنڈی وال مہاجن کے پاس جمع کراتا تھا - اور ہمارا اونکا یہہ معاہدہ تھا کہ جو کچھہ حاصل
ہو اوس میں سے چہارم لالہ جی کا اور تین حصے ہمارے وہ چہارم اسوجہہ سے لیتے تھے
کہ ہمارا نام اپنی بہی کھاتے میں زمرۂ ملازمان فرضی طور سے لکھہ رکھا تھا -
اور یہہ وعدہ تھا کہ اگر پولیس وغیرہ کا کچھہ جھگڑا ہوگا تو ہم سب بھگت لیں گے -
تم تسلی خاطر رہو مگر چہارم میں فرق نہ آوے اور تمھارے مال کو کبھی جوکھوں نہ آنے
دیں گے کسواسطے کہ وہ تو ہنڈی وال صراف تھے -
اونکی نسبت کیونکر بدگمانی ہوسکتی تھی -
چنانچہ اون کے حسب حال رام چندر مہاراج بگلا بھگت کا چال ڈھال دیکھکر اپنے بھائی
لچھمن جی سے کیا فرماتے ہیں -

اشلوک

पश्य लक्ष्मण पंपायां बकं परम धार्मिकं
शनैः शनैः पदं धत्ते प्राणिनां वध शंकया
वाल्मीकिः

ترجمہ

یعنی اے لچھمن اس پمپاپور کے تالاب کے بگلا کو دیکھہ کہ کیسا ایماندار ہے کہ ذی روحوں
کے مرنے کے خوف سے کسطرح آہستہ آہستہ اپنے پیر رکھتا ہے تاکہ کوئی جاندار
پیر کے دبکر نہ مرجاوے چنانچہ لچھمن جی مہاراج مچھلیوں کی طرف سے کیا فرماتے ہیں -

اشلوک

बक: किंस्तु यसे राम: येनाहं निष्कुलीकृत: ॥
सहवासी विजानी यात् चरित्र सहवासिन: ॥
वाल्मीकि: रामायण

ترجمہ

کہ اے مہاراجہ رام آپ اس بگلے کی کیا تعریف کرتے ہیں - اس مکار بگلے نے اسیطرح آہستہ آہستہ پیر رکھکر ہماری نسلیں معدوم کر دیں -

آپکو اسکا مفصل حال معلوم نہیں ہے کیونکہ جو جسکا ہمسایہ و صحبتی ہوتا ہے وہی اوسکی کیفیت خوب جان سکتا ہے -

اب عرصہ ایک ہفتے کا ہوا کہ مجکو ایک جگہ سے ایک جواہرات کی تھیلی ہاتھ لگی تھی میں فوراً بجنسہ اوس تھیلی کو اپنے امانت دار ساہوکار مہاجن کے پاس پہونچایا اوس جواہرات کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور تھیلی لیکر بہت احتیاط سے صندوق میں مقفل کر دی -

رات کو میں اونہیں کے مکان میں سویا - اور آرام کیا اور طرح طرح کے کھانے اور پیالہ میرے واسطے تیار ہوئے -

علی الصباح میں لالہ جی کو رام رام کرکے اپنے گھر چلا آیا -

تین روز بعد اپنا حصہ تقسیم کرنے کے واسطے لالہ جی کے پاس گیا -

لالہ جی اسبات کے سنتے ہی بڑے آگ بگولا ہونے لگے - اور اپنے نوکروں سے کہا کہ اس بدمعاش کو ہمارے مکان سے نکال دو اگر پھر آوے تو تھانہ دار کے پاس لیجا کر کہو کہ ہمارے سامنے رات کو پیالہ کرنے کو آیا کرتے ہیں - یہہ بات سنتے ہی میں نے

سے بھاگا۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا کروں۔ اگر عدالت میں فریاد کرتا ہوں تو اولٹا پکڑا جاؤنگا۔

دوسرے ساہوکار مالدار کے مقابلے میں میری کون سنیگا

میرے پاس جو کچھ کمائی تھی اوسکو سب لالہ جی ہضم کر گئے۔

کلنمہ کٹے کا بیان ختم نہیں ہوا تھا۔ کہ دغاباز صاحب بھی چونک کر اپنی سرگذشت کہنے لگے کہ میری تمام عمر اسی پیشہ عیاری و مکاری میں گذری۔ لیکن لالہ جی ہمارے بھی گرو نکلے ہماری تمام عمر کی کمائی ایک لحظے میں غڑپ کر گئے۔

میں ایک روز مع دوست صادق اپنے مکان پر بیٹھا تھا۔ لالہ جی کو میرے حال سے جو کچھہ پہلے سے واقفیت تھی بدحواس ہو کر یکایک میرے مکان پر دوڑے آئے۔ اور مجکو علیحدہ لیجاکر کان میں کہا کہ تیرے مکان پر پولیس کی دوڑ آتی ہے جو کچھہ مال و اسباب ناجائز تیرے پاس موجود ہے اوسکو جلد علیحدہ کر دے ورنہ تھوڑی دیر میں گرفتار ہو جائیگا۔ میں نے کہا کہ آپ سے زیادہ مجکو کون سنبھالیگا۔ یہہ مال آپ ہی اپنے گھر کو لیجائیے غرضکہ اوپر کے جی سے لالہ جی منع کرتے تھے آخرکار جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہنے لگے کہ اب بات چیت بہت ہوگئی جو کچھہ تجکو کرنا ہے کر

تیری خاطر سے میں ہی اس بوجھ کو اپنے سر پر لیلونگا۔

چنانچہ کل مال اون کے حوالے کر دیا۔ اور اپنے گھر لیگئے

عقب سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ نہ تو کہیں سے دوڑ آنے والی تھی اور نہ دوست تھا صرف لالہ جی کی اوستادی کا ایک اودنے سا لٹکا تھا۔

جب اون کے پاس گیا تو دیکھتے ہی کالی پیلی آنکھیں نکالنے لگے اور اپنے زنانے سے نکل جانے کا حکم دیا۔

اور کہا کہ تو زیادہ بحث و تکرار کریگا تو زنا بالجبر کے مقدمے میں دارو غہ جی سے کہکر ہتھکڑی پہنوا دیں گے۔ یا اپنے بھائی ماتادین کی کچہری میں لیجاکر تیری قید کرا دیں گے

اوس سے پوچھا گیا کہ ماتادین کو قید کے اختیارات کیونکر حاصل تھے۔

جواب دیا کہ ماتادین اس قصبے میں آنریری مجسٹریٹ ہیں۔

سوال۔ ماتادین کیا علم جانتے ہیں اور قانون سے بھی واقف ہیں یا نہیں۔

جواب۔ ماتادین پڑھے لکھے مطلق نہیں اور نہ اونکو قانون سے کچھ مس ہے کوری بجھیا کے بابا ہیں صرف اپنی عقل کے زور سے ہی کھاتہ دیکھکر مقدمے کو کر دیا کرتے ہیں۔

سوال۔ جب پڑھے لکھے نہیں تھے اور نہ قانون سے واقف تھے تو پھر کیوں کر آنریری مجسٹریٹ ہو گئے؟

جواب۔ آپ جانتے ہیں کہ خوشامد و ظاہری چاپلوسی سے ہمیشہ بشر دھوکے میں آجاتے ہیں۔

چنانچہ یہ ماتادین بھی ایسی باتوں سے ازیری مجسٹریٹ ہو گئے۔

وہ ہمیشہ اپنی دکان پر بیٹھکر آسامیوں کو دھمکایا کرتے ہیں کہ اگر سود ہماری مہینے کے مہینے نہ ادا ہوگی۔ تو قید کر دینگے۔

ہمکو لاٹ شاحب (صاحب) نے بڑا اختیار دیدیو ہے

القصہ میں ناچار ہو کر اور اپنی جان بچا کر اور سب مال و متاع کو لالہ جی کے نذر کر کے

آپکے پاس آیا ہوں آپ ہمکو مشورہ دیجیے کہ ہم لوگ اب کیا کریں۔
جس سے قوت بسری کی شکل پیدا ہو۔
میں نے اون تینوں کو بہت تسکین دی اور سمجھایا کہ دنیا میں سب انسان یکساں
نہیں ہوتے بہت سے ساہوکار اسوقت ایسے موجود ہیں کہ اونکا برتاؤ بالکل
راستی اور ایمانداری پر ہے۔
اگر تم کو ساہوکار کی ضرورت ہوگی تو اون میں سے کسی کے یہاں تمہارا کھاتہ کرا دینگے
اور تمکو کھیتی کا کام شروع کرنا چاہیے۔
کیونکہ کھیتی کے کام سے بڑھکر کوئی اور پیشہ دنیا میں عمدہ نہیں ہے۔
اگر تمھارے پاس بیل نہیں ہیں تو آریوں کے پاس سے بلا قیمت جو چاہے مقام
ہر دوار یا ڈبائی وغیرہ سے جہاں کہ بہت سے گو آزادانہ محض رفاہ عام کے واسطے
رکھی گئی ہیں دلوا دینگے۔
بشرطیکہ تم ایک اقرارنامہ مجوزہ کمیٹی گورکشنی کہ جس سے مراد ہر قسم کی حفاظت
مویشی کی متصور ہے لکھدوگے۔
لیکن اوس ساہوکار سے کہ جس نے تمھارے ساتھ تمام ناجائز کارروائیاں
کی ہیں۔ ہرگز امید مت رکھو کہ وہ کبھی تمھارے ساتھ بھلائی کریگا۔
کیونکہ نیت شاستر میں صاف لکھا ہے۔ کہ

اشلوک

सर्पः क्रूर: खल: क्रूर: सर्पात्क्रूर नर:खल: ।
मंत्रेण शाम्यते सर्प खल मंत्रेन शाम्यति ॥

ترجمہ

یعنی جیسا سانپ موذی ہے اوسیطرح بد انسان بھی موذی ہوتا ہے
لیکن بمقابلہ سانپ کے وہ زیادہ موذی ہے۔

کیونکہ سانپ بذریعہ علم قابو میں آسکتا ہے الا موذی انسان پر کسیکا قول موثر نہیں ہوتا
اصطلاحاً ساہوکار سے دراصل مراد فاہنیت ہے کہ اپنے روپیہ میں نقصان نہ آنے دے بلکہ ایمان کے ساتھ اوسمیں ترقی کرتا رہے اور مخلوق کو اوسکے ذریعے سے ہر قسم کے فوائد حاصل ہوں۔

نہ یہہ کہ ناجائز ذریعے سے عوام کا مال حاصل کرکے اپنا پیٹ بھریں
ایسے آدمیوں کی نسبت منوجی مہاراج کیا فرماتے ہیں۔

अघंस केवलम्भुंक्ते यः पचत्यात्म कारणात् ।
यज्ञ शिष्टा शनं ह्येत त्सतामन्नं विधीयते ॥

मनुस्मृतिः

ترجمہ

یعنی جو انسان اپنے ہی پیٹ کے واسطے سامان کرکے آپ ہی کھا لیتا ہو وہ گناہ ہی کھانیوالا ہے۔

اور جو انسان رفاہ عام کاموں سے بچا ہوا رزق کھاتا ہو وہی اکلِ حلال ہے
چنانچہ شیخ سعدی صاحب شیرازی بھی اس بارے میں کیا عمدہ فرما گئے ہیں شعر

نیم نانے گر خورد مرد خدا	بذلِ درویشان کند نیم دگر

حقیقت یہہ ہے کہ ایسے ہی انسان نفس پروروں کو راکھش و پاپی وغیرہ کہتے ہیں۔

نہ کرا دُنکو کہ جنکے اشکال قصّے کہانیوں کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ یعنی کسیکا گدھے کا سُنڈ کسیکا گھوڑے کا مُنہ وغیرہ وغیرہ۔

ایسے خطابات اسُر و لپساچ وغیرہ کے صرف افعال ہی کی بدولت ہر ایک کو ملتے ہیں۔ کہ جنکی مفصل شرح چرک شاستر میں کی گئی ہے۔

جو صاحب دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔

شرع محمّدی میں تو حسب قول مندرجۂ ذیل سود لینا اور دینا مثل سؤر کے حرام کیا گیا ہے۔

آیت

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

ترجمہ

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں۔ مت کھاؤ سود دونا اور خوف اللہ کا کرو۔ شاید یہی امر تمہارے واسطے موجب فلاحیت ہوگا۔

آیت

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ

ترجمہ

اور ڈرو آتش دوزخ سے وہ دوزخ واسطے کفار کے طیار کیا گیا ہے۔

حدیث

لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا فَاِنَّ اَكْلَ الرِّبٰوا مِنْ لَحْمِ الْخِنْزِیْرِ

ترجمہ

مت کھاؤ سود کو بہ تحقیق سود کا کھانا مانند گوشت سؤر کے ہے۔

اور وید مقدس میں بھی کسی جگہہ کوئی حکم صریح سود لینے کی نسبت ہماری نظر سے نہیں گذرا۔

البتہ رشی منوں نے اسکی شرح کی ہے سو وہ نہ اسقدر کہ جیسی آجکل اندھا دھند ہوری ہے۔

بقول شخصے۔ کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہو۔

دوم بلا حکم صریح وید مقدس کسی دوسرے قول کے تسلیم کرنے میں بھی تامل ہے۔

شروع عہد حکومت کمپنی میں حسب دفعات مندرجہ ذیل ایکٹ نمبر ۳۴ سنہ ۱۸۰۳ء دفعہ سوم۔

ذکر شرح سود در مقدمات قرضہ کہ بنیاد آن بعد نہم ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۳ء شدہ باشد۔

در مقدمات قرضہ کہ بنیاد آن بعد نہم نومبر سنہ ۱۸۰۳ء شدہ باشد حساب سود آن فی صد زیادہ از دوازدہ روپیہ سالانہ گرفتہ نخواہد شد خواہ زر اصل کم از یکصد روپیہ سکہ باشد خواہ زیادہ فقط

دفعہ پنجم۔ ذکر آنکہ صاحب عدالت را نمی باید کہ در باب سود زیادہ از مقدار زر اصل ڈگری نماید۔

ہرگاہ در مقدمہ قرضہ مقدار زر سود از روی شرح مندرجہ قانون ہذا مدرجہ آن کہ از مقدار زر اصل ہم زیادہ گردد صاحبان عدالت را نمی باید کہ سوای در حالت مندرجہ دفعہ یازدہم در باب سود زیادہ از مقدار زر اصل ڈگری نمایند۔

دفعہ ششم ذکر آنکہ مقدمہ قرضہ کہ بعد بست و دوم مارچ سنہ ۱۸۰۳ء بعمل آید اگر سود زیادہ از شرح مقرر ہی قرار یافتہ باشد و مدعی از روی قصد سوای از قواعد قانون نماید مقدمہ ڈسمس گردد و خرچہ عدالت از و گرفتہ شود۔

در صورت رجوع شدن مقدمہ قرضہ کہ بنیاد آن بتاریخ نہم ماہ نومبر سنہ ۱۸۰۳ء یا بعد آن شدہ

وسود آن زیاده از شرحیکه درین قانون مندرج ست مدعی آن مقدمه رسیده یا مطابق آن قرار داده بعمل آمده باشد و نیز این معنی متحقق شود که مدعی مزبور از تخفیف نمودن زر اصل یا از روی حیله و مکر مقصد ربائی خود از قواعد مندرجه قانون هذا انموده است۔

صاحبان عدالت را می باید که تجویز سود در حق مدعی ڈگری نمایند بلکه مقدمه را ڈسمس سازند و خرچه عدالت هم از مدعی بدهانند۔

دفعه نهم - ذکر آنکه در مقدمات رهن املاک غیر منقوله که بتاریخ دهم ماه نومبر سنه ۱۸۰۱ء و دهم قبل و بعد آن بعمل آمد یا نیاید سود بچه حساب دهانیده خواهد شد۔

در مقدمات رهن الملک غیر منقوله در صورتیکه قبل از تاریخ دهم ماه نومبر سنه ۱۸۰۱ء یعنی رهن بعمل آمده و مرتهن ما حصل املاک مرهونه از روی قبض و تصرف خود بر املاک مرهونه یا بوجهی دیگر یافته آمده باشد مرتهن مزبور بموجب رواج این ملک ما حصل املاک مرهونه در عوض سود زر قرضه خود تا تاریخ مزبور خواهد یافت۔

بشرط آنکه فیما بین او و در رهن املاک مزبور آنچنان قرار داده بعمل آمده باشد و بعد تاریخ مزبور یا بعد آن بعمل آمده باشد درین قانون معین ست خواهد یافت و زیاده از ان نخواهد یافت

و علی هذا القیاس سود تمسکات رهن املاک غیر منقوله که هرگاه بعد تاریخ مزبور زر اصل رهن و سود آن خواه از وجه ما حصل املاک مرهونه خواه از راهن ادا گردد و تمسک رهن باطل متصور خواهد شد۔

سود کی مقدار معین تھی کہ جسکے سبب لوگوں کو دست درازی کا موقع نہیں ملتا تھا لیکن جب سے کہ ایکٹ نمبر ۲۸ سنه ۱۸۵۵ء و قانون معاہدہ ایکٹ نمبر ۹ سنه ۱۸۷۲ء جاری ہوا

سود کی مقدار معین نہیں رہی

لہذا ہر شخص کو دست درازی کا موقع ملگیا - سودخوار مردم آزاروں کے پو بارہ ہوگئے -

دفعہ ۲ - ایکٹ ۲۸ سنہ ۱۸۵۵ء -

اگر کسی مقدمے میں سود واجب الادا ہو تو حاکم عدالت اپنے فیصلہ یا ڈگری میں سود اوسی شرح سے دلاویگا جو متعاقدین کے درمیان ٹھیرا ہو اور اگر سود کی کوئی شرح مقرر نہوئی ہو تو اوس شرح سے سود دلایا جاویگا جو حاکم عدالت کی دانست میں مناسب معلوم ہو -

دفعہ ۱۰ - ایکٹ ۹ - بابتہ سنہ ۱۸۷۲ء -

دفعہ (۹) تمام معاملات معاہدات ہیں بشرطیکہ اون اشخاص کی طرف سے برضا و رغبت بابت بدل جائز کے اور واسطے کسی غرض جائز کے کئے ہوں جو مجاز معاہدے کے

ہوں

اور از روی قانون ہذا کے صراحتہً کالعدم نہ قرار دیے گئے ہوں -

قانون ہذا کی کوئی عبارت مخل کسی قانون مجریہ برٹش انڈیا کے نہوگی - جو بعبارت صریح از روی قانون ہذا کے منسوخ نہیں کیا گیا ہے - اور جسکی رو سے کسی معاہدے کی نسبت یہ حکم ہے کہ وہ بذریعہ تحریر یا روبرو گواہوں کے عمل میں آ سکے - اور نہ مخل اوس قانون متعلقہ رجسٹری دستاویزات کے ہوگی -

ایک سال کا نقشہ تیار کرا لینے میں گورنمنٹ ہند کو معلوم ہو سکتا ہے کہ صرف تحت حکومت جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی میں کسقدر مقدمات سود

و نیز جو دعاوی ان کے دائر ہوئے۔ اور زر اصل کس قدر تھا۔ اور نالش کس قدر زر کی
کی گئی۔ اور عدالت سے ڈگریاں کس کس مقدار کی صادر ہوئیں۔

اور اون ڈگریوں کے ذریعے سے ایک سال کے اندر کس قدر جائدادیں غیر منقولہ سودی
و غیر سودی نیلام ہو کر تلف ہوئیں۔ اور معرض زوال میں آئیں۔

جس وقت جائداد غیر منقولہ زمینداروں کی نیلام ہوتی ہیں اون کے گھر بال بچوں میں
جو کہرام مچتا ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ سننے سے۔

اگر غور سے خیال کیا جائے تو ہر شخص کو معلوم ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں
فی الواقع سود خوار مہاجنوں اور بوہروں سے ایک قسم کا غدر مچا رکھا ہے اور روز بروز
جائدادیں تلف ہوتی جاتی ہیں۔ کہ جسکے سبب سے مخلوق کو ہر قسم کی تکالیف پہنچتی
ہیں۔ اور آپس میں بغض و حسد کا مادہ روز بروز ترقی پکڑتا جاتا ہے۔

یہ بات بالتحقیق اور مسلم ہے کہ ملک ہند میں سابق سے اقوام چھتری ہی راج کرتی
رہیں اسی سبب اب تک اونکا نام راجپوت چلا جاتا ہے۔

جب اون کے پاس راج نہ رہا اور صرف زمینداری رہ گئی اور اوسپر بھی اپنی نوبت
بھرتی اختیار کی

اب جبکہ زمینداری بھی نہ رہیگی تو فرمایئے کہ بالآخر وہ کیا کرینگے۔

سرکاری افواج میں اسقدر گنجائش نہیں کہ کل کو اوسمیں بھرتی کر لیا جاوے
اس اقوام کے آدمیوں کی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص مزدوری پیشہ نہیں رکھتا
اس وجہ سے کہ وہ تن آسانی پسند ہیں اور وہ دوسرے پیشے سے اسلئے کہ اونکا کام
کریں اپنی ہتک عزت سمجھتے ہیں۔ جب اون کے پاس کچھ نہ رہیگا تو مجبور ہو کر وہ لوگ

جرائم پیشہ ہوجاینگے۔
چنانچہ ہوتے جاسکتے ہیں۔ اگر اونکا انتظام نہوا تو وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ وہ لوگ مثل باغیوں کے جنگلوں میں رہنے لگیں گے۔ اور جو اون کے جی میں آویگا سو کرینگے۔ اور اوسوقت سرکار کو یقیناً اون کی روک تھام و انتظام کرنے میں سخت دشواری پیش آویگی اور بجز افسوس کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔
اور یہہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ نازک وقت کا ساتھی ہندوستان میں سوای اقوام راجپوت کے دوسرا نظر نہیں آتا۔ گو اون میں سے اسوقت گوجر یا جاٹ یا کھتری یا سکھ یا مسلمان کے نام سے معروف ہیں۔
اسیوجہہ سے ہمیشہ اس قوم کی حفاظت و خاطرداری جملہ سلاطین کرتے آئے۔ مہذا گورنمنٹ ہند پر بھی فرض ہے کہ اون کے تمام حالات کو اول دریافت کرکے ہر طرح سے اونکی دلجوئی کرے تاکہ وہ حیثیت اصلی پر ترقی کے ساتھ ہمیشہ قائم رہیں کیونکہ یہہ لوگ آزمایے ہوئی ملازم گورنمنٹ کے ہیں۔ اور دیگر اقوام سے بخلاف اون کے کسی امید کا کرنا بالکل عبث ہے۔
چونکہ اقوام راجپوت کی حالت اسوقت بالکل خطرناک ہے۔ اور امید نہیں ہے کہ خود بخود وہ سنبھلیں۔ یا اپنی کوشش میں کامیاب ہوں۔ تاوقتیکہ گورنمنٹ ہند محبت فرزندانہ کا عمل اون کے ساتھ نہ برتے۔
میں اپنے قول کی تائید میں جناب آنریبل ڈاکٹر ڈبلو ڈبلو ہنٹر صاحب بہادر کی تحریر کہ جو اونھوں نے اپنی کتاب مختصر تاریخ اہل ہند میں درج فرمائی ہے پیش کرتا ہوں۔

قوم سنتھال کا مختصر بیان

گذشتہ صدی کے اخیر تک سنتھال ارد گرد کے ملک میں رہزنی سے قوت بسری کرتے تھے۔ مگر برٹش عہد میں اونھوں نے کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا۔
اور ۱۸۳۲ء میں انگریزی افسروں نے پتھروں کے ستون بطور تودہ بندی اس غرض سے تعمیر کئے کہ اون میں اور ترائی کے دہقانوں میں دھر لیے بیڈسے کی نزاع نہو
مگر اس عرصے میں بیوپاری یہاں آداخل ہوئے۔
اور یہہ سادہ لوح پہاڑی ان کے سود کے جال میں پھنس گئے۔
چونکہ رشتہ داری کی الفت قوی تھی۔ اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کے غریب الوطن ہونا گوارا نہ کر سکے اور رفتہ رفتہ ان ہندو سود خواروں کے ایک طرح کے غلام ہو گئے۔ اور انجام کار یہہ نوبت پہونچی کہ بالعوض قرضے کے قرضخواہ انکی فصل کی پیداوار لے لیتے۔ اور اون کے لڑکے بالوں سے کام کراتے۔ اور بمشکل نام پیٹ بھر روٹی دیتے تھے۔
اگر کوئی شخص مر جاتا تو یہہ قرضہ جس سے عمر بھر چھٹکارا نتھا اوس کی اولاد کے سر پڑتا۔
کیونکہ انکی غیرت مقتضی اسکی نہیں ہوتی کہ باپ کا قرضہ بیٹا نہ ادا کرے۔
پس ایسا ہوا کہ ۱۸۴۲ء میں تین ۳ گاؤں کے باشندے جنھوں نے جنگل کاٹ کے اراضی صاف کی تھی مایوس ہوکر جنگل کو نکل بھاگے۔
اور ۱۸۵۵ء میں تیس ۳۰ ہزار سنتھال اپنے تیر و کمان سے کلکتہ کو روانہ ہوئے کہ

گورنر جنرل صاحب کو اپنی حقیقت حال سے ماہر کریں۔ ابتدائی سفر میں تو ان کے درمیان انتظام رہا مگر چونکہ فاصلہ بعید اور کھانے کو پاس نہ تھا لہذا بھوکوں کے مارے چوریاں کرنے لگے۔ اور سپر پولیس کا مقابلہ ہوا۔

غرض ایک ہفتے کے اندر سب کے سب برملا باغی ہو گئے۔ اس بغاوت کے رفع کرنے میں افسوسناک کشت و خون ہوا۔

انجام کار ان کی تکالیف کی اچھی طرح تحقیقات کی گئی۔ اور ایک سادہ طریقہ انتظام کا ایک برٹش افسر کی نگرانی میں ان کے واسطے تجویز ہوا۔

اب وہ خوش حال ہیں مگر ان کے مزاج میں اب تک ایسی وحشت اور وسواس ہے کہ نئی بات سے اندیشناک ہوتے ہیں۔

چنانچہ بعضوں نے ۱۸۸۱ء کی مردم شماری روکنے کو ہتھیار اوٹھائے تھے۔

ایک مضمون نگار نے اخبار پنجاب سے جو زمینداران پنجاب اور فرقہ ساہوکاران کے باہمی تعلقات کی نسبت ایک مضمون لکھا ہے وہ اس موقع پر دکھانا غیر مناسب نہوگا۔

نمبر اول

زمینداروں کی نادار حالت دکھانے کے لئے ہمیں کوئی نئی تفتیش کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

گورنمنٹ کی سرکاری رپورٹیں خوب زور و شور سے اون بیانات سے مملو ہیں جو وقتاً فوقتاً اونکی حالت کی طرف بہت تھوڑی سی توجہ ہونے کے باعث لوکل حاکمانہ بہم پہنچائے ہیں۔

اگرچہ گورنمنٹ اور اوسکے ملازموں کا فرض ہوتا ہے کہ وہ بچا سکے اسکے کہ صرف

گورنمنٹ کی خواہشوں کو پورا کریں۔ رعایا کی تکالیف کو بھی مدنظر رکھا کریں
مگر آجکل کی جہانداری نے عمال کو زیادہ تر اپنے مفید مطلب کاموں کے کرنے پر ایسا مجبور کر رکھا ہے کہ اونکو کبھی اپنے عہدے کے لحاظ سے بیچاروں کی مصیبتوں کو دیکھنے کی فرصت کرنا ضروری نہیں رہا۔

بہرحال یہہ نیک نیت عمال کا شکریہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ کی توجہہ کو بھی ان کی مصیبتوں کی طرف متوجہہ کر سکے۔

مصیبتوں میں سے چند ایک پیش کر سکے۔

اون تمام مصیبتوں میں سے ایک بڑی خوفناک مصیبت قرض ہے جو کبھی اون کو سر اوٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔

اور ہم نے دیکھا ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں بڑے رعنا جوانوں کی گردنیں اسی تھوڑے بوجھ سے جو روئی کی طرح دریا میں پڑنے سے زیادہ وزن دار ہوتا جاتا ہے ایسی بری طرح ٹوٹیں کہ پھر نہ تو کسی حاذق حکیم کا معالجہ ہی اونکو چنگا کر سکا۔ اور نہ کسی فاضل ڈاکٹر کی جراحی سے درست ہو سکیں۔

ہمنے تمام مہذب دنیا کا (یورپ و امریکہ) حال دیکھا اور وہاں کے قرض کی رسوم بغور تفتیش کی۔

مگر جسطرح ہندوستان میں یہہ مندرجہ بالا مثال روئی کے بورے کی طرح وزنی ہوتا جاتا ہے کہیں نہیں پایا جاتا۔

وہاں کے قرض دینے کے لیے مقررہ سود ہوتا ہے جو کبھی آٹھ آنہ فیصدی سے نہیں بڑھتا۔ اور جہاں اس سے زیادہ سود ہوا۔ سود خوار کو سوسائٹی کا آدمی خیال نہیں کرتے

اور اوسے کمینہ سمجھکر لینا جلنا چھوڑ دیتے ہیں۔

برّاعظم ہائے ایشیا و افریقہ ابھی تک مہذب نہیں سمجھے جاتے۔

مگر اون کے حالات دیکھنے سے ہمیں بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے رہنے والے اون مہذب ملکوں کی طرح ایک حالت نہیں رکھتے

افریقہ میں بجز اون چند سواحل کے ملکوں کے جہاں تجارت کا بازار ہے سود کا قاعدہ انگریزوں فرانسیسوں برطانیہ سپین ڈچ۔ اور یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے سوداگروں نے باہمی کاروبار کو ترقی دینے کے لئے جاری کیا۔

ورنہ وہاں اودھار پر کسی نے سود نہیں لیا تھا۔ اور اون کی ضروریات کو نیز اگر معرض بحث میں لایا جاسے۔ تو اون سے بھی صاف عیاں ہوتا ہے کہ کبھی اون کو ایسی سخت ضرورت نہیں پڑی ہوگی۔ کہ مجبور ہو کر کسی قدر فائدے کا لالچ دیکر روپیہ قرض لیں۔

ایشیا میں ایشیاٹک ترکی اور ایران ۲ دو سلطنتیں ہیں۔

جہاں ایک دس ۱۵ روپیہ سکہ ہندوستانی ماہوار پانے والا شخص بخوبی گذارہ کر سکتا ہے وہاں ہر چیز کے نرخ کے سستا ہونے کے باعث ایک بہت بڑے حصے ایشیاٹک ترکی اور قریب تمام سلطنت ایران میں بالکل سود پر قرض لینے کی رسم اب تک جاری نہیں ہے۔

البتہ آرمینیہ کے چھوٹے سے جو اہل تجارت ہیں باہمی تعلقات کے سبب سے کسیقدر خفیف سے سود کی رسم ایران کے شمال اور ایشیاٹک ترکی کے عین جنوب اور شمال مغرب میں جاری ہو رکھی ہے مگر ان میں مسلمان شریک نہیں ہیں

ایران کی رعایا تمام ایشیا کے براعظم بھر میں خوشحال ہے۔
اور وہاں کے اعلے سے اعلے درجے کے شریف آدمی کا گذارہ ہر فی وقت میں بخوبی ہو سکتا ہے۔
ایشیا کے اور ملکوں میں یعنی چین جاپان۔ اور روس وغیرہ کے حالات اور قسم کے ہیں۔
چین اور جاپان میں زیادہ تر تبادلے پر حصہ رکھا جاتا ہے۔
اور جاپان میں غریب مفلس آدمی کو مدد دیکر اپنا سا بنالیا جاتا ہے۔
بس ایسے ملکوں میں سود کی اگر رسم بھی ہو تو وہ مہذب دنیا سے بڑھکر ہرگز نہیں ہو سکتے۔
ہمارے خیال میں چین اور جاپان نے اس معاملے میں یورپ کے مہذب ملکوں سے زیادہ نیکنامی اسبات میں حاصل کی ہے اور وہ فخر کر سکتے ہیں کہ ہندوستان کی طرح اون کے زمیندار ہرگز مقروض نہیں ہیں۔
روس اور اون کے مقبوضات تاتار وغیرہ میں ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ معاوضہ کے لئے اجناس کام میں لایا کرتے تھے۔
اور ایک معمولی درجے کا امیر وہ سمجھا جاتا تھا جس کے پاس پچاس ہزار سے ایک لاکھ تک راس اسپان وغیرہ کا ہو۔
اور جس ملک میں سکہ بنام نہاد خان وقت کی طرف سے ہوا کرتا تھا مگر منڈی میں صرف اجناس کی خرید و فروخت پر معاوضہ دینے اور لینے کے لئے ہوا کرتی تھی۔
قرض خوار رواج اون میں بھی ایسا ہوتا تھا جس سے بمشکل سکے کہا جاتا ہے

کہ وہاں کے ہندوستان کی طرح ایک قوم صرف ساہوکاران کی تھی۔

یہہ صرف ہندوستان ہی کی بدبختی ہے کہ یہاں ایک تھوڑے عرصے میں ایک جماعت زبردست ساہوکاران کی پیدا ہو گئی جو روپیہ رکھنے کے باعث علاوہ اسکے کہ اون کی قدر و منزلت صرف زمینداران میں ہو گورمنٹ کی نظر میں مقبول نظر ہونے لگے

یہی قوم ابھی تیس برس پیشتر زمینداروں کی نوکر سمجھی جاتی تھی۔

اور اسکا مدار زیست و فروغ صرف زمینداروں کی ہستی پر سمجھا جاتا تھا۔

مگر یہی قوم آجکل ایسی ننگی ہو کہ زمینداروں بیچاروں کا سہارۂ زیست ان کی قصاب قوم کے پنجے میں ہے۔

ہم اسوقت تک کے عادات ساہوکاران کو دیکھکر بخوبی تمیز کر سکتے ہیں کہ وہ عادات جو اون میں پہلے موجود ہوا کرتے تھے بوڑھے ساہوکاروں میں اب تک موجود ہیں۔

مگر زمانے نے اون کی حالت کو بھی بہت کچھ پلٹ دیا ہے

اور بوڑھے زمینداروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اونکو اونکی پہلی حیثیت میں نہیں دیکھتے

غیر ملکوں میں ساہوکاروں کو مقروض کی خوشامد کرنی پڑتی ہے مگر یہاں مقروض بیچارے کی قرقی کرنے وقت رات کے گذارے کے لئے ساہوکار آنے تک کا چھوڑنا پسند نہیں کرتے۔

گورمنٹ نے یہہ بہت عمدہ کیا ہی کہ دیوانی میں قید کو بالکل اوٹھا دیا۔ مگر اس سے زمینداران کا فرقہ کم فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔

روپیہ کی ضرورت زمینداران کو مجبور کرتی ہے کہ وہ قرض لیں مگر سود کا بیطرح بڑھتے جانا اونکو کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا جسکے خوف سے اونکو اپنی ساری ہی عمر کے لئے

سے بے جا نقصان ہوتا پڑتا ہے۔

ہر روز سنے 'دن سکے ساہوکاروں کے مارے جانے سکے واقعات ہمیں ملتے ہیں مگر یہہ صرف سود سکے بخوف حالت میں لگائے جانے کا نتیجہ ہی ہو سکتے ہیں۔

اس سے پہلے پرچے میں ہم ایک واردات خون کا ذکر کر چکے ہیں جس سے ان کو وقوع میں آنے کی حالت بخوبی ظاہر ہوتی ہے اور ہمارے بیان کی تصدیق ہوتی ہے آیندہ نمبروں میں ہم مفصل سود کی زیادتی سے جو نقص پیدا ہوتے ہیں اور جو اوسکے تدارک ہو سکتے ہیں بحث میں لاوینگے۔

نمبر دوم

ہم پہلے بخوبی واضح طور پر لکھ چکے ہیں کہ ساہوکاروں سکے سود کی بیحد مختلف شرحوں سنے صرف زمینداروں کو تنگ ہی نہیں کر رکھا ہے بلکہ اونھیں مجبور کر کے چور۔ رہزن۔ قاتل۔ اور دھاڑ کرنیے والا فرقہ بنا دیا ہے۔

اور اب ہم یہہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایا اسکا تدارک ہو سکتا ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو وہ کونسی تجویزات ہیں۔

سب سے اول سابقہ بیان کیئے ہوئے واقعات سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب تک ایک خاص شرح سود مقرر نہ کر دیجاینگی تب تک یہہ رسم دور نہ ہو سکے گی لیکن اس تجویز پر عملدرآمد ہونے کیلیے کئی قسم کی دقتیں واقع ہونگی اور جبتک گورنمنٹ خصوصیت سے زمینداروں اور ساہوکاروں کے مابین لین دین میں سود کا پابندی نہ کریگی اسکا تدارک بہت مشکل ہے۔

دوسری تجویز یہہ ہو سکتی ہے کہ گورنمنٹ ایک وسیع بنک کھولنے کی بنیاد رکھے جسمیں
ایک مقررہ سود زمینداروں سے لیا جایا کرے۔
بنک کو کسی صورت میں نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ کیونکہ قرض لینے والے زمیندار زمین
رکھتے ہوں گے اور وہ اس تعداد مقروضہ کی کافی ضمانت ہو سکتی ہے۔
مگر بنک کو یہہ اختیار ہرگز نہیں دیا جانا چاہیئے کہ معمولی ساہوکاروں کیطرح عدم ادائگی
میں وہ زمین کو قرق کرالیا کریں
اگر یہہ تجویز کیجائیگی تو ہمیں کامل امید ہے کہ دونوں صورتوں میں بیچارے زمینداروں کا
پورا فائدہ ہو جائیگا۔
بنک یا تو گورنمنٹ قائم کرے اور یا کسی ایسی کمپنی کو اجازت دے جو ایک معقول سرمایہ
سے صوبہ دار اور کمشنری اور ضلع اور تحصیلوار تھانوں میں ہو۔
اس صورت میں ہمارے خیال میں فی تحصیل ایک لاکہہ روپیہ کے سرمایہ کی بنک کی ضرورت
ہوگی۔ جبتک سلسلہ ضلعوں اور صوبوں کے ہیڈ آفسوں سے رہا کرے۔
مگر ہمارے خیال میں اگر گورنمنٹ زمینداروں کی حالت پر رحم کہانا چاہتی ہے تو جہانتک
فری ٹریڈ کو گورنمنٹ سے تعلق ہے وہاں تک اسمیں اپنے اختیار است دخل دینا
پسند کرے۔ جو بعید از انصاف نہیں ہو سکتا۔
گورنمنٹ عدالتوں کو ہدایت کر سکتی ہے کہ زمینداروں کے لئے اس مقررہ سود کے
علاوہ فیصلہ میں ڈگری نہ دی جایا کرے۔
اسطرح سے پورا انسداد ہو سکتا ہے یہہ رعایت زمینداروں سے کرنا صرف انہی کی رعایت
ہی نہیں کرنا ہے بلکہ تمام رعایا کو اور دوسری مصیبتوں سے جو اسکے ساتھ پیدا ہوتی

میں نجات دینا ہے۔
چوری۔ واردات۔ قتل۔ رہزنی۔ اور عدالتوں میں مقدمہ بازی اگر ایسا کرنے سے بند نہو جائے تو ہمارا ذمہ۔

مگر اس سے ایک اور عمدہ تجویز ہم پیش کر سکتے ہیں جس سے گورنمنٹ اور رعایا کو اور زیادہ سہولیت ہوگی۔

پہلی تجویز کے مطابق زمینداروں کی ایک درجے تک حفاظت ہو سکتی ہے اور وہ عیاشی وغیرہ میں اپنی زمینوں کو منتقل کر سکتے ہیں۔ مگر اس سکیم سے جو اب پیش کیجاتی ہے ہر قسم کے نقصان کے خیالات تک بھی دور ہو جائیں گے۔

آجکل بعض گاؤں میں یہہ قاعدہ جاری ہے جسکو صرف وہاں کے مقدموں نے دور اندیشی کے خیال سے جاری کر رکھا ہے کہ زمین کا قبضہ کسی صورت میں منتقل نہیں ہو سکتا۔ اور قرضخواہ اوسکا فائدہ ایک عرصے تک کے لئے جس میں وہ اس زمین کے فائدے سے اپنے زر قرض کو وصول کرتا ہے رہن کر لیتا ہے اور اس عرصے کے بعد جبکہ اوسکا تمام روپیہ ادا ہو جائے اوسی زمین کو یا گرویدہ چیز کو چھوڑ دینا پڑتا ہے۔

اگرچہ اس قسم کی کارروائی سے پروپرائٹری حقوق میں دست اندازی ہوتی ہے مگر یہہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہہ زمینداران کے لئے ان کی ہمیشہ تک کی نسلوں کو قائم رکھنے کے لئے انتظام ہوتا ہے اور انکا نام مدتوں تک اسیطرح زندہ رہتا ہے اور وہ ایسی حالت سے جس میں کہ اونھوں نے تھوڑے تھوڑے زر قرضہ کی عوض اپنی جاگیریں بیچ دیں بچ سکتے ہیں

وہ کون ساہوکار ہوتا تھا جس کے پاس کبھی زمین نظر آیا کرتی تھی وہ ہمیشہ دکانداری

اور تجارت اور سود پر گذارہ کیا کرتا تہا۔ آجکل بیچارے زمیندار ونکی یہہ حالت ہے کہ وہ مجبوراً مزدور بن گئے اور ساہوکار زمیندار ہوگئے۔ ایسے انتظام میں ہمارے خیال میں ہرگز زمیندار ونکو اعتراض نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں البتہ گورنمنٹ کو ایک قاعدہ پاس کرتے وقت اسبات کا خیال کرلینا چاہئے کہ گورنمنٹ کو اونکی پرائیوٹ حقوق میں سے کوئی زیادہ اختیار غضب وغیرہ کرنیکا ہرگز حاصل نہوگا۔ اور انکے درمیاں وہی معاہدہ قایم رہیگا جو آجکل جاری ہے۔

باب ششم درمیانِ تعداد ازدواج

इहेमानिन्द्र संनुद चक्रवाके व दम्पती । प्रजयैनौ स्वस्त-
कौ विश्वमायु व्यश्नुताम ॥ वेद

خلاصہ

پرمیشر وید مقدس میں راجا کو حکم دیتا ہے کہ اے اندر یعنی راجا اپنے راج مین انسانونکو بوقت عقد نکاح یعنی بواہ ایسا حکم و صلاح دیجئے کہ جس سے کوئی عورت و مرد خلاف حکم سے عمل نہ کرسکے اور اوس حکم کو تمام اپنے راج میں مشتہر کرا دیجئے تا کہ انسان قوت جسمانی و علوم حاصل کرکے مشوہر دبیاہی یکے بادیگرے مثل چکوا چکوی کے محبت سے رہیں۔ اور یہہ ہردو اپنی اولاد سے متمتع ہوکر عمر طبعی کو پہونچیں۔

شرح۔ چکوا چکوی کی مثال پرمیشر نے اسموقع پر اس وجہ سے دی ہے تا کہ علانیہ طور سے عام کو معلوم ہوجائے کہ اونکا جوڑا ہوتا ہے اور آپس مین نہایت محبت اور اخلاق کے ساتھہ اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسیطرح تم بھی اپنا برتاؤ رکھو۔

چکوا چکوی پرند ہیں کہ جنکو سرخاب کے نام سے بھی بولتے ہیں۔

اس اصول کے خلاف جن اقوام میں ایک مرد کے واسطے ایک وقت میں ایک سے زیادہ زوجہ کرنا یا ایک عورت کے واسطے ایک سے زیادہ خاوند کرنا جایز رکھا گیا ہے۔

کیا یہہ مسئلہ قانون قدرت کے مطابق ہے اگر مطابق نہیں ہے تو انسانوں کو اس سے کیا نقصان پہونچتا ہے۔

جہاں دیکھا جاتا ہے۔ ایک مرد کے واسطے ایک عورت اور ایک عورت کے واسطے ایک خاوند کا ہونا ایک وقت میں جایز معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ اس مسئلہ کی شہادت میں بدیہی ثبوت موجود ہے۔

دیکھیے تمام بھوگول کی مردم شماری میں حساب لگانے سے عورات اور مردوں کی پیدایش برابر معلوم ہوتی ہے۔

اس پیدایش کی روسے قدرت کا صاف منشا کھل گیا۔ کہ حقیقت میں جوڑے ہی کے حساب سے حکیم مطلق نے مرد اور عورت برابر پیدا کئے ہیں۔ ورنہ ضرور کمی و بیشی ہوتی۔

دوم چرندہ و پرندہ جانوروں میں بھی جوڑا دیکھا جاتا ہے صرف چند جانوروں میں کہ جنکے جوڑے بنانے سے فی الواقع انتظام دنیوی میں نقص رہتا جوڑے کا حساب نہیں رکھا۔

مثلاً گھوڑے یا بیلوں میں بھی اگر جوڑے بنائے جاتے تو کسقدر دقتیں انسانوں کو پیش آتیں۔

ہلوں اور گاڑیوں میں چلتے وقت بیلوں یا گھوڑوں کے ساتھ کس طور سے اون کی مادیاں رہ سکتی تھیں۔

سوم جن جانوروں کا جوڑا نہیں ہے اونکا طریق و عمل بھی آزادانہ ہوتا ہے۔

شوہر بی بی کا سا تعلق یا محبت یا غیرت اونمیں نہیں ہوتی۔

پس صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ جن مخلوق میں پرماتما نے بطور شوہر و بی بی ہونے کا
تعلق معین کیا ہے اون میں جوڑے کا ہی حساب جائز و واجب رکھا ہے
خلاف اوسکے عملدرآمد موافق فطرت درست نہیں -
چہارم مصلحت عامہ وتہذیب و اخلاق وحکمت کے بھی یہہ طریقہ خلاف ہے -
بلکہ صریح دوسروں کا حق غصب کرنا ہے
جس مرد کے گھر میں ایک سے زیادہ بیبیاں ہوتی ہیں کیا اوسکا کوئی وقت چین سے گذر سکتا
ممکن نہیں ہے کہ آپس میں بیبیاں یکدل ہو کر رہ سکیں
کیونکہ مرد کا میلان طبع قدرتی طور سے بلحاظ خوبصورتی یا دیگر اطوار عورت ضرور
ایکطرف کو میل و رغبت کرتا ہے
جبکہ شوہر کا ایکطرف میلان طبع ہوا تو دوسری بی بی صاحبہ کو حسد پیدا ہوا -
حسد کے باعث طرح طرح کی نزاعیں پیدا ہوئیں -
نزاع سے مصائب کا وجود پیدا ہوا - جب مصیبتوں کا سامنا ہوا تو چین و آرام تو اوسیوقت
سلام علیک کرکے رخصت ہو گئے -
اب جسقدر اولاد کی ترقی ہوتی گئی اوسیقدر نزاعوں اور بغض کو زور ہوتا گیا کہ جو
آئندہ اونکی اولاد کے واسطے محض افلاس اور بے توقیری کا باعث ہوگا -
جب انتقال ہوا تو بسبب نا اتفاقی کے اوس اولاد نے اونکی کریا کرم میں بھی کوتاہی کی
اور حسب مناسب نہیں کیا گیا جیسا کہ مذہبًا جائز و درست ہے -
اس حساب سے دین و دنیا دونوں میں خرابی پیدا ہو گئی -
عیار لوگ جو مثل گدھ و کوا و چیل وغیرہ کے منتظر وقت رہتے ہیں تشریف لائے اور اونکی

اولاد و بیوگان کو وہ بربادی بخش مشورے دیے گئے کہ جن کے ذریعہ سے اونکی روزی کا دروازہ کشادہ ہو۔

اوّل تو عدالت میں سے اولیے اور وکیل مختاروں کے پھندے میں لیجاکر پہنسا دیا۔

اب لیجیے نہ عدالت اونکا پیچھا چھوڑتی ہے اور نہ وہ عدالت کا۔

جب تک کہ تو نبادہ لنگوٹی باقی نہ بچا لے۔

کیونکہ عدالت کی لڑائی کی امید حقیقت میں جوے کی سی ہوتی ہے۔ جیسے جواری کو ہر داؤ پر امید ہوتی ہے کہ شاید اب کی مرتبہ سیر اداؤ آجا لے۔

آخر الامر جواریوں کا کل مال نال والے کا ہوجاتا ہے اسیطرح موکلوں کا کل مال وکیل اور مختار اور عدالت کا ہوجاتا ہے۔

ایک اڈیٹر نے لکھا ہے کہ مقدمہ بازی کے مصارف کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جنھوں نے کوئی مقدمہ کبھی لڑا ہے۔

پانچ روپیہ کے مقدمے میں پانسو روپیہ بلکہ پانچ ہزار تک پانی پڑجاتا ہے۔

بہت سے مقدمات ایسے ہوتے ہیں جنکا سلسلہ صرف باتوں باتوں میں بڑھ جاتا ہے اور اوسمیں نئی شاخیں پھوٹتی ہیں اور تازہ تازہ پھول پھل آتے ہیں۔

وکلا اور مختار ایسی اشتعالکیں دیتے ہیں کہ انسان گھر پھونککر مقدمے میں لگا دیتا ہے اور فتح ہو یا شکست لیکن کچہری سے خالی ہاتھوں آتا ہے

کچہری کا جانا شامت کا آجانا ہے۔ وکلا تو انکو اپنے فوائد کیواسطے لڑاتے ہیں مگر ہم نہیں جانتے کہ ہم کیوں لڑتے ہیں۔

جب مذکورہ لغویات میں یا دیگر خرافات میں فضول اخراجات کی بدولت قرض کی نوبت

پڑتی ہے تو مہاجنون کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔
ابتدا مین مہاجن اپنے مقتضائے ذاتی کی خواہش سے نہایت ہی ملایم باتین کرتا ہے
بازار کی عورتون کی۔ کچہری کے وکیلون کی۔ سود خوار مہاجنون کی ابتدا فرح بخش ہے
اور انتہا فساد کی بنیاد۔ کہ انسان جیسے غرض نے مجنون بنا دیا ہی قرض لینے کو ایک ل لگی
جانتا ہے۔ اور سود کو ایک بے حقیقت شئے تصور کرتا ہے۔
اور انگریزی قانون نے سود کیواسطے کوئی حد معین نہین کی ہے۔
پھر یہہ بہی مہاجن کو اختیار رہے کہ راس المال پر سود لے یا سود پر سود لے اور جہان تک
چاہے لے۔
جسکا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ ادا کرنیکے وقت سود کی رقم کا حساب کرنے پر مدیون کے چھکے
چھوٹ جاتے ہین۔
وکلا مشورہ اصل قرضے کے ہضم کرنے کا دیتے ہین۔
مقدمہ دایر ہوتا ہے۔ کمتر تو مدیون بری ہو جاتا ہے اور بیشتر ڈگری ہوتی ہے۔
لیکن خفیہ مصارف اور فریقین کی کورٹ فیس کی بدولت مدیون کا ایک ہی ڈگری مین
دیوالہ نکلجاتا ہے اور فیمابین سخت طور کی رنجشیں قایم ہو جاتی ہین۔
تہذیب و اخلاق کی وہ مٹی پلید کہ معاذ اللہ منہا۔
آپ کے سوئی مغز ایک بی بی کے ہاتھ مین انگرکھے کا دامن دوسری کے منہ مین
پائجامہ کا کمر تیسری کے قبضہ مین۔ ٹاٹا بانی کسے کے ہاتھ مین۔
اب شوہر صاحب اپنے کرم کو پیٹ رہے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ہاے مین نے ایسا کیون کیا
کہ جسکا یہہ انجام ہوا۔ شور و غل سنکر ہمسایہ کے لوگ بھاگے آتے ہین جون تون بیچارے

کی جاں اون بلیوں سے چھوڑاتے ہیں۔

روایت ہے کہ کسی شخص نے کسی سے مشورہ طلب کیا کہ فلاں شخص سے میری دشمنی ہے اوسکو نقصان کیونکر پہونچ سکتا ہے۔

دوست نے نہایت معقول مشورہ دیا کہ جسطرح ممکن ہوسکے اوس دشمن کی دوسری یا تیسری شادی کا بندوبست کرادو۔

اس سے بڑھ کر دنیا میں اورکوئی عذاب انساں کے واسطے نہیں ہوسکتا۔

باوجود مشاہدہ شب وروز کے پھر بھی انساں باز نہیں آتے۔

علاوہ ان باتوں کے جب وہ چند بیبیوں کے درمیاں بیٹھتے ہیں کیا بھلے معلوم ہوتے ہیں آیا۔ اوسوقت کی شوبھا اپنی شاں کو انساں کا کام نہیں جو کہ بیاں کرسکے۔

اون کو جو کیفیت حاصل ہوتا ہے اوس کو کراماً کاتبیں ہی خوب جانتے ہوں گے۔

چونکہ تندرستی وعقل کا مدار منی کی صفائی اور اوسکے استحکام وقیام پر منحصر ہے کہ جسکے سبب سے حرارت غریزی جوکہ باعث زندگی ہے ترقی پر رہتی ہے۔

حرارتِ غریزی کے کم ہوجانیسے تمام اعضا اپنے اپنے کام میں مجہول وسست ہوجاتے ہیں۔

اوراس امرمیں اطبا متفق علیہ ہیں کہ حدِ اعتدال سے منی کا خارج ہونا موجب ہلاکت ہے۔ لہذا اوسکا اخراج بلا اشد ضرورت اور وقت مناسب کے کسی حال میں جائز و روا نہیں رکھا گیا۔

چنانچہ حکمائے حاذقیں کے اقوال بثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

حکیم بقراط کا قول ہے کہ ایک سال میں ایکمرتبہ جماع کرنا موجب تندرستی ہے۔

حکیم جالینوس کا سقولہ ہے کہ چھہ ماہ میں ایک مرتبہ-
حکیم اندلو ماجس نے کہا ہے کہ ہر فصل میں سوائے خریف کے ایکمرتبہ-
نقل ہے کہ بعض حکمانے اپنی تمام سوانح عمری میں ایکمرتبہ سے زیادہ جماع نہیں کیا-
اور ایکمرتبہ کے جماع کرنے سے بھی ضعف عقل کا زائل ہوجانا ثابت کیا ہے-
اب جن اصحاب کی بہت سی بیبیاں ہیں وہ موافق اقوال حکما کے کہانتک پابند ہو سکتے ہیں-
اگر ایکسال کے حکم پر عمل کیا جائے اور تین بیبیاں ہوں- تو اوس میں سے ایک بی بی کی نوبت ہم بستری تین سال کے بعد پہونچے گی-
الغرض چند زوجگان کی موجودگی میں کسی قاعدے کا پابند ہونا ایک امر محال ہے
ایسی صورت میں انسان ہرگز حفاظت اوس جوہر اعلےٰ کی نہیں کرسکتا-
بحالت عدم حفاظت منی کے عقل و تندرستی کا قائم رہنا کیونکر ممکن ہے-
جب عقل و تندرستی دونوں میں فتور ہوا تو انتظام دینی و دنیوی میں بھی فتور ہوگا-
اب بجز اسکے کہ اونکو ہر وقت مصیبتوں کا سامنا رہے صحت مزاجی و دنیاوی حظ خواب و خیال-
علاوہ اسکے مثل ملک عرب ایک قسم کی ہندوستان میں بھی بردہ فروشی در پردہ ہوتی ہے
اور اوسکا حال ابھی تک گورنمنٹ کو معلوم نہیں-
البتہ اسقدر فرق ضرور ہے کہ ملک عرب میں بازار سے خرید و فروخت عورات کی ہوتی ہے- اور یہاں مکانوں سے- مگر غرض اور مقصود دونوں کا یکساں ہے-

عموماً اوس ملک کے جو متمول اور نفس پرور صاحب ہیں کہ جنکو دنیا کا خیال زیادہ رہتا
وہ ہمیشہ ایسا کرتے ہیں کہ بالغ و نابالغ لڑکیوں کو اون کے ماں باپ سے حسب قرار داد
باہمی روپیہ دیکر خرید کرتے رہتے
اور بلا نکاح یا بجانور اپنے گھر لے آتے ہیں
اگر ضرورت ہوئی تو حسب رواج عقد نکاح یا بجانور کا عمل کیا گیا
ورنہ معمولی طور سے اپنے تصرف میں لے آتے
اس طریقے اور عمل کا نام ڈولا رکھا گیا ہے کہ جو صریح بردہ فروشی ہے
اب اس عمل کے رائج رہنے سے غریب لوگ کیونکر کامیاب ہو سکتے ہیں
امیروں کو اختیار ہے کہ چاہے وہ بزور زر پچاس سو عورتیں خرید کر لیں
حالانکہ بموجب قانون منو لڑکی کے ذریعہ سے زر حاصل کرنا قطعی ممنوع ہے

اشلوک منو سمرتی ادھیائے ۳ نمبر ۵۱ و ۵۲

न कंन्या याःपिता विद्वान् । गृहणी या च्छुल्कमराव-
पि ॥ गृहरान् शुल्कं हि लोभेन । स्यान्नो राज्यत्य वि-
क्रयी ॥ स्त्री धनानि तुये लोभा दुपजीवन्ति बा-
न्धवा: ॥ नारियानानि वस्त्रंवा तेयापा यान्त्य
धोगतिम् ॥

(۱) یعنی لڑکی کا باپ لڑکی کو دے کے اوسکے پتی یا پتی کے باپ وغیرہ سے مطلقاً نذر حاصل نہ کرے
اور جو ایسا کرتا ہے وہ اولاد کا بیچنے والا کہاتا ہے۔

(۲) عورت کے دھن کو حاصل کرنے واسطے خواہ از قسم سواری ہو یا پارچہ وغیرہ وہ لوگ
یعنی دوزخ میں جاتے ہیں

ضلع دیرہ دون و منصوری وغیرہ خاص خاص پہاڑی قوموں میں یہہ دستور رائج ہے کہ اگر
چار حقیقی بھائی ہیں تو اون چاروں کے واسطے ایک ہی عورت کافی ہے
گویا وہ چاروں کی منکوحہ بی بی ہے
ہر ایک کے واسطے باریاں مقرر ہو جاتی ہیں۔

اب غور کا مقام ہے کہ کیا یہہ فعل انسانی ہے ایسے موقعہ پر تو جانوروں میں بھی غیرت
دیکھی جاتی ہے۔

ایسے بیحیا و بے تہذیب و بداخلاق انسان بھی دنیا میں رہتے ہیں۔ اور انسان کہلاتے ہیں۔
حالانکہ اونکے افعال وحشی جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

جب کوئی شخص اونکو ہدایت کرتا ہے تو وہ اوسکے جواب میں رانی دروپدی کی نظیر
پیش کرتے ہیں۔

اور یہہ نہیں جانتے کہ کوروں اور پانڈوں کا ستیاناس صرف رانی دروپدی کے
سبب ہوا۔

یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب انسان کے نیک یا بد افعال جمع ہو جاتے ہیں اونکا وجود
خود بخود قدرتی طور سے آپ اپنا سامان مہیا کر لیتا ہے
آخر کرموں کے بھوگ سے کسی حال میں کوئی متنفس نہیں بچ سکتا۔ ورنہ خیال تو فرمائیے

کہ ایسے دوران پرشون کی عقل پر کہ جو علم و ہنر و شجاعت و انتظام مملکت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے ایسا غفلت کا پردہ پڑ جاتا کہ جنہوں نے خلاف اصول وید و شاستر اپنی رانی دروپدی کو جوئے میں ہار دیا۔

کیا راجہ درجودھن ایسا نادان تھا کہ جس نے دروپدی کی عصمت کا مطلق خیال نہ کر کے سر دربار اوسکو بے آبرو کیا۔

کہ جو یہ بات اوسکو ہرگز شایان نہیں تھا۔

کیا سری کرشن چندر مہاراج کہ جو فریقین سے قرابت دار تھے خاموشی اختیار کر کے اشتعال جنگ دیتے۔

کیا وہ صلح بجبر کرانے میں مجبور تھے۔

لیکن وہان تو موافق اقبال ستیاناس ہونا نوشتۂ قسمت ہو چکا تھا اوسکو کون روک سکتا تھا۔

بقول شخصے کردنی خویش آمدنی پیش۔

اشلوک منوسمرتی۔

धर्म एव हतो हन्ति धर्मो रक्षति रक्षितः

तस्मात् धर्मो न हन्तव्यो मा नो धर्मो हतो वधीत्॥

ترجمہ

یعنی جو شخص ایمان کو مارتا ہے اوسکو وہی ایمان لوٹکر مارتا و بچاتا ہے اسواسطے ایمانکو

کبھی نہیں مارنا چاہیے تاکہ ایمان اوسکو نہ مارے۔
اب جسقدر انسان دنیا میں گوارے رہتے ہیں کہ جنکے حقوق کو دوسرے اشخاص تلف
کرکے غصب کرتے ہیں۔ وہ غاصب لوگ کیونکر گنہگار نہیں۔
اور ایسا فعل کیوں کر داخلِ انصاف ہوسکتا ہے۔
اسلیے رواج نامعقول خلافِ اصول کی اصلاح بلا غور و توجہ گورنمنٹ ہند کے دشوار
معلوم ہوتی ہے۔ اور بہت کم امید ہے کہ خود بخود ہم لوگ خوابِ غفلت سے بیدار ہوں۔
اور اصلیت کی طرف اپنے تئیں رجوع کریں۔

باب ہشتم دربیان عقد ثانی و نیوگ

سوال - (۱) بواہ کے کیا معنی ہیں۔

(ب) کس عمر میں شاستر آجائز و درست مانا گیا ہے۔

(ج) عورت اور مرد کب تک نابالغ رہتے ہیں۔

(د) نیز بواہ یعنی نکاح ثانی کس حالت میں جائز ہے۔

(ہ) نیوگ کس صورت میں ہو سکتا ہے۔

رانڈ کے ساتھ رنڈوے کا عقد ہونا درست ہے یا کہ بلا لحاظ و قید اس امر کے جائز ہو سکتا ہے۔

جواب - (۱) بواہ کے لفظی معنی دراصل جائز طور سے عورت اور مرد دونوں کا ہم بستر ہونا ہے۔

(ب)

पंचविंशे ततो वर्षे पुमान् नारीतु षोडशे ॥
समत्वागत वीर्यौ तौ जानीयात्कुशलो ॥
भिषक् ॥१॥ सुश्रुत आयुर्वेद

ترجمہ

یعنی ۲۵ برس کے لڑکے اور ۱۶ برس کی لڑکی کی قوت جسمانی شادی ہونے کے قابل ہوتی ہے
اس واسطے قبل بلوغیت لڑکی یا لڑکے کی شادی ہونا مناسب نہیں ہے بعد بلوغیت درست ہے

ج

आषोड़शाद्भवेद्बाला यौवनाऽऽत्रिंशतोमता।
पञ्च पञ्चाशिका प्रौढ़ा प्रगल्भाचततः परम्॥ वैद्यक

ترجمہ

یعنی ۱۶ برس کی عمر سے پہلے لڑکی نابالغ شمار کی جاتی ہے۔
اور ۱۶ برس سے لیکر ۳۰ برس تک جوان العمر اور ۳۰ برس سے ۵۵ برس
تک اوسط۔ بعدہٗ ضعیفہ کہلاتی ہے۔

तत्रावस्था शरीरस्य वृद्धिर्यौवनं संपूर्णता किंचित्
परिहाणिश्चेति॥ तत्र षोड़श्या वृद्धिः। आपंच विंशतेर्यौ.
वना आचत्वारिंशं शतः संपूर्णता ततः किंचित् परिहा
णिश्चेति॥१॥ चरक आयुर्वेद॥

ترجمہ

یعنی ۱۶ برس تک ترقی و افزایش جسم مرد کی ہوتی ہے
اور ۱۶ سے ۲۵ تک عضو پختہ ہوتے ہیں۔ اور ۲۵ سے ۴۰ تک جوان۔
۴۰ برس کے بعد بتدریج تنزل شروع ہوجاتا ہے۔
اسواسطے بالغ ہونے کے بعد بیاہ کا ہونا جائز ہے ::

بواہ میں باہم عورت اور مرد کے قول و قرار ہوتے ہیں۔
اور وہ قول و قرار سن بلوغیت کے پہونچنے پر جائز ہو سکتے ہیں۔
حالتِ نابالغیت کے قول و قرار شاستراً ہرگز جائز نہیں۔
اور جو انسان ایسا کرتے ہیں اون کو یہ سمجھنا چاہیے کہ حقیقت میں وہ بواہ ہی نہیں ہوا۔ اور بغیر بواہ کے ہم بستر ہونے کی نسبت جو شاستروں میں بیان کیا گیا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس میں وید کا پرمان ہے۔ یعنی قول و قرار کی نسبت۔

गृभ्णामि ते सौभगत्वाय हस्तं मया पत्या जरदष्टिर्यथासः।
भगो अर्यमा सविता पुरन्धिर्मह्यं त्वादुर्गार्हपत्याय देवाः॥

ऋ॰ मं॰ १० सू॰ ८५ मं॰ ३६॥ अमोहमस्मि सा त्वं सा त्वमस्यमोऽहम्। सामाहमस्मि ऋक् त्वं द्यौरहं पृथिवी त्वम्। ताविह संवहावहै सहरेतो दधावहै। प्रजां प्रजनयावहै। पुत्रान् विन्दावहै बहून्। ते सन्तु जरदष्टयः संप्रियौ रोचिष्णू सुमनस्यमानौ। पश्येम शरदः शतं शृणुयाम शरदः शतम्॥
यजुर्वेद॥

خلاصہ

یعنی خاوند کہتا ہے کہ اے بی بی نیک بخت ہونے کے واسطے میں تیرے ہاتھ کو پکڑتا ہوں
جس سے تو میرے ساتھ ضعیفی تک رہے میرے ہاتھ پکڑنے کا یہ مطلب ہے

یا دل ہمیشہ تجھکو مجھے واسطے انتظام و سرانجام دینی و دنیوی کے دینا ہے
یہ محض شناس ہوں اسیطرح تو بھی - میں شام وید کے موافق ہوں اور تو رگ وید
کے موافق -

میں سورج کی مانند اور تو زمین کی مانند ہے -

اسواسطے ہم بیاہ کرکے اولاد کے ذریعے کا استعمال کریں اور اولاد پیدا کریں
اور وہ اولاد ہماری عمر طبعی کو پہنچے -

ہم دونوں آپس میں ایک قالب ہو کر دنیا میں نیک روشنی کرتے ہوئے سو برس
تک دیکھیں اور جئیں اور سنیں

یعنی کل حواس ظاہری و باطنی ہمارے ۱۰۰ برس تک درست رہیں

अन्न पाशेन मणिना प्राण सूत्रेण पृश्निना ॥
बध्नामि सत्य ग्रन्थिना मनश्च हृदयं च ते ॥ १
यदे तद्धृदयं तव तदस्तु हृदयं मम ॥ यदिदं हृ
दयं मम तदस्तु हृदयं तव ॥ २ ॥ यजुर्वेद

خلاصہ

یعنی اے بی بی یا اے خاوند جیسے ان کے ساتھ پران اور پران کے ساتھ ان -
اور ان اور پران کی آکاش کے ساتھ نسبت ہے - اسیطرح تیرے ہردیہ اور من
اور چت کو راستی کی گرہ سے باندھتی یا باندھتا ہوں -

(۲) یعنی اے خاوند یا اے بی بی جو یہ تیرا آتما یا حواس باطنی ہے وہ میری آتما و حواس باطنی کے برابر پیارے ہوں۔

اور میرا جو آتما پران اور من ہے سو تیرے آتما۔ پران اور من کے برابر ہمیشہ پیارے رہیں۔

سوال۔ کاشی ناتھ جی نے جو اپنی کتاب بشگھر بودھ میں حسب اشلوک مندرجہ ذیل لڑکی کی عمر شادی کے واسطے لکھی ہے کیا وہ غلط ہے۔ اور غلط تھی تو اسکا رواج تمام آریاورت میں کیوں ہو گیا۔

جواب۔ اوّل آپ یہ تو فرمایئے کہ کاشی ناتھ جی کوئی رشی تھے یا منی یا کہ دوسرے خدا تھے کہ جنکا قول پہلے خدا کے قول کی تردید یا ترمیم کرتا ہے۔

سلف سے آجتک جسقدر رشی منی ہوئے کسی نے خلافِ اصول وید مقدس ہرگز اپنا قدم باہر نہیں رکھا۔

اور نہ وید کے خلاف کسیکا قول قابلِ تسلیم و جائز ہو سکتا ہے۔

اسمیں برہان موجود ہے جیسا کہ اشلوک مندرجہ باب اوّل سے واضح ہے۔

اگر بفرضِ محال کاشی ناتھ جی کا قول قابلِ تسلیم ہو جاوے تو یہ سلسلہ آیندہ کے واسطے غیر محدود ہو جاویگا۔

کیونکہ ہر شخص کو اختیار ہوگا کہ جو باتیں اسکی سمجھ میں آئے جائز قرار دے۔

جب کاشی ناتھ جی کا قول جائز ٹھیر گیا تو اونکا کیوں نہ جائز خیال کیا جاویگا۔

یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ انسانی قول میں ہمیشہ غلطیاں واقع ہوتی ہیں۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ کاشی ناتھ صاحب نے لڑکی کی عمر کا تعین تو کر دیا لیکن لڑکے

کی عمر کا تعین بالکل نہیں کیا۔

بقول شخصے۔ دروغگو را حافظہ نباشد۔

یہہ کاشی ناتھ صاحب کے قول کی برکتیں ہیں کہ اس آریا ورت یعنی ہندوستان میں صدہا خرابیاں پیدا ہوگئیں۔

یہاں تک ناانصافی وظلم کا بازار کھل گیا کہ سات برس کی لڑکی محض معصوم بچہ نابالغہ کے ساتھ اسّی برس کے بوڈھے کا بیاہ ہونے لگا۔

انھیں کاشی ناتھ جی کی بدولت علم وعقل آریاورت سے غارت ہوگئی۔

اور ہرجا جہالت وخباثت وبیحیائی وزناکاری کا بازار کھل گیا۔

کاشی ناتھ جی ایک معمولی عسلم کا آدمی تھا۔

کہ جسکو پیدا ہوسے تخمینا قریب ۱۰۰ زمانہ منقضی ہوا۔

اونھوں نے اپنی کتاب مصنفہ کے ذریعے سے اب تک بیشمار آدمیوں کے گناہ کا ثواب اپنی روح کے واسطے حاصل کیا۔

بظاہر کوئی امّید معلوم نہیں ہوتی کہ ایسے آدمی مہاپرلے سے پہلے دوزخ سے نکل آویں کہ جن کے ذریعے سے بیشمار مخلوق کو ایذا رسانی ہوئی۔

اور یہہ بات بھی غلط ہے کہ تمام آریاورت میں پنڈت کاشی ناتھ کی کتاب شیگھر بودھ کا رواج ہوگیا ہے۔

بلکہ کشمیر وپنجاب وشمالی ہند ونیپال وبنگال میں اب تک رائج نہیں ہوا بجائے دوادوہ بالا تیہد وحسکم کاشی ناتھ جی کے برابر شادیاں ہوتی ہیں

کاشی ناتھ جی صاحب کے اشلوک کا مضمون بھی سُن لیجیے

अष्टवर्षा भवेत् गौरी नव वर्षा च रोहिणी
दश वर्षा भवेत् कन्या तत ऊर्ध्वं रजस्वला १
माता चैव पिता चैव ज्येष्ठो भ्राता तथैव च
त्रयस्ते नरकं यान्ति दृष्ट्वा कन्यां रजस्वलाम् ॥२
शीघ्रबोध १ अ०

ترجمہ

یعنی آٹھ برس کی لڑکی گوری۔ اور نو برس کی روہنی۔
اور دس برس کی کنیاں کہلاتی ہے۔
اوسکے بعد رجوسلا یعنی (حائضہ) کہلاتی ہے
اسواسطے گوری۔ روہنی کنیاں۔ ان تینوں میں سے بیاہ ہونا جائز ہے۔
ورنہ لڑکی کے ماباپ اور بڑے بھائی رجوسلا کو دیکھ کر دوزخ میں جاتے
ہیں۔
و۔ نکاح ثانی اوس لڑکے یا لڑکی کا جائز ہے کہ جسکی نوبت اپنے خاوند یا
بی بی کی ہم بستری کی نہ پہونچی ہو
اس میں یہ پرمان ہے

उद्वाहिता पिता कन्या न चेत्सम्प्राप्त मैथुना
पुनः संस्कार मर्हति यथा कन्या तथैव सा ॥१॥

नारद स्मृतिः

ترجمہ

یعنی بیاہی ہوئی لڑکی جو اپنے خاوند کے ساتھ ہم بستر نہیں ہوئی وہ نکاح ثانی کے قابل ہے۔
کیونکہ جیسی کواری لڑکی ہوتی ہے مثل اوس کے وہ لڑکی بھی ہے

اشلوک دیگر

सा चेदक्षतयोनिस्यात् गतप्रत्यागतापि वा
पौनर्भवेन भर्त्रा सा पुनः संस्कारमर्हति ॥१॥ मनुः

ترجمہ

یعنی جس عورت کو کہ خاوند نے کسی خاص وجہ سے طلاق دی ہو
یا عورت نے مرد کو چھوڑ دیا ہو
یا اون میں سے کوئی مر گیا ہو
اور اون کی نوبت ہم بستری کی نہ پہنچی ہو

تو ایسی لڑکی یا لڑکے کے ساتھ جیسی کہ اوپر تعریف ہو چکی ہے بیواہ ہونے کا نام نکاح ثانی ہے۔

شرح۔ نکاحِ ثانی اون لڑکوں یا لڑکیوں کا ہو سکتا ہے کہ جو ہم بستر نہیں ہوئے ہیں۔

اگر حسب اتفاق شادی کے بعد ہم بستری سے قبل کہ جو چوتھا روز مقرر کیا گیا ہے دونوں میں سے کسیکا انتقال ہو جاوے تو ایسی صورت میں یہی سمجھا جائیگا کہ حقیقت میں بیواہ ہی نہیں ہوا۔

चतुर्थी होम मंत्रेण त्वङ् मांस हृदयेन्द्रियैः ।
भर्त्रा संयुज्यते पत्नी तद्गोत्रा तेन सा भवेत् ॥४॥
बृहस्पति स्मृतिः

ترجمہ

یعنی شادی کے بعد چوتھے روز ہم بستر ہونے کا حکم ہے۔

اور عورت جب تک اپنے خاوند کے ساتھ ہم بستر نہو اوس وقت تک خاوند کے گوتر میں شامل نہیں ہو سکتی۔

اس اشلوک کے مضمون سے صاف طور پر ثابت ہے کہ دراصل ہم بستری ہی کا نام شادی ہے۔

۵ - رگ وید میں پرمیشر حکم دیتا ہے کہ

उदीर्ष्व नार्यभि जीवलोकं गतासुमेतमुप शेष एहि। हस्तग्राभस्य दिधिषोस्तवेदं पत्युर्जनित्वमभि सं बभूथ ॥ ऋ० मं० १०
अ० २ सू० १८ मं० ८ ॥

خلاصہ

اے استری یعنی بیوہ اس دنیا میں اگر تیری خواہش ہو تو دوسرے مرد کہ جسکی زوجہ مرگئی ہو اوس کے ساتھ نیوگ کرکے اولاد کو پیدا کر

نہیں تو اپنے نفس پر قادر ہو کر لڑکیوں کو پڑھایا کر۔

اور جو نیوگ کرنا چاہتی ہے تو جب تک کہ موت نہ آئے اوس وقت تک ایشر کی عبادت کر اور سچ باتوں کو اختیار کرکے جو تیرے ساتھ نیوگ کرنیوالا انسان ہے اوسکی خدمت کر اور وہ تیری خدمت کرے۔

اور جو اولاد پیدا ہو وہ اگر تیرے واسطے حاصل ہونے میں قرار پائی ہو تو تیری ہو۔

اور اگر مرد کے واسطے قرار پائی ہے تو وہ اولاد اوسکی ہو۔

بعد اولاد پیدا ہونے کے علٰحدہ ہو کر اپنی زندگی آرام اور چین سے بسر کرو۔

تشریح

قدرتی طور سے یہ امر ثابت ہے کہ جسقدر باکرہ لڑکیاں رنڈوے مردوں کو دیدی جاوینگی۔ اوسیقدر کوارے لڑکوں کا حق تلف ہو جاویگا۔

اور بیوہ نیوگ سے محروم رہیں گی۔
کیونکہ بیوہ عورتوں کے ساتھ پھر رنڈوے کیوں نیوگ قبول کریں گے
جب کہ اونکو باکرہ موجود ہوں گی۔
اسواسطے قدرت کاملہ نے یہ انتظام نہایت مناسب انصافاً معین فرمایا
ہے کہ کوارے (لڑکا) کے ساتھ کواری لڑکی کا بیاہ ہو۔
اور بیوہ عورت کے ساتھ رنڈوے کا نیوگ کیا جاوے۔
اگر ایسا انتظام نہوتا تو احکام الٰہی میں صدہا نقائص پیدا ہوجاتے۔
اور ایسے احکام کا اطلاق کسی طرح پروردگار کی طرف نہیں ہوتا۔
بیوہ عورت اور رنڈوے کا نیوگ ہوتا ہے۔
اوسکو پھر بیاہ نہیں کہتے۔
بیاہ اور نکاح ثانی اور نیوگ کے قواعد اس باب میں کہ کس کس کے ساتھ
نیوگ ہوسکتا ہے۔ اور کسوقت تک قائم رہ سکتا ہے ستیارتھ پرکاش مصنفہ
مہرشی شری سوامی دیانند سرسوتی جی مہاراج میں مشرح ہیں۔
جن اصحاب کو ضرورت ہو ملاحظہ فرماویں۔
اگرچہ بمقتضاء دفعہ ۱۱ قانون معاہدہ مجریہ ہند ایکٹ نمبر ۹ ۱۸۷۲ء بنسبت جوازی و
ناجوازی معاہدات باہمی کے نافذ ہے۔
لیکن درباب ازدواج وہ موثر نہیں۔
دفعہ ۱۱۔ ہر ایسا شخص مجاز معاہدے کا ہے جو مطابق اوس آئین کے جسکا
وہ تابع ہے عمر بلوغ پہونچ گیا ہو۔

اور صحت نفس اور ثبات عقل رکھتا ہو۔

اور ازروی کسی آئین کے جسکا وہ تابع ہے ناقابل معاہدہ نہو۔

اب دیکھنا چاہیے کہ وید کے ماننے والے احکام وید کے تابع ہیں۔

اور اوسکی اطاعت اونپر فرض ہے یا کہ کاشی ناتھ کی کتاب شیگھر بودھ کی

کہ جسکو قانون فطرت کی ہوا بھی نہیں لگی۔

افسوس کی بات ہے کہ معاملہ ازدواج جو تا زیست انسانی معاہدہ ہے۔

حالت نابالغی کا جائز رکھا جاوے۔

اور ایک ادنے معاہدہ حالت نابالغی کا کہ جو کسی شئے کی بابت کیا گیا ہو ناجائز

قرار دیا جاوے۔

یہاں پر وہ ہی مثل صادق آتی ہے کہ اشرفیاں لٹیں اور کوئلوں پر چاپ لگائی

جاوے۔

سوال

نمبر ۱۔ خاندان کی خاندان میں شادیاں ہونا باعث بہبودی و ترقی انسانوں کا ہے

یا کہ دوسرے خاندان میں۔

نمبر ۲۔ شاستر اور شرع کا اس باب میں کیا حکم ہے۔

(۱) چونکہ سالہا سال کے تجربہ سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ ایک کھیت کا

پیدا شدہ غلہ جبکہ علی التواتر چند سال اوسی کھیت میں بویا گیا تو ہر سال اوسکی پیداوار

اور اصلی حیثیت میں فرق اور کمی دیکھی گئی۔

اور جب کہ دیگر جگہ کی پیداوار اجناس کی اوسی کھیت میں اوسی حیثیت سے تخم ریزی

کی گئی۔ تو نہایت عمدگی کے ساتھ اوسی کھیت میں کثرت سے پیداوار ہوا۔
علی ہذا خاندان انسانوں کی حالت بھی ایک ایسی ہی صورت رکھتی ہے۔
لہذا خاندان کی خاندان میں شادیاں ہونا کسی طرح موجب فلاحیت انسانوں کا معلوم نہیں ہوتا۔

سوال جناب آنریبل سر سید احمد خان صاحب بہادر کی سی ایس آئی ایل ایل ڈی سے جو مشتہر ہوا تھا درج ذیل ہے۔

اشتہار

مندرجہ ذیل مضمون پر جو صاحب جواب اردو میں تحریر کریں۔ اوسپر حسب شرائط مندرجہ ذیل سو روپیہ انعام دیا جائیگا۔

مضمون یہہ ہے

کیا سبب ہے کہ مسلمانوں کے اکثر لڑکے سینیر اور لٹریچر میں بجائے دماغ جمود القریحہ یعنی ٹھوس طبیعت کے ہوتے ہیں اور جسقدر کہ بچپن میں تیز اور ذکی دکھائی دیتے ہیں بحال جوں جوں بڑے ہوتے جاتے ہیں اونکی ذکاوت مدھم اور اونکا ذہن کند ہوتا جاتا ہے۔

شرائط

(۱) جواب مضمون یکم جون ۱۸۹۳ء تک یا اوس سے پہلے رجسٹری شدہ لفافہ میں ہمارے پاس آجاوے۔

(۲) اوسکی مقدار فلس کیپ سختہ کے ۲۴ صفحے سے کم نہو اور معمولی مسطر کی کتابت سے لکھا گیا ہو۔

(۴) کل رسالے ایک کمیٹی میں جسکے ممبر جناب وزیر الدولہ مدبر الملک خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر

شمس العلما خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب۔

مولانا مولوی حافظ نذیر احمد صاحب۔

مولانا مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی۔

شمس العلما مولوی محمد حسین صاحب آزاد۔

مولانا مولوی الطاف حسین صاحب حالی۔ اور راقم آثم قرار پائے ہیں پیش ہوں گے

کل ممبر بمقام پٹیالہ مجتمع ہونگے اور رسالوں کو ملاحظہ کرینگے۔

اور بالاتفاق یا کثرت رائے سے جس رسالے کو قابل انعام سمجھینگے۔ اوسکو انعام ملیگا۔

اگر کوئی رسالہ قابل انعام نہ سمجھا جائیگا تو کسی کو انعام نہ دیا جائیگا۔

انتباہ

اگر ممبروں میں سے کسی ممبر کا خود اس مضمون پر لکھنے کو دل چاہے تو وہ اطلاع کردے۔ نہایت احسانمندی اور افتخار سے اوسکا نام ممبروں میں سے خارج کردیا جائیگا۔ علی گڈھ ۱۶ فروری ۱۸۸۹ء۔

راقم

سید احمد خان۔

جواب

اسوقت تک اس باب میں جہانتک ثابت ہوا ہے بجز اسباب مندرجہ ذیل اور
کوئی وجہ بظاہر اس نقصان کی معلوم نہیں ہوئی۔

اول یہ کہ کمسنی میں ازدواج کا رواج ہوا کہ جسکو علمای یورپ نے بعد تجربہ اور
امتحان کامل بذریعہ علم سائنس کندی ذہن و کمزوری عضو و جسم انسان کا یہی سبب
ثابت کیا ہے

اور بلحاظ نقصانات عظیم اس عمل کو مسدود کیا ہے
کہ جو طریق ازدواج مثل اہل اسلام اکثر انکے خاندانوں میں بھی مروج ہو گیا تھا کہ جسکا
اثر اب تک موجود ہے

دوسرا سبب مویشیوں کا ذبح کرنا پایا جاتا ہے
کیونکہ ناواجب ذبح کرنا کسی ذی روح کا ایک بین دلیل بیرحمی کی ہے
کہ جس میں کسیکو کلام نہیں ہو سکتا۔

بیرحمی سنگدلی پر مبنی ہے۔ سنگدلی افعال ناقص پر۔ افعال ناقص کج فہمی پر۔
کج فہمی خرابی تخم پر۔ خرابی تخم ناقص خوراک مثل شراب گوشت وغیرہ خلاف حکمت
و زناکاری و عمل خلاف وضع فطرتی وغیرہ کا نتیجہ ہے کہ جنکا اثر نسلاً بعد نسلاً چلا جاتا ہے
گذشتہ کے نقصانات باب چہارم میں مذکور ہو چکے ہیں

گوشت خوری کے نقصانات آئندہ لکچر لالہ [illegible] رام صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور سے
مفصل ظاہر ہوں گے۔ اور خوبصورتی نسل اور عمدہ خصلت لکچر امریکہ سے

آپ اس امر کی تصدیق ہر شخص کے اعمال کے اندازہ کرنے سے ہوسکتی ہے۔
کہ باہم عقل و فراست و ذہانت قصابوں کی کہ جنکا روزانہ ورد مویشیوں کو ذبح کرنے کا ہے
اور دیگر اشخاص کہ جو گاہ بگاہ قربانیاں کرتے ہیں
یا وہ کہ جو بالکل نہیں کرتے۔ کسقدر تفاوت پایا جاتا ہے۔

(۲) دہرم شاستر گوتر یعنی خاندان کے خاندان میں ازدواج کیواسطے امتناع کرتا ہو۔
شرع محمدی میں البتہ ازدواج خاندان کے واسطے ممانعت نہیں پائی جاتی۔
لیکن یہہ بات بھی نہیں دیکھی جاتی کہ شرع کسیطرح کسیکو مجبور کرتی ہو۔
اور نہ کسی جگہہ ایسا حکم پایا جاتا ہے کہ جو شخص طریقۂ اسلام رکھتا ہو اوسپر یہہ امر ضروری
اور فرض ہے کہ اپنے کنبے میں ہی شادی کرے ورنہ گنہگار ہوگا۔
قوانین شرع اور شاستر حقیقت میں حکمت کی کتابیں ہیں کہ معاملات دینی و دنیوی دونوں
کی اصلاح پر مبنی ہیں۔
شرع محمدی میں اکثر ایسے احکام ہیں کہ جو کسی خاص موقع اور وقت سے تعلق رکھتے
ہیں
احکام شرعی میں شانِ نزول پر نظر نہ رکھنا صریح غلطی ہے۔
ہر احکام کی بابت تمیز و تفریق ضرور ہے۔ بلا غور و فکر کسی عمل کا رائج رکھنا ہرگز مناسب
و بہتر نہیں ہوتا۔
مثلاً کتب حکمت میں اکثر مواقع پر انسانوں کے لئے گوشت الّو و چمگادڑ و زاغ و سانپ
وغیرہ کا استعمال لکھا ہے۔ اگر کوئی شخص یہہ سمجھا کہ گوشت مذکورۃ الصدر کے استعمال
کے واسطے حکمت اجازت دیتا ہے روزانہ اوسکا استعمال شروع کردے تو کیا

او سکے واسطے ایسا عمل کی طرح سودمند ہو سکتا ہے۔

ہرگز نہیں۔ بلکہ ہمیشہ باعث تخریب و مولد امراض ہوگا

علی ہذا القیاس احکام شرعی بھی مشتمل منتخبات حکمت کے ہیں۔

غور فرمایئے بہت تھوڑا زمانہ منقضی ہوا کہ وقت جنگ زار روس و سلطان روم

جبکہ غازی عثمان پاشا قلعہ پلیونہ میں مع افواج سلطان محصور ہو گئے تھے

اور افواج زار نے ہر موقع سے اون کے پاس رسد رسانی مسدود کر دی تھی۔

او سوقت غازی موصوف کے نزدیک ہو انسانوں کی جان کا تحفظ ضروری تھا

ہر جانور کے ذبح کرنے کا حکم دیدیا تھا۔

او سوقت فوج میں گھوڑے۔ اور اونٹ اور خچر اور گدھے ضرور موجود ہوں گے۔

کیا اسوقت اونکے سپاہی و افسر جسقدر موجود ہیں

روزانہ گھوڑے اور اونٹ وغیرہ کو ذبح کر کے کھاتے ہونگے۔

بلکہ بخلاف اوس کے اون کے دلوں سے تازیست یہہ بات دور نہیں ہو سکتی کہ جو

عزیز جانوران ایک مصیبت کی حالت میں ذبح کئے گئے تھے وہ سخت بیرحمی کا عمل تھا۔

کیونکہ گھوڑے وغیرہ اونکی سواری اور باربرداری کے واسطے تھے کہ جنکے ذریعہ

سے اونکو ہمیشہ ہر قسم کا آرام ملتا تھا

اور ہر طرح سے اون کے محافظ جان تھے۔

وہ ذبح کرنیکے واسطے نہیں پالے گئے تھے۔

چونکہ ہر شخص کو ہمیشہ ضرورت مجبور کیا کرتی ہے۔ ضرورت کا عمل روزانہ عمل کے

واسطے نہیں ہوتا

علاوہ اسکے اگر ذرا لطف انصاف سے غور کیا جاوے تو ہر شخص دانشمند معلوم کرسکتا ہے کہ ایسا رواج انسانی حیا اور اخلاق سے بھی بعید ہے۔

کہ حیا انسان کے واسطے ایک اعلیٰ جوہر ہے۔ اور انسان کو انسانی حیثیت پر قائم رکھنے والا ہے۔

پروردگار عالم نے انسان کے واسطے عقل کا مادہ اسی واسطے عطا فرمایا ہے کہ وہ کبھی کسی مضرت رساں طریق کو خواہ وہ روح کے واسطے ہو یا جسم کے اختیار نہ کرے۔

پس کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ انسان اور دیگر مخلوق کے طریق عمل میں تفریق نہ کی جاتے

قصداً یا تعصباً نیک اعمال کا ترک کرنا کفران نعمت میں داخل ہے

کہ جو انسان کے واسطے کسی حال میں باعث بہبودی نہیں ہو سکتی۔

شعر

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

نقل لکچر لالہ بیلی رام صاحب اسٹنٹ سرجن لاہور

(شراب نوشی اور اوسکی خوفناک برائیاں)

میر مجلس اور حاضرین جلسہ۔

میں آپکی اجازت سے اپنے قیمتی وقت کے چند منٹ لیکر آپ کے روبرو میخواری کی طبعی برائیوں کے بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں۔

ان کے سوا سے شراب کے پینے میں جو کچھ اور قباحتیں اور خرابیاں ہیں اور جنسے آپ لوگوں میں سے بہت سے صاحبان اخباروں کے پڑھنے اور شرابیوں کی کہانیوں کے سننے

یا اونکو نشّی حالت میں دیکھنے سے واقف ہوں گے۔

ایک شرابی آدمی کو نشّے کی حالت میں دیکھنے سے ذی عقل انسانوں کو اس شراب خانہ خراب کے استعمال سے عبرت آتی ہے۔

شراب کے اوس جوہر کو جسکے باعث بدنِ انسان میں خرابیاں ہوتی ہیں الکوحال کہتے ہیں۔

جو ایک قسم کا نارکاڈک ایجنٹ زہر ہے۔

جاننا چاہیے کہ الکوحال بھی سنکھیے اور افیون کی طرح بدن انسان کے لیے زہر قاتل ہے۔ جسطرح سنکھیے اور افیون کو حکما وغیرہ امراض کے لیے وقتِ مناسب پر وقتاً فوقتاً استعمال کرتے ہیں۔ اوسیطرح الکوحال۔ کو بھی کسی اچھے طبیب کی نگرانی میں کسی بیماری کے دور کرنیکے لیے بطور دوا کے استعمال کرنا مناسب ہے۔

لیکن جیسے مذکورہ بالا دونوں قسموں کے زہروں کو بیجا طور پر استعمال کرنے سے بدن انسان پر اون کے خوفناک زہر کا اثر ظاہر ہوجاتا ہے۔

ویسے ہی شراب کے پینے سے بھی اوسکی خوفناک خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں۔

بدنِ انسان مثل ایک انجن کے ہے جسکو خدا نے پیدا کیا ہے۔

اوسکو درستی سے چلانے اور مدت تک کار آمد رہنے کی غرض سے اسکے ہر ایک پرزہ کو حتی المقدور ناجائز استعمال سے بچانے کی ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے۔

افسوس کا مقام ہے کہ لوگ چھوٹی چھوٹی کلوں مثلاً گھڑی کے درست رکھنے کے لیے پوری حفاظت کو کام میں لاویں

لیکن اپنے بدن کی بے بہا کل کو جسکا بنانا طاقتِ انسان سے بعید ہے درست نہ رکھیں۔

اور دیدہ و دانستہ ایسی خرابیاں پیدا کریں کہ جو دوامی تکالیف میں گرفتار رہوں۔
اور اپنی اولاد کو بھی مختلف امراض میں مبتلا کریں۔

الکوحال کا زہر - معدہ - جگر - دماغ - قلب - اور گردوں کو خراب کر دیتا ہے۔
جو بدن انسان کے اعضاء رئیسہ ہیں۔

اوّل الکوحال معدہ میں جاکر ایک قسم کی جلن پیدا کرتا ہے - اور معدے کے فعل میں خلل ڈالتا ہے۔

آپکو شاید معلوم ہوگا کہ معدے کا کام خاص غذا کا تحلیل کرنا ہے۔
اگر انسان کی غذا اچھی درستی سے تحلیل نہ ہوئی تو پھر کیا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کل جسکی پرورش غذا ہی پر منحصر ہے مدت تک کارآمد رہ سکتی ہے - ہرگز نہیں۔
شرابیوں کا خود اپنا قول ہے کہ جبتک وہ اپنے کھانے کے ساتھ شراب کا استعمال نہ کریں - تو اونکو غذا کی بالکل خواہش نہیں ہوتی۔
اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ شراب کے استعمال سے بھی اونکی غذا دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔
نہایت افسوس کا مقام ہے کہ وہ اس ظاہر قباحت کے جاننے پر بھی اس زہر قاتل یعنی شراب کے استعمال کو ترک نہیں کرتے۔

دوم معدے سے غذا کا بہت سا حصہ عروق کے ذریعہ جذب ہوکر جگر میں جاتا ہے اور جگر غذا کے اوس رس کو دوبارہ تحلیل کرکے صفرا پیدا کرتا ہے - اور خون بناتا ہے لیکن شراب جگر کو اس درجے تک بھڑکاتی ہے کہ اوسکے نہایت ہی باریک پردے تھوڑی ہی مدت میں نیست و نابود ہو جاتے ہیں۔

جگر سکڑ کر بہت ہی چھوٹا ہو جاتا ہے اور بالکل کام کے لائق نہیں رہتا
جسکے باعث شرابخوار۔ یرقان۔ دبیل۔ ورم جگر۔ استسقاء وغیرہ مختلف امراض میں
مبتلا ہو کر اپنی پیاری جان کو نہایت ہی تکلیف میں ضائع کرتا ہے

سوم شراب کا اثر دماغ پر ہوتا ہے۔ جو بدن انسان کا عضو رئیسہ ہے
جسکے زیر حکم انسان اپنے تمام دینی اور دنیاوی کام کرتا ہے۔

شراب کے پینے سے بہت دفعہ ایسا وقوع میں آیا ہے کہ شرابی کے دماغ میں اچانک
خون کے ہو جانے سے وہ نشے کی ہی حالت میں یہاں سے رخصت ہو گیا ہے

شراب کے پینے سے دماغ اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ شرابخوار معمولی فرائض بھی پورے
طور پر ادا نہیں کر سکتا۔

اور صحت سے گر کر۔ رعشہ۔ فالج۔ سکتہ۔ ہذیان۔ اور جنون وغیرہ کے امراض
میں مبتلا ہوتا ہے۔

اور ان بیماریوں میں گرفتار ہو کر خودکشی وغیرہ جرموں کا مرتکب ہوتا ہے۔

جنون کے باعثوں میں سے ایک خاص اور بڑا باعث شرابخوری ہے۔

جسکا ثبوت پاگل خانوں کے نقشجات کے ملاحظے سے کھلے دن کی طرح ظاہر ہو جاتا ہے

دماغ کے نقصوں کی تاثیر فقط شرابخور ہی پر اکتفا نہیں کرتی۔

بلکہ اوسکی اولاد بھی اسی باعث۔ دُبلی۔ کمزور۔ نحیف البدن۔ اور پست ہمت ہوتی ہے
اور کسی بھاری مہم کے مقابلہ کرنے کا قصد و جرأت نہیں رکھتی۔

بھائیو۔ اس شراب کے پینے سے آپ اپنی جان پر ظلم نہیں کرتے
بلکہ اپنی اولاد اور نسل کے لئے بھی خرابیاں پیدا کر کے اپنے وابستگان اور ملک کی

خرابی کے خاص باعث ہوتے ہیں۔

آہ کیسا افسوس ہے کہ جس شوق سے ہمارے بھائی مغربی ملک کی شرابوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اوسی شوق سے اون تجاویز کو جو اوس ملک کے حکما اور داناؤں نے اس بدعت کے دور کرنے کے لئے نکالی ہیں۔ اور روزمرہ نکال رہے ہیں قبول نہیں کرتے اور اگر کسی وقت اون تجاویز کا ذکر بھی آجاوے تو جان بوجھ کر کانوں سے بہرے بنجاتے ہیں۔

انسے شرابخور ولایت کی ٹیمپرنس سوسائٹیوں کی تجاویز اور مغربی حکما اور داناؤں کی تحریروں کو جو خمخوری کی قباحتوں کے بارے میں شائع ہوتی ہیں یا روزمرہ ہو رہی ہیں۔ اگر ایک مرتبہ بھی دیدۂ دل کھول کر دیکھو۔ تو مجکو یقین کامل ہے کہ اس خونناک زہر سے ضرور نفرت اور عبرت حاصل کرو۔

چہارم شراب قلب انسان کو بھی جو دوران خون کا خاص عضو ہے۔ بالکل نکما کر دیتی ہے۔

اگر بدن میں خون نے ہی ٹھیک طور پر دورہ نکیا تو یقیناً بدن کی ویسی ہی حالت ہو جاویگی۔ جیسی اوس پودے یا درخت کی ہوتی ہے جسمیں رس پورے طور پر دورہ نہیں کرتا۔

پنجم شراب کا اثر گردوں پر بھی ہوتا ہے۔

گردے بدن انسان میں داروغۂ صفائی۔ اور گردوں کی نالیاں بدن کی غلاظت کو دور کرنے کے لئے بدررو ہیں۔

جب گردے اور گردوں کی نالیوں میں ہی فتور پیدا ہو گیا تو اوسکا نتیجہ آپ خود بھی سوچ سکتے ہیں۔

اور جان سکتے ہیں کہ جس شہر کا داروغہ صفائی سُست ہو جاتا ہو
اور نالیوں میں غلاظت بھر جاتی ہے تو اوسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے
ہر جگہہ تعفن پھیلجاتا ہے اور اوس جگہہ کے باشندے وبائی امراض کے شکار ہوتے ہیں۔
پس گردوں اور گردوں کی نالیوں میں خرابی آجانے سے شرابی بھی اس قسم کے برے نتایج میں مبتلا ہوتے ہیں۔
شرابخواروں کا قول ہے کہ تھوڑی سی شراب پینے سے اونکے دل کو فرحت اور دماغ کو تروتازگی اور خیالات کی درستی ہو جاتی ہے۔
اور وہ دنیاوی کاروبار کو نہایت آرام سے کر سکتے ہیں۔
لیکن بھائیو ایسے شرابخوروں کا اوس بری حالت کی طرف مطلق خیال نہیں جاتا جو نشے کے اوترتے وقت اونکے عاید حال ہوتی ہے
اوسوقت اون کے چہرے اور بدن کی حالت کو دیکھئے۔
پوچھئے تو بیان کرتے ہیں کہ ہائے بدن ٹوٹا جاتا ہے۔
بغیر شراب کے ہم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔
اور درحقیقت ایسی حالت میں وہ بالکل نکمے ہوتے ہیں۔
اور کوئی کام بھی اون سے نہیں ہو سکتا۔
کیونکہ اونکے اعضای رئیسہ شراب کے استعمال سے اتنے کمزور اور ردی ہو جاتے ہیں کہ تا وقتیکہ اونکو اوستیمولنٹ نکیا جاسے وہ کام نہیں دیسکتے اور بار بار اوستیمولنٹ کرنے سے دماغ اون کے خاص کر ایسی حالت میں پہنچ

جاتے ہیں کہ شرابخوار اپنے آوارہ خیالات کو بھی روک نہیں سکتا۔
جس وجہ سے وہ کئی ایک جرموں کا مرتکب ہوتا ہے۔
اگر آپ کسی انجن میں سٹیم یعنی بھاپ زیادہ بھر کر زور سے چلاویں۔ تو شاید ہی آپ اس
حالت میں ٹرین کو لیکر دوسرے اسٹیشن تک بھی پہونچ سکیں۔
بلکہ ظن غالب ہے کہ اثنار راہ میں ہی شاید انجن خراب ہو جاوے۔
یا اوسکا کوئی پرزہ ٹوٹ جاوے۔
اگر آپ ایک پڑاؤ کی مسافت کو طے بھی کر گئے تو بھی کچھ آپ کے انجن کے پرزے
زیادہ گھسنے کے باعث ایسے ردی ہو جاینگے کہ آئندہ استعمال کے لئے وہ انجن
نکما ہو جائیگا۔
اے شرابخورو۔ مانا کہ آپنے اپنی خام خیالی سے شراب پیکر اپنے بدن کے انجن کو تھوڑی
دیر کیواسطے تیز بھی کر لیا۔
لیکن اس انجن کے پرزوں کو بیجا رگڑ سے محفوظ رکھنے کے لئے قدرت کاملہ نے جو مختلف
قسم کی رطوبتیں اوسکے پرزوں میں پیدا کر دی ہیں اونکو تم کسطرح پر اصلی مقدار سے
زیادہ پیدا کر سکتے ہو۔
اگر انجن ڈرائیور اپنے انجن میں بھاپ زیادہ کرتا جاوے۔
اور اوسکے پرزوں میں چکنائی وغیرہ کی رطوبت پرزوں کو بیجا رگڑ سے محفوظ رکھنے
کے واسطے نہ ڈالے۔ تو اوسکا نتیجہ کیا نکلیگا۔
یہی کہ یا تو کوئی پرزہ بیجا حرکت کے باعث ٹوٹ جائیگا یا رگڑ کے زیادہ ہونے سے
اوسمیں کوئی ایسا نقص پیدا ہو جائیگا کہ وہ کل بالکل نکمی ہو جائیگی۔

اسطرح سے گو شرابخوار اپنی خام خیالی کے باعث شراب کے استعمال سے اپنی روزمرہ کی کارروائی چند روز کے لئے کر سکے۔

لیکن اوسکا انجام یہی ہوگا کہ اوسکے بدن کا انجن جلد خراب ہوجائیگا۔
جسکے باعث وہ جلد موت کا منہ دیکھے گا۔

اموات کے نقشوں کو دیکھئے کہ شرابی آدمیوں کی اوسط عمر پرہیزگار آدمیوں سے کتنی کم ہوتی ہے۔

اسکے سوائے سینکڑوں روحانی - اخلاقی اور سوشیل نقصان جو اسکے استعمال سے پیدا ہوتے ہیں - وہ علاوہ ہیں۔

میں نے اسموقع پر صرف طبی برائیوں کو آپ صاحبان پر ظاہر کیا ہے۔

اگر آپ باوجود مطلع ہونے ان برائیوں کے اسیوقت کمر ہمت باندھ کر اس بدفعل سے پرہیزگار نہیں بنینگے۔ اور دوسروں کو پرہیزگار بنانے کی ہدایت نکرینگے تو میں نہیں جانتا کہ وہ وقت کب آویگا جبکہ آپ اسپر عمل کریں گے۔

اے میرے نوجوان بھائیو- اپکی زندگی کا درخت ابھی نوخیز ان ہے۔
دیکھو خبردار زندگی کے راستے میں آنکھ کھول کر اور دیکھ بھال کر چلو۔
اور منشی اشیاء سے کامل پرہیز کرو۔
اور کمر ہمت باندھ کر ایسی اشیاء کے استعمال سے اپنے ملک کو بھی بچانیکی پوری کوشش کرو۔

انسان کی اولاد میں کس ترکیب سے خوبصورتی اور قوت اور نیک خصلت پیدا کیجا سکتی ہے

اس مضمون پر جناب بو ڈسے مادس صاحب نے شریف بیبیوں کی ایک اعلےٰ مجلس کے روبرو مقام ٹروی واقع امریکہ لکچر دیا تھا اور جسکو منشی کاشی ناتھ صاحب سرسا ضلع الہ آباد نے انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔

اے شریف بیبیو۔

آج ہم سب غرض سے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ انسان کی اولاد میں خوبصورتی پیدا کرنے کے باب میں جو علم روح و دل کے خیالات سے متعلق ہے بحث کریں۔ میرا کامل یقین ہے کہ والدہ اپنے دل کو با امن و اطمینان رکھنے اور خیالات کو ہموار رکھنے سے اپنی اولاد میں خوبصورتی اور بدن کا سڈول پن پیدا کر سکتی ہے۔ میرا اصول غلط نہیں ہے بلکہ کامل راستی پر مبنی ہے۔

ہر زمانے میں حسن و جمال کی تعریف ہوتی آئی ہے اور ہر انسان آرزومند رہتا ہے کہ

خوبی مجھے حاصل ہو۔
شعرا نے ہزار زبان سے حسن کی تعریف کی ہے۔
مصوروں اور سنگتراشوں نے حسین لوگوں کی تصویر اور بت بنانے میں اپنی کاریگری کا اظہار کیا ہے۔
فصیح و بلیغ لوگوں نے حسن و جمال کے بیان سے مجلسوں کے دلوں کو کشش کیا ہے۔
ہر شخص حسن کی طاقت کو جانتا ہے۔ اور معلوم کرتا ہے۔ اور اس بے بہا جوہر کے حاصل کرنے کی دلی آرزو رکھتا ہے۔
اب اس امر پر غور کیجئے کہ آیا یہ ممکن ہے یا نہیں کہ والدہ اپنے خیالات کے ذریعہ بچے کو حاملہ ہونے کے وقت سے نفاس تک ایسے سانچے میں ڈھال سکے کہ اوسکے سب عضو اور صورت ایسی سڈول اور پرجمال ہو کہ اوسکو دیکھکر ہر انسان کا دل فریفتہ ہو جائے۔
اس ضروری امر پر اب میں آپ کی توجہ مائل کرتا ہوں۔
اسمیں ذرا کلام نہیں کہ ماں اپنے بچے پر بہت کچھ نیک و بد اثر پیدا کر سکتی ہے یہ اظہر من الشمس ہے کہ حاملہ کے دل میں یکایک کوئی بڑا جوش پیدا ہو جانے سے جیسا کہ بہت زیادہ خوف یا غم یا خوشی کی حالت میں ہو جاتا ہے۔ استقاط حمل ہو جاتا ہے یا بچے کو کوئی صدمہ عظیم پہونچتا ہے۔
میں ایک بی بی کو جانتا ہوں کہ جب وہ تین ماہ کی حاملہ تھی ایک جنگلی ریچھ کے نیچے خوف زدہ ہو گئی۔ اوسکا نہایت افسوسناک انجام یہ ہوا کہ اوسکے حمل سے ایک پاگل لڑکا پیدا ہوا۔

حالانکہ اوسکے دیگر گیارہ لڑکے جو پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ نہایت لائق وعقلمند ہیں۔
وہ دیوانہ لڑکا چودہ سال تک زندہ رہا اوسکے اکثر دیوانگی کے کام شل ریچھ کے تھے۔
بیسیوں تمثیلیں ایسے اشخاص کی موجود ہیں۔
جنکے نہ صرف اطوار ہی چرند اور پرند کی مثل ہیں۔ بلکہ اونکی صورت وشکل بھی بہت کچھ اون کے
مشابہ ہے۔
اونکی مائیں برابر یہہ شہادت دیتی ہیں کہ ایام حمل میں وہ اون حیوانات سے خائف ہو گئی
تھیں۔ جن سے اونکی اولاد اب مشابہ ہے۔
ہر طرف کے ثبوت سے یہہ ثابت ہے کہ بجز والدہ کے یکایک جوشش دل پیدا ہونے
کے اسکا دیگر باعث نہیں ہے۔
شہر بوسٹن میں ایک مسز بی بی ایام حمل میں ایکمرتبہ ایک طوطے سے خوف زدہ ہو گئی
اوسکی لڑکی کی بولی اور اطوار جو اب بارہ سال کے سن کی ہے اوس پرند سے بہت زیادہ
مشابہ ہے۔
ایک اور بی بی کو میں جانتا ہوں۔ اوسنے ایک روز اپنے پالے ہوئے بھیڑیے کے
بچے کا سر ہاتھہ میں لیکر زور سے دبا کر کچل دیا۔
اور پھر اوسپر افسوس کیا۔ اس اتفاق کے چند ماہ بعد اوسکا لڑکا پیدا ہوا۔
بچے کا سینہ دبا ہوا اور سر مجروح بھیڑیے کے بچے کی مانند آگے بڑھا ہوا تھا۔
مگر اوسکی عقل وسمجھہ میں ذرا فرق نہ تھا۔
چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک قریب کے موضع میں ایک نہایت حیرت افزا واقعہ ہوا۔
وہاں ایک شخص ایک ایسی لڑکی دکھلانے کو لایا جو پیدایش ہی سے ایک ہاتھ اور ایک پاؤنکی تھی

ایک عورت کو جو دو ماہ کی حاملہ تھی اوسکے دیکھنے کا نہایت شوق پیدا ہوا۔
اوسنے جاکر اوس لڑکی کے بدن کو نہایت غور سے دیکھا۔
جب وہ زیادہ عرصہ تک نہایت متحیر ہو کر اوسکو معاینہ کرتی رہی تو اوس کے ساتھی آخرکار اوسکو وہان سے ہٹا کر لے گئی۔
مگر اس عجیب الخلقت لڑکی کی صورت اسکے دل پر ایسا اثر کر گئی۔ کہ وہ فراموش نہوئی۔
وہ تمام دن اسی کا فکر کرتی اور شب کو اوسکو ہی خواب میں دیکھتے۔
اوسکے دل میں یہہ سما گیا کہ کہیں میرا بھی ایسا ہی عجیب الخلقت بچہ نہ تولد ہو۔
نو ماہ پورے ہونے پر وہی ہوا جسکا اوسکو اندیشہ تھا۔
اسکے بھی ایک ہاتھہ اور ایک پانوں کی لڑکی پیدا ہوئی۔
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب حاملہ عورت کو کسی چیز کی آرزو ہوتی ہے۔ تو اوس شئے کا رنگ و شکل اوسکے نوزائیدہ بچے میں آجاتی ہے۔
مثلاً جب حاملہ کو شراب کی زیادہ خواہش ہوتی ہے تو والدہ کے دلی خیلات کے مطابق بچے کا رنگ مثل شراب کے ہو جاتا ہے
جب اوسکو انگور یا کسی دیگر میوہ کی معمول سے زیادہ خواہش ہوتی ہے تو اوسکی شکل و رنگ کا اثر بچے میں اوترجاتا ہے۔
اسبات کی بے شمار مثالیں موجود ہیں جنمیں عورتوں کی کامل شہادت ہے۔ کہ اونکی خیالات دل کے باعث اونکی اولاد پر ایسا اثر پیدا ہوا ہے۔
اس کے خلاف جو چند ڈاکٹر کہتے ہیں وہ قابل اطمینان نہیں۔ کیونکہ وہ روح و دل کی قوت سے آگاہ نہیں۔

یہہ مسلم الثبوت ہے کہ جب معمول سے زیادہ ایک بات حاملہ کے دل پر جم جاتی ہے تو اوسکا اثر اولاد پر نمایاں ہوتا ہے۔

مین کسی نئے علم یا نئے اصول یا نئی تلاش کی بابت بحث نہیں کرتا ہوں۔

بلکہ ایک ایسے امر کی نسبت گفتگو کرتا ہوں جس سے نہایت قدیم زمانے سے بنی نوع انسان واقف ہیں۔

بائبل میں ایسے حالات درج ہیں۔ جن سے ظاہر ہے کہ حیوانات تک پر ماں کے خیالات کا بچوں پر اثر پڑا ہے۔

جیسے لابن نے فریب کرکے اپنی بیٹی ریحل کے عیوض اپنی دوسری بیٹی لیا کی شادی یعقوب سے کردی۔

جسکے لئے یعقوب نے سات سال تک بھیڑ بکری کے گلے چرانے کی خدمت کی تھی۔

جب یہہ فریب ظاہر ہوا تو لبن نے کہا کہ سات سال میری خدمت اور کر تو یہہ دوسری لڑکی بھی تجھے دیدوں۔

اور یعقوب کا غصہ ٹھنڈا کرنیکے لئے یہہ وعدہ بھی کر دیا کہ اس عرصہ میں جسقدر دہبہ دار رنگوں کے بچے گلے میں پیدا ہوں گے تجھے جہیز میں دیدونگا۔

اس سے خسر کی اصلی غرض یہہ تھی کہ نہ اس قسم کے بچے زیادہ ہوں گے اور نہ مجھے دینے پڑینگے مگر یعقوب نے ایک ایسی ترکیب کی جس سے خسر کی خودغرضی نہ چل سکی۔

اور زیادہ وتر ویسے ہی بچے پیدا ہوئے۔

اوسنے پانی پلانے کے کٹہروں میں مختلف لکڑیوں کو مختلف رنگوں کے دھبوں سے منقوش کرکے ڈالدیا۔ اور نر و مادہ بھیڑوں کو علیحدہ کرکے رکھا۔

نر بھیڑوں کو آزاد کھلا ہوا رکھا اور مادہ بھیڑوں کو باندھ رکھا۔
اور پانی نہ دیا جب تک کہ وہ پیاس سے ممیانے نہ لگیں۔
جب وہ نہایت پیاسی ہوئیں تو آخر کار اونکو نروں کے درمیان چھوڑ دیا۔
چونکہ پانی بے رنگ ہوتا ہے اونکو اوسمیں بجز رنگدار لکڑیوں کے اور کچھ نظر نہ پڑا۔
اوسیوقت یعقوب نے اونکا جوڑا لگایا۔ اوسنے صرف اسیقدر کارروائی پر اکتفا نہیں کیا۔ وہ اس بارے میں کامل اوستاد تھا۔
وہ پھر اپنے گلے کو دوسرے روز اوسی مقام پر لایا۔ اور اول روز کی مانند کارروائی کی جس سے مادہ بھیڑوں کو پھر اوسی پانی کا خیال گذرا جسکو وہ مختلف رنگوں کے چھینٹوں سے بھرا ہوا سمجھی تھیں۔
جو اول روز حاملہ ہوگئیں۔ اونکے دل میں یہہ خیال زیادہ عمیق ہوگیا۔
اس ترکیب کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اکثر بچے ایسے ہوئے جنکے بدن پر مختلف قسم کے رنگ کے دھبے تھے۔
اس یہہ ثابت ہے کہ یہہ کوئی نئی تدبیر نہیں۔ اور نہ مجھی کسی نئے علم کے ایجاد کرنے کا دعوے ہے۔
میں نے اس ترکیب کے اصل اسباب پر غور کیا۔ اور اوسکو ایک ایسا ذریعہ پایا ہے جس سے بنی نوع انسان کی اولاد قوی و حسین پیدا ہوسکتی ہے۔
حقیقت حال جو تھا آپ کے روبرو بیان کردیا۔
اب میں اس کے اصل سبب پر اپنے خیالات ظاہر کرونگا کہ کس وجہ سے یہہ ہوتا ہے

سونا تیزاب - ایکوا رجیہ میں گلکر گھل جاتا ہے -

ایک اشرفی اوس عرق میں ڈالدو تو کچھ عرصہ بعد وہ اوسمیں گلکر گھل جائیگی -

اور تیزاب سونے کی رنگ کا ہو جائیگا -

اس تیزاب کو جب مناسب طور طیار کر چکو تو گیلولٹ بیٹری (ایک آلہ برق پیدا کرنیکا) کے دو تاروں کے اخیر کو اوس میں ڈالدو -

مابعد اوسمیں کسی دھاتی شئے کو مثلاً کسی نقرئی گھڑے کو جسپر نبت بیل و بوٹہ یا تمہارا کندہ ہو ڈالدو -

اون دونوں تاروں کے ذریعے سے قوت برقی پیدا ہو کر سونے کی نہایت باریک نامعلوم ذروں کو اوس گھڑے پر اسطور جا دیگی - گویا وہ اوسکے اوپر گلا کر لگائے گئے ہیں -

اسطور گلی ہوئی اشرفی کا رنگ ایک ایک ذرا اوسپر ملکر جم جائیگا -

مگر تاہم کل کندہ باریک بیل و بوٹہ یا حروف بدستور قایم رہیں گے -

اس ترکیب کو بذریعہ گلوترم ٹھنڈی قلعی چڑھانا کہتے ہیں -

برق گلوترم کے ذریعے سے ایک تانبے کے طباق پر دوسری شئے کے حروف اسطور صاف اوتارے جا سکتے ہیں -

کہ اصل و نقل میں کوئی شناخت باقی نہیں رہ جاتی -

پس اس سے صاف عیاں ہے کہ قوت برقی کے ذریعے سے ایک شئے کی بعینہ نقل اوتر سکتی ہے -

پھر احمد ار انسانوں کی اولاد کے بارے میں صادق آتا ہے -

عورتوں کے ماہانہ حیض میں ان کے جسم کے کل جزئیات بصحیح انداز معلوم ہوتے ہیں
خالق برحق نے بنی انسان کی ترقی کی غرض سے عورت میں یہہ حیض پیدا کیا ہے۔
تخم مرد جمنے پر بچے دان کا منہ بند ہو جاتا ہے۔
لہذا خون حیض باہر نکلنا بند ہو کر رحم کے اندر جمع ہوتا رہتا ہے۔
اوسکے درمیان تخم حمل تیر تا رہتا ہے۔ اور اوس سے پرورش پاکر بچے کے عضو بننے لگتے ہیں۔
جب نو ماہ کے درمیان حمل کے بچے کا کل بدن بنجاتا ہے تو وہ پیدا ہوتا ہے۔
مابعد بدن کی نسوں کے ذریعے سے مادہ حیض پستان عورت میں اگر بچے کیلئے دودھ بنجاتا ہے۔
الغرض وہی شئے جو حمل میں بچے کی پرورش کرتی ہے پیدا ہونے پر بھی کچھ مدت تک اوسکی حسب ضرورت اوسکی زندگی کا سہارہ ہوتی ہے۔
عورت کی بدن کی خود بخود چلتی والی نسوں کی قوت برق کے ذریعے سے بچہ حمل کی پرورش ہوتی رہتی ہے۔
وہ حیض کے ذروں کو اوسکے بدن میں پہونچاتی رہتی ہے
جو اوسکے درمیان اسطور رہتا ہے جس طور سونے کے گلائے ہوئے تیزاب میں گھڑی رہتی ہے۔
لہذا یہہ مسلم الثبوت ہے کہ اگر عورت تاریکی میں حاملہ ہو اور تخم دینے والے مرد کی صورت وشکل کو نہ دیکھہ سکے اور بچہ ہونے تک اوس مرد کا خیال تک نہ کرے۔
تو ضرور بالضرور بچہ حمل صورت وشکل و رنگ میں مثل والدہ کے پیدا ہوگا۔

اسیطور جب وہ عورت اپنے تئیں خاوند کی بہ نسبت بہتر سمجھتی ہو اور اوسکا ذرا خیال نہ کرتی ہو۔ خود پسند ہو۔ صرف اپنے جسم کی محبت رکھتی ہو۔ اور ہمیشہ آئینہ میں اپنا منہہ دیکھا کرتی ہو۔ تو گو اوسکو خاوند کی شکل وصورت یاد بھی ہو تاہم اوسکا بچہ اوسی کے مانند ہوگا۔

بخلاف اسکے اگر عورت کی اپنے خاوند سے صدق محبت ہو اور اوسکے موجود نہ ہونے پر بھی اسکا خیال اوسمیں لگا رہے تو ضرور بالضرور اوسکا بچہ سب طور سے باپ کی مانند ہوگا۔

اگر اوسکی محبت وقدر خاوند و اپنے جسم کے درمیان برابر تقسیم ہو تو اولاد کی شبیہ دونوں ماں باپ سے مشابہ ہوگی۔

اور دونوں کی صورت کی جھلک اوسمیں نمایاں ہوگی۔

اسیطور جوشش و عناد و رشک سے بھی وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔

اگر حاملہ کے دل میں کسی دیگر رشتہ دار دوست و اوستاد حکیم کے ساتھہ دوستی بدرجہ محبت وقدر ہو کہ اوسکو ہر دم اوسکا دھیان رہتا ہو تو ضرور بالضرور بچہ کی شبیہ اوس شخص کی مانند ہوگی۔

فرض کیجیے کہ خاوند کو اوس دوست رشتہ دار حکیم یا کسی دوسری شخص پر جو اوسکے مکان میں رہتا ہے کسی قسم کا شبہہ یا رشک ہو۔ بیوی کو اوس سے نفرت ہوتا ہو اور خاوند اوسپر ناجایز تعلق رکھنے کا الزام لگاتا ہو۔ تو اوس حالت میں عورت مرد کا نفرت آمیز خیالات کے ساتھہ دھیان اور یہہ اندیشہ کرتے رہنے سے کہ مبادا بچہ اوسکی شبیہ نہو۔ تو ضرور وہ اوسکی شکل سے ملتا ہوا بچہ جنیگی۔

اسی وجہ سے اکثر خاندانوں پر آفات نازل ہوتی ہے۔
و خاوند و بی بی کے درمیان طلاق ہو جاتی ہے۔ جبکہ دراصل بیوی سفید کپڑے دبر فکی
مانند بے داغ ہوتی ہے۔

اسیطور یہہ لحاظ رکھنا نہایت ضرور ہے۔ کہ ہر شئے خواہ جاندار ہو یا بیجان سا ہو۔
جسکو حاملہ دیکھتی ہے۔ اوسکے بچہ حمل پر نیک یا بد اثر پیدا کر سکتی ہے

کل صورتیں و رفتار و قوت دل سے متعلق ہوتی ہیں۔ جو بذریعہ قوت برقی اس سے حمل
میں پہونچا دیجاتی ہے۔

پس جب ایسی خوب و دلفریب اشیا و حسین و جمیل اشخاص حاملہ کو دکہائی جاتی ہیں
تو اونکا اثر نیک بچے پر پڑتا ہے۔ اور وہ حسین پیدا ہوتا ہے۔
مگر جب خوفناک و ناپسندیدہ و بدشکل اشیا و اشخاص دہ دیکھتی ہے تو بچہ بدصورت
پیدا ہوتا ہے۔

بلکہ بعض اوقات اونکا ایسا بد اثر پیدا ہوتا ہے کہ بچہ حمل بالکل ضائع ہو جاتا ہے

اگر ہم خیال کریں کہ کل صورتیں و رفتار و قوت دل سے متعلق ہیں اور دل میں روحانی
ہاتہہ و پانوں و اونگلیاں ہوتی ہیں جنکی اصلی صورت یا ہاتہہ و پانوں و جسم ہیں
تو کیا ممکن نہیں کہ دل سے روحانی ہاتہہ و پانوں کی رفتار و حرکت کو روکنے سے
حمل میں بچے کے جسم کے ہاتہہ و پانوں نکلنے رک جائیں۔

حاملہ جب خیال میں ایک ایسی لڑکی دیکھتی ہے جسکے ایک ہاتہہ نہیں ہے بایں وجہ ہے
روحانی ہاتہہ سے کام نہیں لیتی۔
جسکا یہہ انجام ہوتا ہے کہ رگیں قوت برقی نہ پیدا ہونے کے باعث بچے کے جسم میں

ہاتھہ نہیں نکلتا اور وہ بلا ہاتھہ کا تولد ہوتا ہے۔

عورت کے آزادانہ خیالات ایسے زورآور ہوتے ہیں کہ دوسرے اوسکے بدن کی رگوں کی رفتار پر اثر پیدا کرتے ہیں۔

یہی سبب ہے کہ اوس عورت کے بھیڑ کے بچے کا سر کھلنے کی وجہ سے اوس کے حمل پر اثر پیدا ہوا۔

یہی سبب تھا کہ یعقوب کی بھیڑوں کے بچوں کے رنگ دھبیدار ہوئے۔ کیونکہ کل رنگ روشنی کے ذروں میں رہتے ہیں جو برق کی رفتار سے ظاہر ہوتے ہیں

یہی حقیقت اسکا اصل سبب ہے کہ اکثر حاملہ کے شراب یا دیگر میوے پر نہایت آرزو کرنے پر اوسکے بچے کا رنگ اون اشیا کے مثل ہوتا ہے۔

اسی خاص وجہ سے اولاد کا خاصہ اوسکی والدہ کی مانند ہوتا ہے۔ جب وہ ہر روز طمع وفساد و تکرار ودشمنی وغارتگری و دزدی کے خیالات میں غلطاں پیچاں رہتی ہے۔ تو ضرور اوسکے بچے کی خصلت بھی وہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اوسکے بطن سے ہونہار ڈاکو چور یا قاتل تولد ہوتا ہے۔

عورت حاملہ ہوتے پر گویا جادو سے بھری ہوئی زمین پر چلتی ہے۔ وہ بلا ایک ایسی سر یا تاں حرکت پیدا کئے ہوئے جنبش نہیں کر سکتی جو اوس کے ہونے والے بچے کی روح میں عمدہ پسندیدہ یا بے سردی جھنجھناہٹ نہ پیدا کرے۔ اوسکا عین فرض ہے کہ بچے کے حمل میں آتے کے ایام سے ہی اوسکی تعلیم و تربیت شروع کردے۔

اوسکو لازم ہے کہ شکاس زندگی پر استادہ ہو کر نہایت سنجیدگی سے اولاد کو نصیحت

کرنا شروع کر دے اور کرتی چلی جاوے جب تک کہ زندگی کے دہارہ میں بہتے ہوئے سمندر موت تک پہونچ نہ جاوے۔

اے شریف و نیکبخت بیبیو انسان کی خوبصورتی و حُسن کی حقیقت آپ کے روبرو بیان کر دی گئی۔

اور آپ کے دل میں اسبارے میں کامل واقفیت حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوگا اب یہہ بڑا سوال ہے کہ کس ترکیب سے حسب دل خواہ ہماری اولاد میں عمدہ خوبصورتی وحسن و بدن کا سڈول پن پیدا کیا جاوے۔

میں اس سوال کے جواب میں ان کل تدابیر کو غور کرونگا جنکے ذریعے سے عمدہ حُسن کا نمونہ پیدا ہو سکتا ہے۔

میری آرزو ہے کہ اونکو بخوبی ذہن نشین کر دوں۔

بطور تمثیل فرض کر لیجئے۔ ایک نہایت لایق تعلیم یافتہ عورت ہے جو اپنے عمدہ اوصاف و عقل کے باعث مجلس کی زیبایش و رونق سمجھی جاتی ہے۔ مگر اوسکی صورت و شکل معمولی ہے۔

میری غرض ایسی عورت سے ہے۔ کہ جو ایک امر پر غور کر سکے اور دل جما سکے۔

قبل حاملہ ہونے کے وہ کسی ایسے حسین و خوبصورت مرد کی تصویر ثابت یا صرف چہرے سوا اپنے پاس رکھے جسکی شبیہ و جبلی عادات و خو کی مثل وہ چاہتی ہے کہ میری اولاد ہو۔

وہ تصویر بعینہ ایسی وضع و عمدگی کی ہو جو اوسکے دل سے پسند ہو۔

اوسپر وہ اسطور غور کرتی رہے۔ کہ وہ صورت دل نشین ہو جاوے۔

حاملہ ہونے کے بعد بھی وہ بغور اوس تصویر کو روزہ دیکھا کرے -

اور اوسکے شدہ دل عضو پر کامل توجہ رکھے -

اسطور وہ دلربا شبیہ کو ایسا ذہن نشین کرلے کہ گویا وہ اوسکے جسم کی ایک جزو ہوگئی ہے

دن مین اسقدر زیادہ اوسکی یاد رہے کہ شب کو خواب میں وہی دلکش شبیہ نظر آوے

وہ ہمیشہ دل میں یہہ خواہش کرتی رہے کہ میری اولاد اسی دلربا کی شکل پیدا ہو اور

جننے کے وقت تک ایسا ہی خیال کرتی رہے -

علاوہ اس قسم کے خیالات کے اوسکے رہنے کے مکان مین عیش و آرام کے

سب سامان مہیا ہونا چاہئیں -

کل اسباب و مکان خوبصورت و آراستہ ہو -

باغ و جنگل وغیرہ کی ایسی دلپسند تصویریں ہوں - کہ اونپر نظر ڈالتے ہی دل شگفتہ

ہوجاوے - اور عمدہ خیالات سے متغیر ہوجاوے -

اوسکو لازم ہے کہ باہر جاکر بھی خدائی قدرت کی عمدہ اشیا دیکھکر دل خوش کرتی رہے

ان تدابیر سے اسکا دل ہاس خوشی سے بھرا رہیگا -

اور خیال میں خلقت کی خوبصورتی سماتی رہیگی

نفس امارہ کے جوش کو کبھی غالب نہ ہونے دے -

غصہ - گھمنڈ - بغض سے دل کو صاف رکھے -

کبھی ایسے کلام زبان پر نہ لاوے کہ جس سے آتش غضب بھڑکے

یہہ ذکر میں لائق و فہیم عورتوں کا کر رہا ہوں -

اوسکی غذا بھی مقوی و دلپسند ہونا چاہئے -

پس ان قواعد پر بخوبی لحاظ رکھا جاوے تو بچہ نہایت حسین وخوبی اوصاف مین اوس زندہ شخص یا تصویر کی مثل تولد ہوگا۔ جسپر اس عورت کا خیال برابر قایم رہا۔

وہ بچہ ایسا ہوگا کہ عمر مین جسقدر بڑہتا جائیگا چاند کی مانند حسن وجمال مین روز بروز ترقی کرتا جاویگا۔

مین نے آپ کے روبرو انسانی خوبصورتی وحسن پیدا کرنے کی تدبیر بیان کی۔

ایسا عمدہ نتیجہ حاصل کرنے کے لئے نہایت ضرور ہے کہ والدہ بخوبی تربیت یافتہ عاقل وفہیم ہو۔

اولاد کا لایق وفہیم وحسین پیدا ہونا والد کے بہ نسبت والدہ پر زیادہ منحصر ہوتا ہی۔

اگر والد فرشتون کی مثل لایق وپاک۔ مگر والدہ جاہل وکم عقل ہو۔ تو یہہ ہرگز ممکن نہین کہ اولاد خصوصًا بیٹے لایق ہون گے۔

برعکس اسکے فرض کیجئے کہ والد تو محض نالایق وکم فہیم ہو۔ اور والدہ لایق تربیت یافتہ اور سمجھدار ہو۔ تو ضرور ہے کہ اونکی اولاد لایق وسمجھدار ہوگی۔

دختر مین پسر کی بہ نسبت والدہ کے خود سمجھ کی زیادہ جھلک رہتی ہے۔

آجتک کہین نہین دیکہا گیا کہ جاہل ونالایق کے بطن سے کبھی کوئی مشہور لایق بیٹا پیدا ہوا ہو۔

باوجود اسکے کہ اوسکا والد نہایت لایق وعاقل ہو۔

دنیا مین جسقدر مشہور لایق اشخاص پیدا ہوئے ہین سب لایق ماؤن کی اولاد ہوئے ہین۔

گو وہ رواجی معمولی تعلیم نہ پائے ہوئے ہون۔ تاہم اون مین وے

سب اوصاف موجود تھے۔ جو قابل قدر سمجھے جاتے ہیں۔

اکثر عورتوں میں عقل و سمجھ و صورت و سیرت میں بہت فرق ہونے کے باعث امید نہیں ہو سکتی کہ جلد وہ زمانہ آجاویگا جب یہہ کل مشکلات دور ہو جاوینگے۔ اور ہماری جنس میں جسمی و دماغی و اخلاقی خوبیاں پیدا ہو جاوینگی جنکی ہم آرزو رکھتے ہیں۔

بہت کم عورتیں ایسی ہیں جو اپنی اولاد کو حسین و نیک خو بنا سکیں گی۔

تاہم نالایق سے نالایق عورت اپنی اولاد کو عمدہ پیدا کرنے کی تعلیم دے سکتی ہے اسی طور اگر اونکی اولاد کو بھی آیندہ ایسی ہدایات کیجاویں تو ممکن ہے کہ وہ چار پشت میں ہی انسان ایسے خوب ہونے لگیں جیسا کہ اپنی جنس کے خیر اندیش خواہش کرتے ہیں۔

میرا بیان یہاں تک اون عورتوں کے بارے میں ہوا جو خاطر خواہ طور سے اپنی اولاد کو خوبصورت اور نیک خو بنانے کے لایق ہیں۔

تاہم یہہ ممکن ہے کہ وہ اپنے خیالات کے عمق و قوت کے بموجب اپنی اولاد کو درست کر سکتے ہیں یہہ سب کام بلا خاوند کی مدد کے بیوی کر سکتی ہے۔

بعض عورتیں طبعی طور پر اون تدابیر کو پورا کرنیکے لایق ہیں۔

مگر لاکھوں ایسی ہیں جو ذرا فکر و کوشش کرنے سے اونکو پورا کرنیکے لایق ہو سکتی ہیں۔

ان سب کے دل میں ہم جس طور سے مفید و نیک خیالات چاہیں پیدا کر سکتے ہیں۔

خاوند کا صرف فرض یہہ ہے کہ بیوی کو وہ پیمانہ مہیا کر دے جس کے مطابق وہ چاہتا ہے۔

کہ ہیری اولاد سانچے میں ڈہالی جائے۔
وہ دن میں دو ایک مرتبہ بیوی کو اسکا خیال کرا کر مطلب پورا کر سکتا ہی۔
آپ غور فرمائے کہ کسقدر زیادہ فائدہ ہو اگر علم الکٹریکل سکو لوجی (یعنی وہ علم جو دل کی برق و روح کے متعلق ہی) کے فائدوں کو سمجھ کر سیکھ لیا جاوے۔
اور اوسکی مدد کے ذریعے سے دلپذیر نیک خیالات جما کر حُسن انسان کے نمونے پیدا کر کے دنیا میں دکھائے جاویں۔
اے شریف بیویوں! میرے بیان سے آپ پر اب ظاہر ہوا ہوگا کہ تعلیم نسواں کیسی ضروری چیز ہے۔
اِن کے لئے ایسے اعلےٰ مدارس جن میں سب علوم میں تعلیم دیجاوے جو قوت دماغ۔ لیاقت۔ اور عقل اور سمجھ کو ترقی دیں۔ مقرر ہونا واجب ہیں۔
بچپن سے لڑکیوں کے دل میں فرائض انسانی و دینداری و پاکیزگی و پارسائی و محبت و ہوشیاری کا تخم بو دینا چاہیے۔
اونکو دنیا کی تواریخ اور ایسی شجاع و ہمت ور اور نیک و شریف مرد و عورتوں کی سوانح عمری پڑہانا چاہیے جنہوں نے اپنا ایمان و عزت محفوظ رکھنے کے لئے اپنی جان کو ذرے کی مثل سمجھا۔

---

* مترجم نے ایک کتاب "بنام ہندوستان کی مشہور نیک و شریف نامنظم و شجاع و شوہر پرست رانیوں کے تذکرے" دونوں اُردو ہندی میں اور ایک یوروپ کے شوہر پرست و پارسائیوں کے تذکرے میں زبان ہندی تالیف کی ہی۔
یہہ تذکرے نہایت پُر اثر و دلکش ہیں۔ صرف تعلیم نسواں کی غرض سے بندہ یہہ نیک اظہار

نہایت فکر و کوشش و تلاش سے جمع کئے ہیں۔

جن صاحبوں کو خواہش ہو اونکو بندے سے طلب فرما لیں۔

اوّل کی قیمت ۵۔۸ر (ہندی) ۔ ۸ر (اردو) ۔ دوم کی ۱۰ر ہے۔ کاشی ناتھ سرسا ضلع الہ آباد

اور نازک موقع پر شجاعت و صبر و دانائی و سنجیدگی و دور اندیشی اور اعلیٰ امتیاز ظاہر کیا۔

لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں کی بہ نسبت کسی صورت میں کم ہونا واجب نہیں۔

اکثر یہہ کہا جاتا ہے کہ لڑکیوں کو صرف لکھنے پڑھنے تعلیم دینا کافی ہے۔

اونکو زیادہ علوم سکھا کر کیا ہوگا۔

اونکو آیندہ زندگی میں صرف کاروبار خانہ داری اور بچوں کی پرورش کے سوا دوسرا کام کرنا نہ پڑیگا۔

جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں نہایت سخت غلطی کرتے ہیں۔

لڑکیوں کو ترقی علم میں روکنا دراصل بنی انسان کی ترقی علم و عقل کو روکنا ہے۔

عورتوں کا نہایت نازک ذمہ داری کا کام ہے۔ اونکے اختیار میں ملک کی بہتری و ابتری اور بنی انسان کا رنج و راحت ہے۔ اونکے اختیار میں صرف یہی نہیں ہے کہ اپنے حمل کے بچے کو سڈول و کڈول سانچے میں ڈھالیں۔

بلکہ اوسکی زندگی کے اول دس سال میں (کیونکہ اس عمر تک لڑکا ماں ہی کے پاس رہتا ہے) جس قسم کا اوسکا چال و چلن و طریق و خصلت چاہیں بنادیں۔

لہذا یہہ اشد ضروری ہے کہ عورتوں کو ایسی عمدہ تعلیم دیجاوے کہ وے بچوں کے دلوں میں نیک اوصاف دھرم و ایمان اور دیگر عمدہ اور قابل تعریف اصول جماویں۔

اون کے نازک دلوں میں محبت اور نیک خصلتوں اور خوف خدا کا تخم بو دیں۔
ماں میں اسقدر لیاقت ہونی چاہیے۔ کہ وہ ان اعلے فرائض کو عمدہ طور سے ادا کر سکے پس یہہ ہونا ایسی حالت میں ممکن ہے کہ جب وہ حالت انسانی کے نشیب و فراز سے آگاہ ہوں اور سمجھ و امتیاز رکھتے ہوں۔ بچے کی جسقدر عمر بڑہتی جاتی ہے۔ لایق و سمجھدار ماں اوسکی عقل و سمجھ کو ترقی دیتی جاتی ہے۔
کسقدر یہہ امر قابل افسوس ہے اور غور کرنے سے یہہ طریق مضر و خوفناک ہے کہ اکثر ہم میں سے بہت لوگ اپنے بچوں کو بیوقوف کمینہ اور موذی و خراب خصلت خدمتگاروں کو پرورش کرنے کے حوالہ کر دیتے ہیں۔
یہی اول بدخو و بد عادات کا تخم اون کے دل میں بو دیتے ہیں۔
ماں کے فرائض اعلے اور نہایت ذمہ داری کے ہیں۔
جاہل اور نالایق لوگوں کی صحبت سے لڑکوں کے اطوار نہایت خراب ہو جاتے ہیں افسوس یہہ کیسی بے دردی اور نادانی ہے کہ اپنا لخت جگر ایسے نالایقوں کے سپرد کر دیا جائے۔
اور والدین بالکل غافل ہو جاویں۔ ایسی ناسمجھی کرنے سے تو بدرجہا بہتر ہے کہ اپنی ماں اپنی اولاد کو مر جانے دے۔
تاکہ اونکے کل افکار یکبارگی دور ہو جاویں۔ اور ہمیشہ کے واسطے اپنے اور دوسرے کی تکلیف کو ترقی نہ دیکھا وے۔
اے شریف بیویوں !! اس نازک معاملہ پر زیادہ بحث کرنے میں مجھے نہایت رنج ہوتا ہے لہذا میں آپ کے اوپر ہی چھوڑتا ہوں کہ اسپر واجب غور کرو۔

اس اعلیٰ ترقی و شائستگی کے زمانے میں نئی نئی تدابیر و کوششیں کیجاتی ہیں تاکہ ہمارے مفید مطالب مویشی اور دیگر جانوروں کی نسل کو ترقی دیجاوے - فائدہ مند درخت اور جڑی بوٹیوں اور بیلوں کے اُوگانے میں آسانی ہو اور زیادہ پیداوار ہو -

چند پچھلے سالوں کے درمیان انسان کی ہوشیاری و محنت و جانفشانی کی بدولت اکثر میوہ و گل و غلہ کی پیداوار کو صرف ترقی ہی نہیں ہوئی - بلکہ وے زیادہ لذیذ و خوش ذائقہ بنائے گئے ہیں - گھوڑے - بیل - بھیڑ - بکری کی نسل کو بھی خوبصورتی و قوت و سڈول پن میں بہت کچھ ترقی دیگئی ہے - ان ترقیات کرنے کی ترغیب دینے کے لئے معقول انعام عطا ہونے کے لئے اشتہار دئے گئے ہیں -

مگر ہائے افسوس - صد افسوس کہ انسان کے حسن و جمال و بدن کے سڈول پن اور قوت کو ترقی دینے کے لئے جسکو کہتے ہیں کہ خدا کی صورت کے مانند بنا ہوا ہے - ہنوز کسی لائق شخص نے تدبیر نہیں کی -

عورتوں کی خاطر خواہ تعلیم ہونے اور ایام حمل میں مذکورۂ بالا قواعد پر واجب لحاظ کرنے سے انسان کے نسل کی خوبصورتی و رنگ و قوت و خصلت و دھرم میں ترقی دیجا سکتی ہے -

یہہ مضمون بہت زیادہ طوالت دیا جاسکتا ہے - اس سے خاطرخواہ اور عمدہ نتیجہ نکالنے کے لئے واجب ہے کہ آئندہ پشتیں بھی انسان کی اسپر لحاظ رکھیں - اسکے ذریعے سے انسان کی حسن و قوت کو بہت زیادہ ترقی ہونیکی امید ہے - دراصل یہہ نہایت تسلی بخش امید ہے -

باب ہشتم دربیان انسداد علاج اطبای جاہلان

اطباے صحرائی کہ جو الف کے نام سے بھی نہیں جانتے۔ اس ہندوستان کی مٹی پلید کرتے ہیں

وہ ہر شہر و قصبہ و دیہات میں علانیہ پیشۂ طبابت کرتے ہیں۔

کوئی نہیں پوچھتا کہ تم کیوں بیگناہ انسانوں کی جانیں لیتے ہو۔

اگر یہہ سوال کیا جاوے کہ جاہلوں سے علاج کیوں کرایا جاتا ہے تو یہہ قول اون کے حسب حال ہے۔

اشلوک

या दृशी शीतला देवी ता दृशी खर वाहन : ११

ترجمہ

یعنی جیسی دیوی ویسی ہی اوسکے لیے گدھے کی سواری ہوتی ہے۔

جاہلاں اگر نا عاقبت اندیش نہوں۔ تو ایسی دوائی کہ جو صریح مضر صحت و تندرستی ہے کیوں استعمال کی نوبت پہونچے۔

وہ لوگ وحشی جانوروں کی مانند دنیا میں رہتے ہیں

سچی اور جھوٹی بات کی شناخت کا مادہ اگر اون میں ہو تو وہ کیوں جاہلوں میں شمار کئے جاتے۔

اگرچہ جاہلوں میں تمیز و شعور و مادہ دور اندیشی نہیں ہوتا لیکن گورنمنٹ کے نزدیک جاہل و نابالغ

دونوں کی حفاظت کرنا فرض ہے۔

شاید کوئی گانوں خالی ہوگا کہ جسمیں دو ایک طبیب جاہل موجود نہوں گے۔

اون کے علاج عجائب و غرائب طرز کے ساتھ ہوا کرتے ہیں۔

یہہ بات تو ظاہر ہے کہ دیہات میں اول تو کسی قسم کی دوا فوراً میسر ہونا ایک امر دشوار ہوتا ہے مگر اطبای صحرائی کو حقیقت میں کسی قسم کی دوا کی بہت کم ضرورت ہوتی ہے۔

البتہ دو چار کشتہ جات ناقص اون کے پاس ہر وقت موجود رہتے ہیں۔

یعنی سنکھیا و ہرتال وغیرہ جو قسم زہر سے ہیں۔

اکثر اونکے علاج اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ مثلاً ہر بخار کے واسطے خواہ صفراوی ہو۔ خواہ سوداوی۔ خواہ بلغمی ہو۔ خواہ دموی۔ ہر موسم کے واسطے یہہ نسخہ ہے۔ قند سیاہ۔ آرد باجرہ اجواین ایک آثار پانی میں جوش دلاکر گرماگرم مریض کو جبراً یا خوشی سے پلوا دیتے ہیں۔ فوراً بعد کو اوپر سے دو لحاف روئی دار بھی مریض پر ان ڈلوا دیے۔

اور ایک ایسے تاریک مکان میں کہ جہاں ہوا کا نشان نہو مریض کو اوٹھوا لے گئے۔

اور دو آدمی اوسکی چھاتی پر سوار کروا دیے۔ تاکہ وہ کسی طرح سے جنبش نہ کرنے پائے میعاد معینہ کے اندر اگر وہ مریض قوی ہوا تو اوسکی جان بچ گئی۔

ورنہ ملک عدم کو روانہ ہوگیا۔

بفرض محال اگر اوس علاج نامعقول سے کوئی بچ بھی گیا تو مکرر سنکھیا یا ہرتال وغیرہ کے کشتہ جات کا استعمال کرا کے اوسکی جان لیلی۔

علی ہذا القیاس دیگر امراض کے علاجوں کا بھی یہی حال ہے۔

تماشا یہہ ہے کہ باوصف مشاہدہ شب و روز کے جاہلان اون کے علاج کرانے سے

باز نہیں آتے - اور روزانہ اپنی جانیں ضائع کرتے ہیں۔
نہ معلوم کس روز اس بدبخت ہندوستان کی یہہ جہالت دور ہوگی۔
لیکن تعجب یہہ ہے کہ ہمیشہ ایسے واقعات کے گذرنے پر بھی گورنمنٹ کی طرف سے کوئی انسداد یا اصلاح نہیں ہوتی۔
یہہ بھی عین دلیل بدبختی ہندوستان کی متصور ہے۔
چوکیداران دیہات وقصبات وغیرہ جبکہ اموات کی رپورٹ ڈویژن پولس میں کرتے ہیں۔ ہرگز اس امر کی تشریح نہیں کرتے کہ فلاں حکیم صاحب نے فلاں شخص کو علاج نامعقول سے مردہ کیا۔
بجز اسکے کہ وہ کسی مرض کے سبب سے کہ جو اون کے خیال میں ہو معمولی طور سے فوت ہونا لکھا دیتے ہیں۔
لیکن وہ بھی قصور وار نہیں ہیں۔
کیونکہ اسلئے کہ جب اونکو ایسی باتوں کی ہدایت نہیں ہے تو وہ کیونکر عمل کرنے لگے۔
حقیقت یہہ ہے کہ عادل گورنمنٹ کے عہد میں بیوقوف رعایائے ہند پر یہہ ایک نہایت بڑا ظلم ہو رہا ہے کہ جسکا انتظام ہونا لابد وضروری ہے۔
اب جب تک کہ ایسے امور کی اصلاح کے واسطے کوئی ایکٹ پاس نہیں کیا جاویگا۔
انتظام ہونا ایک امر محال ودشوار ہوگا۔
کیونکہ بغیر خوف کے ہرگز جاہلان افعال ناشایستہ سے باز نہیں آسکتے۔
اسمیں سو سرتی کا پرمان موجود ہے

दंडः शास्ति प्रजाः सर्वाः दंड एवाभिरक्षति

दंडः सुप्तेषु जागर्ति दंडं धर्मं विदुर्बुधाः ॥

मनुस्मृति ॥

ترجمہ

یعنی سزا اسکے ہی خوف سے رعایا کو تعلیم پہونچتی ہے اور وہی سونے اور جاگنے میں حفاظت کا باعث ہے۔

اسواسطے دانشمندوں نے سزا ہی کا نام دھرم رکھا ہے

اگر گورنمنٹ بطور دستکشی کے اس معاملے پر بھی توجہ کرتی تو یقیناً اسکا بھی بسہولیت انسداد ہو جانا دشوار نہیں تھا۔

اور نہ گورنمنٹ کا اسمیں کچھہ ذاتی صرف ہوتا

کیونکہ جسطرح زمینداران پر چندہ سڑک و چوکیداری و ڈاک پٹواریان و مدارس و قحط زدگان مقرر ہے۔ اور شامل مالگذاری وصول کیا جاتا ہے۔

علی ہذا القیاس اطبای گرداور کا چندہ بھی اوس میں شامل ہو سکتا تھا۔

اور تمام زمینداران ایسے چندہ کو ادا کرنے کو بہت خوشی اور رضامندی سے منظور کر لیتے۔

اوس چندے سے اطبای یونانی و مصرانی و ڈاکٹران ہر پرگنے یا علاقے میں کہ جہاں حسب طریق و رواج باشندگان جس طبیب کا تقرر مناسب خیال کیا جاتا مقرر کئے جاتے وہ اطبا ہر موضع یا قصبے میں مثل ویکسی نیٹران دوازدہ ماہ دورہ کرکے غریب و امیر کا علاج کرتے رہتے۔

مگر نہ معلوم کس مصلحتِ خاص سے گورنمنٹ نے اسطرف توجہ نہیں فرمائی۔
خدا کی باتیں خدا ہی جانے۔

سوال چونکہ زمانۂ حال میں انسانوں کو انواع اقسام کے امراض روزانہ لاحق حال رہتے ہیں۔
کیا ہمیشہ سے اسی کثرت کے ساتھ ہوتے چلے آئے ہیں۔ یا کہ زمانۂ حال کی ہی برکتوں سے اسقدر زیادتی ہوگئی ہے اور اوس زیادتی کے اسباب ظاہری کیا پائے جاتے ہیں۔

جواب ایک باعث تو وہی ہے جو کہ باب چہارم میں مذکور ہوچکا ہے۔
دوسرے تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اس ملک ہندوستان کی اقوام ہنود میں عرصے سے مُردوں کا پان ۔۔۔ اً عموماً ایسا رائج ہوگیا ہے کہ جو ہوتے ہوتے مذہبی امور میں شمار کیا جاتا ہے۔
حالانکہ یہہ عمل مذہب سے محض بے اصل ہے۔
اسی حرکتِ ناشائستہ کی وجہ سے اس ملک میں دوازدہ[۱۲] ماہ عارضہ ہائے مثل ہیضہ وغیرہ کے پیدا ہوتے رہتے ہیں
کہ جن کے سبب بندگان خدا کو طرح طرح کی ایذائیں پہونچتی ہیں
اور قبل از وقت موتیں وقوع میں آتی ہیں۔
پرانی عمر کے آدمیوں کے بیان سے معلوم ہوا کہ چالیس[۴۰] برس سے پہلے اسقدر عوارض کی شدت اس ملک میں نہیں تھی
لیکن چالیس[۴۰] برس کے بعد روز بروز امراض ترقی پکڑتے گئے۔

اوسکی وجہ خاص یہہ بیان کیسی ہے کہ جب تک دریاے گنگ و دریای جمن وغیرہ میں سے
انہار نہیں نکالی گئیں تھیں اون میں ہمیشہ بکثرت پانی رہتا تھا۔
جسقدر مردے اونمیں ڈالے جاتے تھے وہ طغیانی پانی سے ایک جگہہ فراہم نہیں ہونے
پاتے تھے۔
مگر جب سے کہ انہار نکالی گئیں دریای مذکور پایاب ہو گئے۔
جسقدر دریاؤں میں پانی کم ہوتا گیا۔ اوسیقدر امراض کی ترقی ہوتی گئی۔
اب جسقدر مردے اونمیں ڈالے جاتے ہیں وہ ایک جگہہ سڑتے رہتے ہیں۔
اور اون مردوں کا تعفن ہوا میں شامل ہوکر ہوا کو مضر صحت کردیتا ہے۔
اور دریاؤں کا پانی خود مضر صحت ہوجاتا ہے کہ جسکو ہنود صاحبان نہایت متبرک خیال
کرکے کمال شوق سے نوش فرماتے ہیں۔
بلکہ دریای گنگ کا پانی دراز وہ راہ پیپوں میں بھرا ہوا دور دور ملکوں میں جاتا ہے
کیونکہ اوسکا پانی پینا اقوام ہنود باعث نجات جانتے ہیں کہ جو حقیقت میں اونکی اوقات
موت کا کسی موقع پر وہی باعث ہوتا ہے۔
اب غور فرمائیے کہ ایام وبائی یعنی ہیضے میں حسب الرای ڈاکٹران گورنمنٹ ہند
کی جانب سے کسقدر احتیاط کیجاتی ہے کہ جس گانوں یا قصبے میں یہہ عارضہ شروع
ہوتا ہے وہاں کے آدمیوں کو دوسرے گانوں یا قصبے یا شہر یا چھاؤنی میں آنے کی اجازت
نہیں ہوتی۔
مگر مردوں کے واسطے کوئی انتظام نہیں کیا جاتا وہ برابر بے تکلف دریاؤں میں ڈالے
جاتے ہیں خواہ کیسی ہی بیماری سے وہ موتیں وقوع میں آئی ہوں۔

یہہ ظاہر بات ہے کہ ہیضے کے مرض ہیضے کے مردے کے چھونے سے۔ ہوا لگنے سے
دوسری جگہہ پھیلتا ہے۔
پس کوئی وجہہ معلوم نہیں ہوتی جس حالت میں کہ مرض مذکور کے مردے دریا میں ڈالے
جائیں اور پانی میں سڑیں۔ اور شامل ہوں۔ ہیضے کی نسبت پانی میں نہ سرایت کرے
جہانتک قیاس کیا جاتا ہے دریا کے ذریعے سے ہر ایک مقام پر ایسے مرض کا پہونچنا
ایک امر بدیہی ہے۔
کسو جہہ سے کہ دریا کے پانی پینے یا نہانے دھونے میں کسی فرقے کے انسانوں کو
تامل نہیں ہوتا۔
ہر شخص بخوشی و رغبت اوسکا استعمال کرتا ہے۔
گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے انتظام نہونے کی خاص وجہہ یہہ معلوم ہوتی ہے کہ اس
بابت میں دخل دینا وہ مذہب ہنود میں دست اندازی خیال کرتی ہے
حالانکہ اہل ہنود میں ستی ہونے کا رواج بھی ایک عرصے سے جاری تھا کہ جو مذہبی امور
میں شمار کیا جاتا تھا۔
چنانچہ گورنمنٹ نے ایسے فعل سے بذریعہ قانون انسانوں کو روکا۔ اور دست اندازی
کی۔
اسکا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ فعل مذکور قانون قدرت کے خلاف رائج ہونے
کے سبب مسدود کیا گیا۔
انسان کو پروردگار عالم نے اسواسطے پیدا نہیں کیا کہ اوسکے لئے وہ طریقے رائج
رہیں کہ جو اوسکی نسل کے معدوم کرنیوالے یا تکلیف دہندہ ہیں

علی ہذا مُردوں کا پانی میں ڈالنا بھی ایک ایسا ہی فعل ہے۔

اگرچہ معلوم گورنمنٹ عالیہ نے کس وجہ سے اسطرف توجہ نہیں فرمائی کہ جو علانیہ باعث
ہلاکت انسانوں کا اوسکے سامنے موجود ہے۔

گورنمنٹ پر فرض ہے کہ بعد تحقیقات کامل بمشورہ ڈاکٹران اہل یوروپ و ایشیا
اس امر کی بابت غور و توجہ فرمائے۔

اور اس خیال کو بالکل دل سے دور کرے کہ یہہ مذہبی دست اندازی ہے۔

کیونکہ مذہب ہنود اصول وید پر مبنی ہے

وید میں بجز جلانے کے پانی میں ڈالنا مُردے کا کسی مقام پر نہیں دیکھا جاتا۔

اور جلانے کے واسطے بھی وہ قواعد منضبط ہیں کہ جس سے ہوا متضرر صحت نہ ہو۔

یعنی ہر ایک مُردے کے واسطے حسب استطاعت و مقدرت انسان کے ادویات
خوشبودار مثل صندل و اگر و [illegible] وغیرہ کا استعمال معین کیا گیا ہے۔

وید منتر

वायुरनिलममृतमथेदं भस्मान्तं शरीरम् । ओम्
क्रतो स्मर कृतं स्मर ॥ य० वेद अ० ४०

خلاصہ مطلب

یعنی پرمیشر انسانوں کو حکم دیتا ہے کہ تم اپنی موت کے وقت پرمیشر سے مخاطب ہو کر
اس امر کے مستدعی ہو کہ ہمکو بیاپک پرماتما کا وصال ہو۔

ہماری قالب آگ میں جلکر خاک ہو جاوے۔

اور بدن کے اصلی عنصروں میں مل جائیں۔

اور جو شخص کہ محض نادار یا لاوارث ہو اوسکا انتظام بہشم بذریعہ چندے سکے ممکن ہے
بفرض محال اگر کسی مقام پر مجبوری پیش آسئے تو بجز اسکے کہ اوسکے واسطے
کوئی اور انتظام مناسب کیا جاسے پانی میں ڈالنا مردے کا کسیطرح جائز و درست
نہیں ہوسکتا۔

بعض موقع پر اکثر اون اشخاص سے کہ جو اپنے مردوں کو پانی میں ڈالتے تھے نسبت
جلانے کے کہا گیا۔ تو جواب دیا کہ ہمکو اسقدر مقدرت نہیں کہ جو سامان جلانے کے واسطے
مہیا کرسکیں بامر مجبوری ایسا کرتے ہیں۔

حالانکہ اونہی اشخاص کو بعد میں تیرہویں کرتے ہوئے باصراف کثیر دیکھا گیا۔

حقیقت یہہ ہے کہ یہاں کے باشندوں میں سے تہذیب و اخلاق کا مادہ بالکل
معدوم ہوگیا ہے۔

کہ جو اون کی فلاحیت کا باعث ہوسکتا ہے اور جسکو ہم چند بار لکھہ چکے ہیں
ورنہ خیال تو فرماسیے کہ مردوں کی دیدہ و دانستہ مٹی پلید کرنا کیوں کر انسانی
اخلاق میں شامل ہوسکتا ہے۔

اون مردوں کے گوشت کو کہ جو پانی میں ڈالے جاتے ہیں۔ چیل و کوئے و گدھ
و کتے و بھیڑیے و گیدڑ۔ وغیرہ جانوران درندان کن نامعقول حرکات سے کہاتے
ہیں۔ کہ جن حرکات کے دیکھنے سے انسانوں کو کہ جو ذرا بھی مادہ عقل و اخلاق کا
رکھتے ہوں کیونکر کراہیت و نفرت نہو گی۔

یہاں پر وہی مثل صادق آتی ہے کہ گرو لنگھن چوپال پہ۔ اور گھیر گور ندہی کھائیں۔
یعنی اوستاد تو چوپال پر بہوکے مریں۔ اور گھر میں بدروحیے لوگ شیر برنج تناول

کریں

مُردوں کے واسطے جو لوازمات سنگار ضروری چاہییں اُن میں تو کوتاہی کیجاتی ہے بلکہ ہر طرح سے فضیحت اور وہ فضیحت کہ جسکو عوام الناس ظالم انسانوں کے واسطے بددعا دیا کرتے ہیں کہ تیری لاش سٹرے یا کیڑے پڑیں۔ یا جانور کھائیں

مگر ہندو صاحبان بغیر بددعا کے ہی بخوشی ایسا کرنے میں تامل نہیں کرتے۔

اگرچہ لاش مدفونہ بھی مانند اونکے سٹرتی ہیں

لیکن تعفن سے بیشتر محفوظ رہتی ہیں۔

چنانچہ فی الحال یوروپ میں بھی اسیوجہ سے مُردوں کا جلانا بہ نسبت دفن کے عمدہ خیال کیا گیا ہے۔

حیرت اس امر کی ہے کہ اونکی غیرت کیونکر ایسے فعل کی مقتضی ہوتی ہے کہ اپنے بزرگوں کے ننگ و ناموس کا مطلق خیال نہیں کرتے۔

اور علی الاعلان جیسا آج کے کام کرنے میں بیشرمندہ و متنکر نہیں ہوتے۔

خلاف شائستگی اصرافت ناجائز کا یہ حال کہ ہزار گھر اجڑ گئے اور قرض ایک جیہ کی گرہ کے نبھانے کی غرض سے ممکن ہو وہ خرچ کیجاتی ہیں

حالانکہ دعوت بارادہ بھی خوشی کی حالت میں بھلی معلوم ہوتی ہے۔

نہ کہ بجائے رنج و الم مستوں کو موت کی دعوتیں دیجائیں

بالآخر نتیجہ وہ ہوتا ہے کہ گھر بار نیلام بال بچے خراب و پریشان فاقوں پر نوبت پہونچتی ہے۔

باوصف ان خرابیوں کے پھر بھی باز نہیں آتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ یہہ شناخت اعمال نہیں ہے تو کیا ہے
تماشہ یہہ ہے کہ ایسی دعوتوں سے ناموری بھی تو اونکو حاصل نہیں ہوتی۔
بعد کھانا کھانے کے کوئی کہتا ہے کہ کچوریوں میں تیل پڑا ہوا تھا۔
دوسرا کہتا ہے کہ راستے میں مرچیں بہت پڑی تھیں۔
تیسرا کہتا ہے کہ ایسی دعوت سے تو ہم بھوکے ہی اچھے تھے۔
الغرض طرح طرح کے الزامات لگائے جاتے ہیں۔

آخرکار یہہ ناموری حاصل ہوتی ہے۔
اگر یہہ کے محتاجوں کو کہ جو محض نادار ہو کسی محنت یا مزدوری کی طاقت نہ رکھتے ہوں۔
اگر ایسا مال اونکو بلا لحاظ قوم و فرقے کے کھلایا جاوے تو مضائقہ نہیں۔
بلکہ خدا کی رضامندی اور ثواب میں داخل ہو سکتا ہے
اور قومی ہمدردی بھی اوسکو کہہ سکتے ہیں۔
لیکن گرگٹ و نکا کھلانا نہ تو دین میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ دنیا میں باعث بہبودی ہو سکتا ہے
بلکہ سراسر داخل حماقت ہے۔ شعر

آنشب کہ بزیر دلکشش شمع کافوری نہد		زندہ بینی کشش یعقوب بر وطن نباشد بزار غم

بابِ نہم در بیانِ انضباطِ قواعدِ انجمنِ رفاہِ ہند۔

اے ست چت آنند پرماتما تیری بے انتہا مہربانی کی بدولت آج میں اس کتاب (تحقیق الحق) کو کہ جو عین تیری مرضی کے مطابق خیال کیجاتی ہے ختم کرنا چاہتا ہوں۔
اگر اوس میں کوئی غلطی واقع ہوئی ہو اوسکی معافی کا خواستگار ہوں۔
کیونکہ اَلاِنسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الخَطَاءِ وَالنِّسیَانِ۔
یعنی آدمی خطا اور بھول سے ترکیب دیا گیا ہے۔
میں کسطرح اپنی آتما میں قابلیت اور قدرت اس امر کی نہیں دیکھتا کہ جسکے ذریعے سے تیری بے شمار نعمتوں اور برکتوں کا شکریہ ادا کرسکوں۔
دوسری یہہ استدعا ہے کہ ہماری گورنمنٹ عادل کے قلب کو اوس برقی روشنی سے منور کر کہ جسکی قوت سے وہ ہندوستان کی تاریکی کو دور کردے۔
کہ جس تاریکی کے سبب باشندگانِ ہند نابینا ہو رہے ہیں۔
اور ایسی ہدایت دے کہ جس سے اوسکو وہ طریقہ اختیار کرنا مدِ نظر خاطر ہو کہ جو باعث ترقی و بہبودی اس ملک کا ہے

یعنی کل رسوم قبیحہ مرجیہ ہند کی بیخ کنی ہو۔ اور بآسانی کامیابی کی صورت ظہور پذیر ہو

تاکہ ملک میں ہر قسم کا امن قائم ہو

جو کہ موجب ترقی دولت و استحکام سلطنت کا ہے۔

تمام رسوم مفسدانہ ہند کے انسداد کے لئے ایک طریقہ نہایت عمدہ و مناسب

خیال کیا جاتا ہے۔

بشرطیکہ گورنمنٹ عادل کی بارگاہ میں بھی وہ مقبول ہو جاوے۔

یعنی گورنمنٹ ہند کے حضور سے کل برٹش انڈیا کے واسطے بتوسل کسی ایکٹ کے ایک

جنرل کمیٹی مقرر کیجاوے۔

اور اوسکا نام انجمن رفاہ ہند رکھا جاوے۔

اور اوس کمیٹی میں ایسے صاحبان خدا دوست۔ منصفان۔ و عالم وریفارمر

اقوام ہنود و اسلام و عیسائیان و پارسیان سے منتخب کئے جائیں کہ جنکے دماغ عالی کو

مذہبی تعصب کی ہوا نے پریشان نہ کیا ہو

اس کمیٹی کے ماتحت ہر اضلاع میں سب کمیٹیاں مقرر کی جائیں

کہ جن کے پریسیڈنٹ صاحبان کلکٹر ان اضلاع کے ہوں

اور وہ سب کمیٹیاں اپنے اپنے ضلع کے کسی حصے میں ماہواری اجلاس کر کے

ہر معاملہ رفاہیت کی بابت غور و تحقیقات کیا کریں

بعدہٗ اپنی روئداد آخر ماہ پر بذریعہ صاحبان کمشنران ڈویژن جنرل کمیٹی کی خدمت

میں بھیجا کریں۔

جنرل کمیٹی ہر سال ایک اپنا اجلاس کسی ضلع میں کہ جہاں حسب رپورٹ کمیٹی کسی امر کی اصلاح
کی اشد ضرورت مطلوب ہو فرمایا کرے۔

اور وہ جنرل کمیٹی اخیر سال پر اوس تمام کارروائی کی مفصل رپورٹیں بوساطت لوکل
گورنمنٹوں کے صاحب سکرٹری اعظم والیسرائی و گورنر جنرل ہند کے حضور میں بھیجا کرے
کونسل والیسرائے و گورنر جنرل کی بابت میں جو امر قابل تنسیخ یا ترمیم یعنی اوس کے
نزدیک جو تدبیر مناسب حال ہو عمل میں لائے۔

اگر یہہ طریقہ منظور ہو جاوے تو ہمیشہ ہر کام کی اصلاح میں نہایت سہولیت کے ساتھ
مدد دیگا۔

اور بہت جلد ملک میں امن قائم کرنے والا ہوگا
اوسکے قائم ہونے سے کبھی کوئی صورت مخالفانہ ملک میں بمقابلہ رعایا و گورنمنٹ
ہرگز پیدا نہو گی۔

بفرض محال اگر کوئی بدعت یا فتنہ پیدا بھی ہو تو ممکن ہے کہ فوراً اوسکی بیخ کنی ہو جاوے
اور کسی گروہ کار از نادانی کہ جو مضرت رسان مخلوق ہو کسی وقت میں گورنمنٹ سے
مخفی نہ رہسکیگا۔

تتمہ۔

اسوقت میں اپنی نیک گورنمنٹ کی عنایات بےنہایت عہد پاند کا شکریہ ادا کرنے
سے بھی باز نہیں رہ سکتا
کہ جسکی آزادی کی بدولت اور قوت قانونی سے اسقدر حوصلہ و دلیری و جرأت
اس کتاب "تحقیق الحق" کے لکھنے کی حاصل ہوئی۔

میں نے اوسکی مہربانی اور برکتوں سے قانونِ امتحان میں تحصیلداری کا پاس کیا اور دربار میں شریک ہوا۔

الغرض جو کچھہ کہ اوسکی جانب سے اعزاز حاصل ہوئے وہ سب اوسکی شفقت میں داخل ہیں کہ جنکے حصول کا بلحاظ قابلیت کسی طرح اپنے تئیں مستحق خیال نہیں کرتا ہاں اسقدر ضرور ہے کہ میں اور تمام میرے بھائی برادران گورنمنٹ کی جان نثاری کو ہر وقت موجود ہیں۔

چنانچہ کاغذات انگریزی اسناد مندرجہ ذیل سے میرے اس بیان کی تائید و شہادت ہوسکتی ہے

To

His Excellency the Honourable Edward Robert Lytton, Bulwer-Lytton, Baron-Lytton of Knebsworth in the county of Hertford, G.M.S.I. Her most gracious and Imperial Britainic Majesty's Viceroy and Governor General of India,

Calcutta.

The humble memorial of the undersigned Chohan Thakurs or Zamindars of Zila Aligarh, Coel, North-West Provinces.

Most respectfully sheweth—

That your Excellency's Humble memorialists are a poor remnant of the ancient military race and Feudal dependants of India. In their days the honourable profession of arms and deeds of valour in the service of the Paramount power in this country were known as their especial and ennobling pursuit.

That under the adverse Mohammadan Rule and a difference of creed this down trodden tribe was compelled to struggle hard and long for very existence.

However the annals of Akbar the great's conquests shew as also the histories of the like tolerant Mohammadan Sovereigns, who justly patronized these persecuted sons of the soil that the ranks of the Imperial army were generously opened to their promising and unemployed youth which affords ample evidence of their examplary fidelity zealous devotion and other qualities which are the true adornments of a soldier on the field of battle.

Happily this spirit is still maintained in your memorialists' family legends; but it is to be deplored that there is no opening for their spirited youths to develope their energies and prove their loyalty to the present established and legitimate Government

That it is due to the benignant rule, liberal policy, and paternal Government of her most gracious Britannic Majesty and Empress of India that your memorialists feel themselves quite secure in the full enjoyment of their lives and property and in the free exercise of their religion. That it was from heart felt gratitude and a high appreciation of this invaluable boon combined with the Chevalrous spirit and loyal devotion of their forefathers which enabled your memorialists to hold out and defend their native villages against over whelming rebel forces in 1857; and finally as soon as it was found practicable they were prompted by the same feelings and motives to leave their homes and join the British force at Kachhla Ghat and other places to serve and give their best aid to Government in suppressing the mutineers. How your memorialists performed this arduous and trying service and were duly honoured with rewards and distinctions on the restoration of peace at the hand of their local Government memorialists with respectful confidence beg to refer your Excellency to their worthy Magistrate and Collector and his office records.

That at a time when affairs on the N. W. Frontier occupy public interest and attention and most of the allied Rajputs and other native

states are sendig out their respective quotas to the field your memorialists not to be out-done in arms and devotions and bound as they are to your Excellency's Government and as more immediate loyal subjects of Her Imperial Majesty claim precedence in asking to be ordered to the front.

To this end they are already prepared to raise a mounted Chohan Volunteer Cavalry Corps consisting of 1000 able bodied youths and peasantry to be equipped and drilled for service under an able commandant appointed by Government.

Finally your memorialists beg permission of your Excellency's Government to carry out this measure and to perform loyal services with heart-felt pride and gratification and anxiously and respectfully looking for a favourable answer to their memorialists.

Your memorialists beg to sign themselves your Excellency's most faithful humble servants.

Thakur Ganga Bakhsh
Do. Kanchan Singh
Do. Bhupal Singh
Do. Sher Singh
} of Abeka P. Coel Zilla Aligarh.

Do. Mukand Singh
Do. Munna Singh
} of Chhalesar Zilla Aligarh.

Do. Jeewaram Singh
Do.Ooda Singh
Do. Kalloo Singh
Do. Daulat Singh
} of Machua Do.

Do. Balwant Singh
Do. Sirdar Singh
Do. Umrao Singh
Do. Balwant Singh
and other Chohan brothern
} of Morthal and Satha

Dated the 17th December 1 78.

No. 721-P.

FOREIGN DEPARTMENT POLITICAL.

FROM

THE ASSISTANT SECRETARY TO
GOVERNMENT OF INDIA.

TO

THE SECRETARY TO GOVERNMENT,
N. W. P. AND OUDH.

DATED FORT WILLIAM, *the 25th February 1879.*

SIR,

I am directed to acknowledge your letter No. 122, dated the 7th February 1879, submitting for consideration and order copy of a letter from the Commissioner of Meerut together with a memorial from the Chohan Thakurs and Zimindars of the Aligarh District, offering to raise a Cavalry Corps for service in Afghanistan.

2. In reply I am desired to request that the memorialists may be informed that his Excellency the Viceroy and Governor General in Council highly appreciates the spirit of loyalty which has dictated their offer, but that there is no immediate prospect of their service being required.

I have, &c.,

(*Sd.*) R. M. DOW,
Asst. Secretary to Govt. of India.

No. 200 of 1879

POLITICAL DEPARTMENT N. W. P. AND OUDH.

DATED ALLAHABAD, *the 8th March* 1879.

Copy of the foregoing forwarded to the Commissioner Meerut Division with reference to his letter No. 15, dated the 30th January last for information and communication to the memorialists.

By order, &c.

(Sd.) R. SMEOTON,

for Secretary to Govt. N. W. P.

No. 113, dated, the 10th March 1879.

Copies forwarded for communication to the memorialists in reply to No. 58, dated the 24th January last.

To

THE COLLECTOR OF ALIGARH,

By order of

(Sd.) J. B. ROBERTS,

Head Assistant.

TRUE COPY

(Sd.) CHANDU LALL

Assista[illegible]

Dated 18th February 1882

بحضور جناب مستطاب معلے القاب ایتورڈ رابرٹ لٹن بلور لٹن نواب لٹن نیبور درتہ ضلع ھرٹ فور

آقاے اعظم ستارہ ھند و نواب نائب حضور فیاض من قیصرۂ معظمہ برطانیہ و گورنر جنرل بہادر

ھند رونق افزاي کلکتہ دام اقبالہ مشرف باد—

عاجزانہ عرضداشت مندرجہ ذیل چودان نوکران یعنی زمینداران عایدتہ عرف کول ممالک

مغربي و شمالي کے آداب کے ساتہ مظہر ہیں-

کہ حضور عالیجناب کے مؤدب عرض پردازان قدیم قوم چہتري کے حقیر پس ماندہان

اور باجگذاران سرداران ھند ھیں-

اپنے زمانہ موافق کے درمیان وے فرمان رواے ممالک ھذا کي خدمت میں رہ کر معزز پیشہ

توجي اور مہمات زورآزمائی کے خاص اور اصلي شوق کے لئے مشہور تھے کہ عہداسلامیہ

کے زمانہ مشکل میں بوجہہ نقیض مزھبي اس پامال شدہ قوم کو اپنے جانبري کے لئے

سخت جنگ و جدال مدت تک در پیش رھیں-

مگر اکبر اعظم کے فتوحات کے و نیز دیگر حالات سلیم الطبع فرمانروایان اسلامیہ کي تواریخ

سے واضح ہے کہ شاھان مزکورالصدر نے ان مظلومان باشندگان ھند کي منصفانہ

قدردانی کی

اور اون کے لایق اور بے شغل نوجوانوں کو فیاضي کے ساتہ شاھي فوج کے درمیان

ممتازي بخشے

جن سے کہ پوري شہادت اونکي ضرب المثل وفاداری داي جان نثاري اور دیگر اوصاف کي

پائي جاتي ہے جوکہ میدان جنگ پر سپاھی کی عین زیبایش ھیں

خوش نصیبی ہے کہ یہی دلیری بندگان حضور کے خاندانی خصلت کے درمیان ایک بات جاتی ہے *

مگر مقام افسوس ہے کہ اُن کے دلیر نوجوانوں کے لیئے کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا کہ وے اپنے زور آزمائی کا قدم آگے بڑھاویں

اور جو سرکار والاتبار اُن کی فرمانروا ہے اُسکے ساتھ تہ دل سے اظہار وفاداری کریں *

کہ حضور قیصرِ دوران ملکہ معظمہ برطانیہ و قیصرۂ ہند کی عملداری منصفانہ اور انتظام فیاضانہ اور حکومت مادرانہ کی بدولت بندگان حضور اپنے جان و مال سے بڑی خوشی اُٹھاتے ہیں اور ادائے فرائض مذہبی کے ارادے میں بھی اپنے تئیں امان پاتے ہیں *

کہ اس عیش بے بہا کی دلی شکر گذاری اور کمال قدردانی اور نیز اپنے بزرگوں کی بہادرانہ دلیری اور وفادار تندہی کے خیالات کے باعث اس قابل ہوئے کہ ۱۸۵۷ع کے درمیان بمقابلہ بیشمار افواج باغیان اپنے دیہات کی حفاظت کی - اور اطاعت قبول نہ کی *

یہ باعث اُنہیں خیالات اور رجحانات کے جبکہ موقع ملتا تھا فوراً ایسے جوش میں آئے کہ گھر چھوڑ کر کچلا گھاٹ اور دیگر مقامات پر شامل فوج سرکاری ہو کر غنیم کے دفع کرنے میں حتی المقدور سرکاری کی مددگاری اور اعانت کی چنانچہ جبکہ بندگان حضور نے یہہ جانفشانی اور تندہی کی خدمات انجام دیں *

اور از سرنو امان ہو جانے پر منجانب اولٰی گورنمنٹ انعام و اکرام حاصل کیئے *

مودب اطمینان کے ساتھ عرض پرداز ہیں *

کہ حضور والا تبار لائق و فائق کلکٹر بہادر ضلع ھذا اور نیز صاحب موصوف کے کاغذات دفتر سے تصدیق فرمائیں *

کہ ایسے موقع پر جب کہ معاملات سرحد مغربی و شمالی مرجع سرکار و توجہ عوام ہیں۔ اور اکثر مہاراجہ‌ان و دیگر ریاستہاے ہند اپنے تھورے میدان جنگ کی طرف روانہ کرتے جاتے ہیں *

بندگان حضور اس خیال سے کہ فوج کے فراہمی و جاں نثاری میں پس پا نہ رہیں اور گورنمنٹ حضور والا تبار کا اپنی اوپر فرض سمجھتے ہیں *

ملکہ معظمہ کے مخصوص تو رعایا کے بطور اظہار استحقاق پیش قدمی سے درخواست کرتے ہیں *

کہ ایکہزار مستعد و تندرست والینٹیر نوجوانان چوہان زمیندار و کاشتکاران بھرتے کریں اور سامان ضروری مہیا کرنے کے لایق افسر مقررہ منجانب گورنمنٹ کے زیر حکم قواعد خدمت گذاری کی مہارت حاصل کریں *

بندگان حضور کی اخیر عرضداشت یہہ ہے کہ گورنمنٹ حضور والا تبار سے اس امر کی اجازت ملے کہ وہ دایی افتخار اور اوصاف کے ساتھ وفادار خدمت گزاران انجام دیں *

بندگان حضور آرزومندانہ و مودبانہ انتظار جواب با صواب کے ساتھ عرضداشت ھذا پر اپنے دستخط کرتے ہیں — ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۷۸ ع *

العبـــــد	العبـــــد	العبـــــد	العبـــــد
ٹھاکر گنگا بخش	ٹھاکر لچھمن سنگھہ	ٹھاکر بھوپال سنگھہ	ٹھاکر شیو سنگھہ رئیس

ایک ورگنه یکول ضلع علیگڈه

العبــــد العبـــــد

ٹھاکر مکند سنگه   ٹھاکر منا سنگه رئیس بجلیسر ضلع [illegible]

العبــــد العبـــــد العبــــد العبــــد

ٹھاکر جیوارام سنگه   لودھو سنگه   [illegible]   [illegible]   رئیس [illegible]
علیگڈه

العبــــد العبـــــد [illegible]

ٹھاکر بلونت سنگه   [illegible]   [illegible]   [illegible]

[illegible]

[illegible]

نمبری ۷۲۵ بی

منجانب اسسٹنٹ سکرٹری گورنمنٹ ہند بنام

سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی و اودھ

مورخہ فورٹ ولیم ۲۵ فروری سنہ ۱۸۷۹ ع

صیغہ خالصہ انتظام ملکی

جناب حسب الحکم گورنمنٹ میں اقرار کرتا ہوں کہ آپکی چٹھی نمبری ۱۲۲ مورخہ ۷ فروری سنہ ۱۸۷۹ ع وصول پائی بشمول جس کے آپ نے نقل چٹھی کمشنر میرٹھہ و نیز یاد داشت منجانب چوہان ٹھاکران و زمینداران ضلع علیگڈہ بدرخواست بھرتی کرنے یک رسالہ برائے خدمات جنگ بملک افغانستان بغرض ملاحظہ و حکم ارسال کی تھی *

بجواب اُس کے میں بہ تعمیل حکم آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ عرض پردازان کو اطلاع دیجئے کہ حضور عالی جناب نواب ویسرائے و گورنر جنرل ہند بہادر دام اقبالہ باجلاس کونسل کو وہ جوش خیر خواہی از بس پسند خاطر ہوا کہ بہ ترغیب جس کے سائلان نے یہہ درخواست پیش کی *

مگر فی الحال وہاں کوئی ضرورت ایسی نظر نہیں آتی کہ جسکی وجہہ سے عرض پردازان مذکور کی خدمات کی ضرورت متصور ہو *

دستخط آر ایم ڈو

نمبر ۲۰۰ سنہ ۱۸۷۹ ع نائب سکرٹری گورنمنٹ ہند محکمہ نظامیہ

ممالک مغربی شمالی و اودھ مورخہ الہآباد ۸ مارچ سنہ ۱۸۷۹ عیسوی *

نقل چھٹی مسطورالصدر پاس صاحب کمشنر قسمت میرٹھ بجواب اُنکی چھٹی نمبری ۱۵
مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ماضیہ واسطے اطلاع کے بھیجی جاے *
کہ بنام سائلان ترسیل ہو *
بحکم سکرٹری گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی کے *
نمبری ۱۱۳ مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۸۷۹ ع بنام صاحب کلکٹر علیگڈہ *
نقول براے اطلاع سائلان بجواب چٹھی نمبری ۵۸ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ماضیہ مرسل ہوں
حسب الحکم جناب کمشنر میرٹھ دستخط جی بی رابرٹس ہیڈ اسسٹنٹ

نقل مطابق اصل
دستخط چندو لال اسسٹنٹ کلکٹر
۱۸ فروری سنہ ۱۸۸۲ ع

تقریر

دی آنریبل سر آکلینڈ کالون کے سی ایم جی سی آئی اے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی و چیف کمشنر اودہ دربار میرٹھہ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۸۸۸ ع * کہ جس میں بزمرہ درباریان میں بھی مشرف تہا کہ جو جناب ممدوح نے بزبان اُردو فرمائی - قابل یاد گار ہی کہ جس کے ہر فقرے سے تہذیب و اخلاق و نیکی کی بوٹپکتی ہی لہذا بلحاظ آگاہی خاص و عام کے درج ذیل ہی *

اے تعلقداران و عہدداران و رئیسان

اضلاع قسمت میرٹھہ

اس دربار میں آپ کے شریک ہونے سے میں نہایت مسرور ہوا — کہ اس تقریب سے آپ سے ملاقات ہوگئی *

جو عمائد واکابر اس وقت یہان موجود ہیں اُن میں سے اکثر میرے قدیم دوست ہیں مگر اس موقع پر مجھکو اپنے وہ بہت سے احباب یہاں کے یاد آتے ہیں جو ہمارے درمیان سے اٹھہ گئے *

کاش اگر وہ بھی زندہ اور آج یہان موجود ہوتے تو میں اور بھی زیادہ خوش ہوتا — قسمت میرٹھہ کو بہت سالہاے گذشتہ سے خوبیہاے سرسبزی و شادابی زمین و

کثرت زراعت و وسیله هی آمدورفت بدرجه عنایت حاصل هین *

لیکن خود انهن امور کے لحاظ سے یه نسبت اوسوقت کے جب مجکو ابتدائي اس قسمت سے سنه ۱۸۶۰ ع مین واقفیت حاصل هوئي یہان بہت ترقي هوگئي هی *

غالباً زمانه حال مین اس سے زیادہ پر اثر تمثیل اُن فائدوں کي جو گورنمنت انگریزي کے قائم هونے سے هند کو حاصل هوئی هین - تمام ملک هند مین اور کہین نوین پائے جاسکتے *

یہان کے باشندے قحط کي بلا سے محفوظ هین - اور اُن کو اپنے پیداوار آراضی کو بطریق تجارت اور جلد بیچنے اور اُس سے متمتع هونے کي هر نوع سہولت حاصل هی *

کیونکه تمام قسمت مین هر طرف ریل جاري هی اور اس قطعه ملک کي سر سبزي کا اس سے زیادہ کیا بد بھي ثبوت هو سکتا هی که روز بروز آبادي مین ترقي هي — اور شہرون کا کار و بار بڑھتا جاتا هی *

اور عمدہ سے عمدہ قسم کي اجناس و دیگر اشیاء کی اس کثرت سے زراعت هوتي هی کي کچھه حد و انتہا هي نہین *

اور سب سے بڑہ کر یہه امر هی — جس کے معلوم هونے اور کہنے سے مجھکو ایک خاص خوشي هی — که اس قسمت ملک مین شر اور فساد کا نام نہین - اور لوگ قانع اور اپني حالت سے راضي اور خوشي هین *

اور یہه قسمت میرٹھه کي خاص اور اسي خوبیان هین که ان کي وجہه سے گورنمنت کو اور هر قسمت سے کم اس قسمت کي نسبت تشویش هوتي هی *

یہہ سب ایسي باتین ہین جو گورنمنٹ کي بہي اُسي قدر خوشنودي و اطمینان کا باعث ہین جسقدر آپ کي خوشنودي کا سبب ہین *

اور مجھکو توقع ھی کہ جو لوگ ان امور پر بغور و خوض خیال کرتے ہین اُنکو اس بات کا یقین واثق ہوجاتا ھی *

کہ گورنمنٹ برطانیہ ھاے سلطنت سرا سر دانشمندي اور فیض گستري پر مبني ہین *

اور اس سلطنت کا سایہ ہمیشہ باعث بہبود و فلاح ھے *

جو کچھہ آپ کے ممالک میں ان آئین سال گذشتہ میں ہوا ھی وہ صرف ایک تمثیل اُن امور کي ھے جو اور ممالک میں وقوع پذیر ہوتے جاتے ہین *

گو یہہ ممکن ھے کہ وہان کي ترقي ہنوز اس قدر عیان اور نمایان نہو *

ہر ملک و مقام میں ایسے ذریعے اور سبیلیں مہیا ہوتے جاتے ہیں کہ وہان کے باشندون کو اسایش و فلاح واقع حاصل ہوسکے *

چنانچہ جو محاصل سابقا تباہ کے انگیز جنگ و جدال میں یا ارائین سلطنت اور عماید کي بیجا فضولیات میں صرف ہوتے تھے *

اب وہ ایسے کامون میں بلا دریغ خرچ کیئے جاتے ہیں جن سے مقصود یہہ ہوتا ھے کہ خلق خدا کو فلاح اور اسایش بہ ترقي حاصل ہو *

اب یہہ امر آپ کے اختیار میں ھے کہ جسقدر کام خود اپ کے ذمہ ھے اس کا انصرام کرین *

یعني جو مواقع آپ کے لیئے مہیا کیئے گئے ہیں اُن سے مستفید ہون اور بلحاظ کار ھاے

متعلقہ عام خلایق ایسے طریقے اور مقاصد معاشرت اختیار کریں جو ایسے زمانہ میں سلطنت کے لازمات میں سے ہیں *

جو باقبال و مشیت ایزدی اس ملک پر سایہ افگن ہوئی ہے *

اس بارے میں جو کچھہ میں نے اور درباروں میں کہا ہے اُس کے اعادے کی اب ضرورت نہیں *

آپ سب خوب جانتے ہیں کہ آپ کے حالات میں کتنے بڑے بڑے تغیرات ہوتے جاتے ہیں *

اور آپ کے طبائع اور آپ کے خیالات میں اُن نئے تغیرات کے مناسب کیسا عروج اور کیسی ترقی پیدا ہوتی جاتی ہے *

آج اس قسمت میں ایک ایسے صاحب سکونت رکھتے ہیں جن کا نام آپ سب میں بخوبی مشہور و مانوس ہے یعنی سر سید احمد خان — مجھکو اس بات کے کہنے سے خوشی ہوتی ہے کہ میں سید صاحب سے اُس وقت سے واقف ہوں — جب سے میں ہند میں آیا ہوں *

اس امر میں کہ ممالک ہند کے باشندوں کی طبیعتوں میں نئے خیالات پیدا ہوں اور وہ خیالات جادۂ مناسب پر قایم رہنے جس قدر تائید سید صاحب کی سعی سے ہوئی ہے شاید ہی اور شخص کی جانب سے جو اسوقت ملک ہند میں زندہ ہے نہیں ہوئی *

وہ آپ ہی کے ایک ہموطن ہیں اور جس طرح سے نہ میں آپ کو سمجھا سکتا ہوں اُس سے زیادہ بہتر طور سے وہ بارہا اپکو یہہ سمجھا چکے ہیں کہ تو جند عرصے تک ہند میں اور اکثر مشرقی ملکوں کی طرح باشندوں کی حالت (باعتبار طریقہ معاشرت و طرز تمدن (

ایسے معلوم ہوتی تھی کہ گویا اس مین کبھی ترقی نہوگی *

لیکن اب اُن لوگون کو جو اس امر کے نگران رہتے ہین *

جس طرح سے کہ سید صاحب موصوف ایک مدت سے اُسکو دیکھتے رہے ہین *

سلطنت انگریزی کی وجہہ اور اُس کے ترقی بخش اثر سے صریحی اور بدیہی علامتین

اس امر کے معلوم ہوتی ہین کہ جس طرح سے غربی ملکون کے اقوام صلاحیت ترقی رکھتے

ہین *

اُسیطرح سے یہان کے لوگ بھی بہمہ جہت یہہ قابلیت اور استعداد رکھتے ہین کہ

خیالات و عادات مفید اختیار کرین — اور اُن کو ترقی پر پہونچائین *

بس ہم سبکو یعنی گورنمنٹ اور رعایا دونون کو یکسان مناسب ہے کہ اس امر کو تسلیم

کرین کہ سلطنت برطانیہ کا ترقی بخش اثر بقوت تمام پہونچ رہا ہے *

اسی وجہہ سے مین نے اُن مختلف دربارون مین جو اس عرصے مین منعقد ہوئے کبھی

اس امر کو فروگذاشت نہین کیا کہ یہان کے لوگون کو یہہ نصیحت کرون کہ اُن کو کارہاے

متعلقہ عام خلائق کا اور نیز کار انتظام کے اُس قدر حصے کا جو گورنمنٹ نے ان

کے لیئے مقرر کیا ہے عادی ہو نا چاہیئے — اور اُس مین مہارت پیدا کرنی

چاہیئے *

کیونکہ گورنمنٹ نے یہہ مداخلت آپ کو اسی وجہہ سے دے ہے کہ وہ جانتی ہے

کہ اب ایسا وقت آپہونچا کہ آپ اپنی کوششون کو گورنمنٹ کی اعانت مین صرف

کرین *

اور آپکو اس قدر مجاز اس خیال سے بھی کیا ہے کہ جب آپ ایسی کوششین کرینگے

اور آپ کو یہہ قابلیت حاصل ہوجائیگی کہ آپ تا دیرلہٖ تعلق خود اعتدال و خردمندی و امتیاز کے ساتھہ نئی حالتوں اور طریقوں کی ترقی آیندہ سے متاثر اور اُن کے بموجب کار بند ہوں گے *

کہ یہہ حالتیں اور طریقہ مغربی ملکوں کے ہند میں بوجہہ تسلط اُس سلطنت انگریزی کے طور لابد پیدا اور مروج ہوں گی جس کی مانند نہ اقتدار اور روشن ضمیر والوالعزم سلطنت قبل ازیں دنیا کے مشرقی حصہ میں کبھی متسلط نہیں ہوئے *

اس سبب سے میں آپ کو یہہ سمجھاتا ہوں کہ آپ میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی نسبت یہہ خیال نکریں — کہ وہ منجملہ ایسے طریقوں کے ہیں جو ایک محض غیر قوم کی گورنمنٹ نے اپنے دیگر رسم و رواج کے موافق اس ملک میں مقرر کیئے ہیں *

اور جنکی نسبت آپ یہہ سمجھہ لیں کہ وہ ہمارے حالات و خیالات سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتے *

اور ہمکو ان سے کوئی خاص قسم کا تعلق و سروکار نہیں ہی *

حقیقت حال یہہ ہی کہ طریقہ ہمارے میونسپل و ڈسٹرکٹ بورڈ سے آپ کو ہر قسم کا تعلق ہے *

اور اُن کو اختیار کرنے اور عمل میں لانے سے آپ کو بہر نہج [illegible] حاصل ہوگا *

کیوں کہ وہ اسی مقصد سے قائم کئے گئے ہیں کہ آپ کو یہہ قابلیت حاصل ہو کہ خود اپنی فلاح و بہبود واقعی کی ترقی سے [illegible] *

اور جو حوصلے اور تمنائیں آپ کے دلوں میں روز بروز [illegible] علوم و تربیت و تہذیب مغربی کے جو یوماً فیوماً ترقی کرتے [illegible]

حاصل کریں *

اسبات کا آپ اطمینان رکھیں کا جو کوششیں آپ اس بارے میں کرینگے ان کے بآسانی

سرانجام پانے میں میری جانب سے آپ کو اعانت ملے گی *

اور جہاں تک میرے امکان میں ہے جو امور ان کے پورے ہونے میں مانع و حارج ہونگے

اُن کو رفع کیا جاے گا *

حال میں بعد اپنی واپسی کے ممالک ھذا میں مجھکو دریافت ہوا کہ ایک اور طریقے سے

نہایت عمدہ نتیجے مترتب ہورہے ہیں *

جس طریقے کی نسبت لوگ ایک وقت میں یہہ خیال کرتے تھے کہ وہ آپ کی طبائع سے

متغائر ہے *

طریقہ مذکور سے میری مراد اس طریقے سے ہے جس کے بموجب آنریری مجسٹریٹ اور

بینچ مجسٹریٹ اختیارات عمل میں لاتے ہیں *

اس ذریعے سے آپ کو ملازمت سرکاری کے ایک نہایت شعبہ کے کام سے تعلق

پیدا ہوا *

اور خود اپنے اور اپنے ہموطنوں کے باہمی نزاعات کے انفصال کا اور اُن کے معاملات میں

حاکمانہ دست گستری کا اختیار ملا *

اس قسم کی اعانت گورنمنٹ کی منجانب رعایا بلا صلہ خدمت ہند کی تاریخ عہد انگریزی

میں ایک محض جدید امر ہے *

جو قبل ازیں اس عہد میں وقوع و عمل میں نہیں آیا — بلکہ درحقیقت اس موجودہ صورت

وطریق سے جو بدرجہ غایت نفع رساں ہے امر مذکور کبھی کسی عہد و سلطنت میں ظہور *

وقوع پذیر نہین ہوا *

اور اس امر سے آپکی عالی ہمتی و خیر خواہی خلائق ایسی طور پر واقع ہوتی ہے — اور پاۂ ثبوت پہونچتی ہے کہ خود وہ اشخاص بہی جنکو آپ لوگون مین حکومت خود اختیاری کے رائج ہونے اور ترقی پانے کی نسبت شک و شبہہ ہوتا ہے — اوسکو نظر انداز نہین کرسکتے *

آپ اپنے اون اختیارات کی وجہہ سے مجسٹریٹون کو اعانت قرار واقعی اس امر مین دے سکتے ہین *

کہ جب اعلای پولیس اپنے اختیارات کو بیجا طور سے عمل مین لاوین *

تو وہ اوسکو دریافت کرسکین *

اور اونکو اس امر سے باز رکھین *

مین خوب جانتا ہون کہ ملازمین پولیس کیسا بڑا اختیار عمل مین لاسکتے ہین — اور کتنے بہت سے مواقع پر اونکو اختیار مذکور کے بطور بیجا عمل مین لانے کی تحریص ہوتی ہے *

دنیا کے تمام حصون مین اعلای پولیس کو ایسی ہی ترغیب اور طمع دامنگیر ہوتی ہے *

لیکن اور ملکون مین وہ اپنے بدنامی اور شہرت اور اونکے اعتراضات کے خوف سے کم و بیش دبے رہتے ہین *

کہ یہہ اندیشہ کل ملازمان سرکاری کو رہتا ہے

مگر هند میں یہ نسبت مغربی ملکوں کے بہت روپیہ کم ہیں *

اور میں آنریری مجسٹریٹوں سے یہہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ مجسٹریٹان ضلع کو اعانت پولیس کے نگران رہنی اور اون کو امور بیجا سے روکنے میں اعانت کرینگے *

کیوں کہ آنریری مجسٹریٹوں کو بوجہہ اس کے کہ وہ اس ملک کے طریقے جانتے ہیں *

اور وہاں کے حالات سے واقف ہیں *

ایسا کرنی کا بہت موقع حاصل ہے *

غالباً آپ خود اس امر کو تسلیم کریں گے *

کہ اس طرح سے آپ اپنے ملک والوں کو بہت نفع پہونچا سکتے ہیں *

اور حکام منتظم کے بھی مدد کرسکتے ہیں *

میں بتوجہہ تمام اسباب کا نگراں رہوں گا کہ جو مواقع اب کو اس کام کے (یعنی اعانت مجسٹریٹان ضلع کے)

حاصل ہیں اونکو اب کس طرح کام میں لاتے ہیں *

اوس عمدہ ٹون ہال اور قابل تعریف کتب خانے سے کہ ان دونوں کو میں نے کل دیکھا ہے *

باشندگان شہر میرٹھ کے فیاضی اور بلند حوصلگی ثابت ہوئی *

اور میں اس سے خرسند و مسرور ہوا *

اس قسم کے عمارتوں سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ خواہش ترقي ذاتي و رفاہ خلائق کو آپ بطریق

احسن پورا کراتے ہیں *

جو خواہش آپ کے دلوں میں بوجہہ گورنمنٹ انگریزي کے پیدا ہوئي ہے *

ایسي عمارتیں حکومت انگریزي کے خاص نشانات میں سے ہے *

جس طرح سے قلعے جنسے یہہ ملک بزمانہ سابق بھرا ہوا تھا *

اور شہر پناہیں جن سے اگلے وقتوں میں آپ کے شہر گھرے ہوے تھے *

اُن باتوں کي خاص علامتیں تھیں جو اُن دنوں میں لوگوں کے دل میں سما

رہي تھیں *

اب بوجہہ موجودگي اُن قلعوں اور شہرپناہوں کے جو ہنوز بحالت شکستہ باقي ہیں ۔

آپ خود زمانئہ سابق اور زمانہ حال میں مقابلہ کر سکتے ہیں ـــ

اور دونوں میں جو فرق ہے وہ بآساني آپ کو معلوم ہو سکتا ہے *

اب آپ کو رخصت کرنے سے پہلے میں پھر اپني اس خواہش کا اظہار کرتاہوں کہ جب

کبھي آپکو اپنے معاملات متعلقہ عام خلائق میں مجھسے صلاح و مشورت کرنا منظور ہو آپ

بلا تکلف ایسا کریں *

اور نیز آپکو مکرر یہہ یقین دلاتا ہوں کہ میں کبھي موقع پر آپ سے ملنے میں دریغ و تامل

نکروں گا ـ اور ہمیشہ آپ کي ملاقات سے بہت راضي اور خوش ہونگا ـــ

تقریظ مع قطعهٔ تاریخ از افضل الفضلا روشن ضمیر جناب مولوی شاه سید امیر علی صاحب متوطن کابل وارد حال علیگڈه

شمع شبستان روشن بیانی- تازه طراز عارض همه دانی- جامع کمالات انسانی
شمع بزم خردمندی و فرزانگی- مضامین نکات تالیفش سراسر جوہر وجدانی
یعنی مہاراجہ ٹھاکر ٹکند سنگھ قوم چوہانی- کہ بفراست کامل و ہمت عالی از
ہر گوشہ نکات حق بیان- و گنج فراوان خوشہ خوشہ و نکتہ نکتہ بہم فراہم آوردہ گلدستۂ
محفل دوستان گردانیدہ-

ایزد بیہمال این گلدستۂ ہمیشہ بہار **تحقیق الحق** را دلربا عین قلوب قدردانان
و منصفت مزاجان قبول نمایاد-

ٹکند سنگھ ٹھاکر قوم چوہان ست — منور نام او اندر جہان ست
بلا تعصب کتابے جمع کردہ — کتابے لا مثال اندر زمان ست
ز ہر سو خوشۂ و گنج فراوان — گرفتہ جمع کردہ ہم دران ست
ز ہر باغی گل و نسرین و سنبل — بداماں محبان ارمغان ست
ز نثر و نظم و فقرات لطیفہ — دلم روشن زدی ہم قوت جان ست
نکات خوش در و شیرین فصاحت — چہ گویم با تو قند اندر دہان ست
زمین ایزدی از صدر ٹھاکر — برون آمد کتابے خوش بیان ست
ز ہر مذہب در و تحقیق و تدقیق — چہ گویم خود بہ بین ظاہر عیان ست
بری از عیب و نقصان و تعصب — کتابے خوش عبارت خوش بیان ست

چه گویم وصفِ ٹھاکر جی ز تالیف … فهیم و ذاکی و صاحب زبان ست
ببستے موصوف در چشمِ مروت … عقولِ قدسیش از لامکان ست
عجب ٹھاکر ز قوم راجپوتان … کتابے کرده بس رونق در آن ست
خوشا ٹھاکر خوشا تالیف و تصنیف … کتابش خوب و خود نسلِ بهان ست
تجسس کردم از تاریخ و سالش … ندا آمد ز ہاتف کین چنان ست
بگیر از مصرعِ ثانی تاریخ … دُر و گوہر در و کرد بس نهان ست
۱۳۰۷ھ

قطعاتِ تاریخ کتاب شرف انتساب سن طبع کامیاب

سحر بیان اعجاز لسان منشی ظہور خان صاحب المتخلص بہ محکم شاگرد رشید جناب مولوی محمد عثمان خان صاحب شہید مرحوم و مغفور ساکن خورجہ ضلع بلند شہر

تاریخ تالیف کتاب جوہر انتخاب

این طرفه درس دادی ای تازه گو نغز گو … پیداست لذتِ حق به نکو شعاران
تاریخ دفترِ تو کافی ست مصرعِ سن … شیرینیِ بیان را تسلیم کن بیاران
سنه ۱۳۰۰ء

تاریخ طبع کتاب لاجواب

چه خوش گفته شاعر خوش مقال … حقِ حق دباطل عیان ساخت

بجستم چو تاریخ ہاتف بگفت — لوای ہویت برافراخت
سمت ۱۹۴۶ بکرمی

تاریخ طبع کتاب عالمتاب

چہ خوش بنوشت عاقل این کتابی — کہ از دیدنش روان شد وہم جاہل
چو از انصاف سالش خواستم گفت — چراغ رہ بدہر فہم عاقل
سمت ۱۹۴۶ بکرمی

تاریخ طبع کتاب مستطاب

کتاب مستطابے راچو دیدیم — پے تحصیل تاریخش روان رفت
سنا از غیب پیدا گشت مصرع — بشوق یکہزار و سہ صد و ہفت
۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع کتاب فیضمآب

سُنا میں نے جب ذکر مکتوب نو — کیا قطعہ وصف زیب ورق
دم فکر تاریخ حق بول اوٹھا — کیا سب بدعت بتحقیق حق
سنہ ۱۲۹۷ فصلی

تاریخ طبع کتاب ہدیٰ ثواب

ہوئی ہے بلاشک یہہ عمدہ کتاب — لکھے اس میں انصاف کے ہیں سبق
فقط حق و باطل کی تمیز ہے — بسی عبارت و طرز ادق

ملاکر سر نہ ہولین سال طبع — کتاب وسطے بتحقیق حق
۱۳۰۷ھ

تاریخِ طبعِ کتاب دافع عذاب

واہ واکیا خوب لکھی ہی کتاب — صاد جس پر کرتی ہے عین جہان
جوہر ندرت ہے تیرا اختصار — کہتے ہین مختص یقسم سحر بیان
اے حق آرا اس تری اصلاح نی — کردیا گم فعلِ بدعت کا نشان
گر تری حکمت کا نسخہ چل گیا — پائین گے صحت مریضان گمان
جو تری فکر نہ شک کرکھا ئیگا — دور ہون گے اوسکے سب وہم وگمان
تا سنک بھولین گے راہ اعتراض — آستک ہوجائین گے پھر سے جوان
تیری مدحت کا سرا ملتا نہین — خیر اب تاریخ سے دیدون نشان
ہے جو اس قطعے مین مصرع آخری — ہے سر ہر لفظ سے اوسکے عیان
مکمن واصفا لکھے بس اور کیا — قول ذاکر غالب و فائق طلبان
۱۸ ۴ ۸۹

قطعہ تاریخ طبع کتاب و مدح مصنف از نتائج طبع مولوی محمد عمر صاحب مدظلہ متخلص بہ راشد متوطن نجد وار دحال علیگڈھ

ایا نسیم اگر بگذری بہ گلشن انس — رہین سنت خود می نمائیم ہمہ تن
خدا را اگر چنین چشم دارم از کرمت — بچشم من بکشائی نظر بر آن گلشن

وزان ریاض فسیح بخش غیرت فردوس
سلام چون نغمات بهشت جان افزا
اگر ز نام همایون او نشان طلبی
عزیز مصر شرافت شریف عزت وجاه
تبارک الله ازین نام کز حلاوت او
که ای جهان فضائل یگانهٔ آفاق
من از مکارم اخلاق آرزو دارم
بشان جمله خلائق عجب نمودی کتاب
بسان پر تو خورشید و سر سرا پا نور
بر آسمان معانی ثوابت و سیار
سواد شان چو در آید بچشم اهل سواد
چنین کتاب که تحقیق حق شدی ظاهر
بدین نام تو خسته جان شود زنده
تجسس کردم از تاریخ آن از هاتف غیبی
بگوشم پست گفتا هاتف غیبی که ای راشد
همیشه تاکه بفصل بهار باد صبا

سلام من برسانی بر مربی من
سلام عطر فشان چون شمیم مشک ختن
بگوییت که چه مهر است در جهان روشن
ملک سنگه بها در بلند جاه زمن
رسید لذت آب بقا بکام و دهن
دل تو آمده نقد علوم را مخزن
که التماس مرا بشنوی بخلق حسن
طلوع یافته از مشرق طبیعت پرفن
فروغ دیدهٔ احباب و کوری دشمن
که هست هر یک غیرت فزای نظم پرن
فروغ بخشد چون دیدهٔ سهیل یمن
بجان تو که رسد جان چه زندهٔ به بدن
جزای خیر ترا بخشد ایزد ذو المنن
قلم نوشت این در معانی از در مخزن
ملک سنگه بها در ذوی الجاه زمن
۱۳ه
نقاب بر کشد از روی شاهدان چمن

موالفان تو همدوش شاهدان مراد
مخالفان تو در جوش ناله و شیون

قطعہ تاریخ طبع کتاب از طبع پنڈت راجی مل صاحب

متخلص بہ نمک رئیس جہ ایون انسپکٹر ریلوے

رئیس جہلیسر کی تصنیف یہ ہے
رسومات بد کی خرابی جتا کر
یہ نسخہ وہ ہے جسکی شہرت نمک
ملا لفظ حق لکھ دو بکرم کا سمت
(١٠٨)

تغافل مزاجون کو عمدہ سبق ہے
تدابیر عمدہ سے احقاق حق ہے
شفق تا افق از افق تا شفق ہے
بتردید بدعات تحقیق حق ہے
سمت ١٩٤٦ بکرمی

قطعہ تاریخ تالیف کتاب از مؤلف

دیانند سوامی کا فیضان ہے
تگ کیا کرون چھ برس ہوگئے
دیانندی سمت ہو لئے یہ سنے
سر ہر ورق سے عیان سال ہے
سر و آپ گر دور کر دیجئے

جو لکھی ہے مین نے یہ نادر کتاب
کہ تیاگا اونھون نے جہان سراب
اسی سن مین لکھتا ہون سال کتاب
دیانندی سمت کا ہے یہہ حساب
تو ہے دوسرا سال بھی لاجواب

تقریظ مع تاریخ از پنڈت جیالال جی صاحب متوطن قصبہ دیوبند ضلع مظفرنگر وارد حال علی گڈھ۔

चोद्धारो गुणपक्षपात नवसमर्थनु निर्मत्सरान् । श्रीदृभूप मुकंदसिंहरचि

ना सत्यस्य वेदर्पणम् । प्राज्ञमन्यमनाः प्रदोषमुदये नासि न्तमारां

पयेत ।४। इत्यालोच्य विरोधभावरहितैरकीकृतं सत्यतः ॥२॥

कौत्याभिधं पुरः प्रान्त ग्रामं पैतृपितामहम् । छलेसराभिधं चा

स्य कर्ता वासेन शिंसति ।३॥ ६ ५ ९ १ अङ्क मुत्र्य कं भूवर्षे तपस्या

सित चक्षुषि । सोरस्त हस्पनो सत्य दर्पणं पूर्णतां गतः

॥ ४ ॥

تقریظ از فسکر پنڈت ناتھو رام صاحب متوطن کرنا ضلع بلندشہر

श्लोकः पूर्वो ग्रन्थः परम हित सत्यार्थसहितः । मतस्थान् दोषां

स्तु नश्यन् निजदेशान् सुखकरः । यदा प्राप्तो नामुक्तः तेन सह म

नुजांश्च प्रमदः । इत्थं सत्यादर्शः प्रनुपमसुन्याथी दिनकरः ।

१। श्रीमान्भारद्वाज सिंह वर्मा क्षत्रीकुलोत्पन्न धीरवीरः । तत्सु

त श्रीमान् मुकुन्दसिंहः तेन वग्रथ रत्न यं कृतोस्ति ॥२॥

تمت

در سنہ ۱۸۹۰ عیسوی۔ (کتبہ احقر البرایا محمد یحیی ساکن کول) - بمطبع کائستھ پرکاش علیگڈھ طبع شد

اشتہار

شائقینِ حق کو مژدہ ہو کہ کتاب موسومہ تحقیق الحق بتردید بدعاتِ مفسدۂ ہند۔ کہ جسکی اسوقت اشد ضرورت تھی۔ بکمال سعی وجانفشانی۔ بغرض نفعِ عام بحوالۂ وید وشاستر وقرآن واحادیث وبائبل واقوال ڈاکٹرانِ یورپ ویونانی ومصرانی وقوانینِ انگریزی تیار کی گئی ہے۔ اور بلحاظ رفاہیت قیمت اسکی صرف ایکروپیہ عہ چار آنہ رکھی گئی ہے۔ جن اصحاب کو مطلوب ہو۔ زرِ نقد بھیجکر یا بذریعۂ ویلیو پے ایبل راقم کے پاس سے طلب فرماوین

تحریر تاریخ ۱۰ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء

راقم

ٹھاکر مکند سنگھ ازمقام موضع چھلیسر

ڈاکخانہ جوان ضلع علیگڈہ۔

فہرست صحت الفاظ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۹	گ	گم	۷۷	۱۷	ملے	طے	۱۶۲	۱۸	نف	مختلف
۴	۱۱	سہ	سے	۸۶	۱	خرزری	خیرپورصابنی	۱۷۲	۱۶	ذا	ذرا
۷	۱۷	هورن	هون	۹۸	۱۶	ان بری دو	اوسپربھی سود	۱۷۹	۱۱	قفودا	قصوردار
۱۲	۱۹	مادر	نادر	۹۹	۱۴	مدت	عدالت	۱۷۹	۱۲	عل	عمل
[illegible]	۳	راون	راون	۹۹	۵	دبیہ	روپیہ	۱۷۹	۱۳	مت	بہت بڑا
۱۲	۱	طی	عہد حکومت	۱۰۳	۷	ملی	نکلی	۱۸۰	۱۳	گرداد	گرداور
۱۴	۳	بست	بت	۱۰۴	۱۹	ماع	متاع	۱۸۲	۱۲		
[illegible]	۱	روان	مروان	۱۱۷	۴	او	اور	۱۸۹	۱	مرو	مروجہ
۲۶	۱۷	بان	دامن	۱۱۸	۱۹	بڑ	بڑہ	۱۸۹	۱۵	اجلان	اجلاس
۲۸	۱۴	کر	ھونز	۱۲۲	۴	بروائٹری	بروپرڈٹری				
۳۰	۱۴	حدیث	احادیث	۱۲۳	۹	برہر	برابر				
۳۰	۱۷	اقاے	بخواے	۱۲۴	۱۰	میلا طبع	مبلان طبع				
۳۱	۱۷	ابانی	بکارتی	۱۲۶	۱۷	کمر	کمربند				
۳۳	۱۳	عات	بدعات	۱۳۵	۶	سہرا	مشتہر ہوا تھا				
۳۷	۱۵	زید	بیرہ	۱۳۵	۱۹	گنجا	گنجایش				
۴۶	۱۲	ل	اس	۱۳۷	۱۰	مویشرما	مویشیونکو				
۴۸	۱۶	هوهو ماذر	هوبہو مادر ساوے	۱۵۱	۱۲	زہ	زہرہ کا				
۵۰	۳	هی	[illegible]								
۵۳	۱	تمکر	تیکر								
۶۲	۱۲	هرا	ہزارہا	۱۵۶	۳	بہاف	بہاب				
۶۲	۱۴	نیتا	نتیجہ بھی اسکا	۱۵۸	۱۱	رمن	بامن				
۶۴	۱۸	برا	نزول	۱۶۱	۱۶	موجو	موجود				